تفہیم کتاب و سنت

15

کتاب الوقایة من الجن والسحر

جادو، جنات، آسیب اور نظرِ بد کی حقیقت،
ان سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر اور طریقہ علاج

جادو، جِنّات سے بچاؤ کی کتاب

وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ

اور وہ (جادوگر) اللہ کی مرضی کے بغیر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے (القرآن)

تالیف و تخریج:
حافظ عمران ایوب لاهوری حفظہ اللہ
از تحقیق و افادات:
علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

تفہیم کتاب وسنت

15

کتاب الوقایۃ من الجن والسحر

جادو، جنات، آسیب اور نظر بد کی حقیقت،
ان سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر اور طریقہ علاج

جادو جنات سے بچاؤ کی کتاب

تالیف وتخریج:
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از تحقیق وافادات:
علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

تاریخ اشاعت ________ اگست 2010

مطبوعہ ________ چاچا حمید پرنٹرز لاہور

ناشر

فقہ الحدیث پبلیکیشنز

لاہور - پاکستان

Phone: 0300-4206199

E-mail: fiqhulhadith@yahoo.com

Website: www.fiqhulhadith.com

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

Phone: 042-7321865

E-mail: nomania2000@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

جادو اور آسیب زدگی ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کتاب وسنت میں متعدد مقامات پر جادو' جنات کا ذکر موجود ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں جادو کا ذکر ہے جبکہ سورۂ انعام، سورۂ اعراف، سورۂ کہف اور دیگر متعدد سورتوں کے علاوہ ایک مکمل سورت (سورۂ جن) جنات کے نام سے موسوم اور ان کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ فرمانِ نبوی کے مطابق جادو سات ہلاک کرنے والی اشیا میں سے ایک ہے اور صحیح بخاری کی روایت کے مطابق خود نبی کریم ﷺ پر بھی جادو ہوا تھا۔ بعض احادیث میں جنات سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں تو نبی کریم ﷺ کا جنات سے گفتگو کرنے کا ذکر موجود ہے۔ کتاب وسنت کے انہی دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ائمہ عظام اور سلف صالحین نے نہ صرف جادو' جنات کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے بلکہ ان کے منکرین کے اعتراضات کا شافی جواب بھی دیا ہے۔

واضح دلائل اور اہل علم کی تصریحات کے باوجود ہمیشہ ایک طبقہ ایسا بھی رہا ہے جو جادو' جنات کی حقیقت کا منکر ہے اور جادوئی اثرات کو توہم پرستی اور جنات کو بدی کی طاقتوں وغیرہ سے تعبیر کرتا ہے۔ لیکن چونکہ ان حضرات کی رائے شرعی نصوص، امت کے اجماع اور دین کے مسلمہ اُمور کے خلاف ہے اس لیے ہرگز قابل قبول نہیں۔

بہرحال دورِ حاضر میں جہاں ایک طرف بے روزگاری اور معاشی وگھریلو حالات سے تنگ سادہ لوح، معصوم اور ضعیف العقیدہ لوگ اپنی پریشانیوں اور مسائل کے حل کے لیے جادو ٹونہ تک کرانے کو تیار ہو جاتے ہیں وہاں دوسری طرف نام نہاد عاملوں، پروفیسروں، نجومیوں، جادوگروں، قیافہ شناسوں، روحانی ڈاکٹروں اور جعلی پیروں نے بھی ہزاروں کی تعداد میں اڈے بنا رکھے ہیں۔ ایک محدود اندازے کے مطابق صرف لاہور میں پانچ ہزار سے زیادہ عاملوں کے ڈیرے ہیں۔ جو قد آدم اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں اور تعویذوں کا اثر، محبت میں ناکامی، بے اولادی، شوہر کو راہِ راست پر لانا، بچوں کی شادی، ترقی یافتہ ملک کی شہریت کا حصول، انعامی چانس، امتحان میں کامیابی اور اولاد کی نافرمانی جیسے ہر مسئلے کے حل کا دعویٰ کرتے ہیں۔

یہ لوگ نہ صرف مصائب کا شکار عوام کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ ان کے خون پسینے کی کمائی بھی لوٹتے ہیں۔ اصلی زعفران سے تعویذ لکھنے کے لیے بھاری رقوم وصول کرتے ہیں۔ بعض اوقات تو زہر سے لکھا ہوا تعویذ پانی میں گھول کر پینے کو کہتے ہیں جس کے نتیجے میں پینے والا مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے اور کبھی تو زہر کے اثر سے پاگل بھی ہو جاتا ہے۔ عورتوں کی ایک بڑی تعداد گھریلو جھگڑوں (شوہر کی ناچاقی یا ساس سسر کا مسئلہ یا نندوں کے طعنوں وغیرہ) سے تنگ آ کر ان کے پاس جاتی ہے پھر ان میں سے اکثر اپنے زیورات کے ساتھ ساتھ عزت بھی گنوا بیٹھتی ہیں۔ جھوٹے اور جاہل عامل بعض اوقات جن اتارنے کے لیے خواتین کو گرم سلاخیں لگاتے ہیں اور ڈنڈے بھی مارتے ہیں جس کے نتیجے میں شفایاب ہونے کی بجائے مریض خود ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔

یہ اور اس جیسی دیگر تکلیفوں میں لوگ اس وجہ سے مبتلا ہوتے ہیں کیونکہ وہ کتاب وسنت کی روشن تعلیمات سے جاہل ہیں۔ انہیں یہ علم ہی نہیں کہ جادو اور آسیب سے بچاؤ کا صحیح طریقہ کیا ہے اور اگر کسی پر جادوئی یا جناتی حملہ ہو تو اس کا کیسے علاج کرنا چاہیے اور کیسے معالج سے رجوع کرنا چاہیے؟ عصر حاضر کی اسی اہم ضرورت کے پیش نظر اس کتاب **"جادو ، جنات سے بچاؤ کی کتاب"** کو ترتیب دیا گیا ہے۔

اس میں جہاں جادو، جنات اور نظر بد کی حقیقت کو کتاب وسنت کے دلائل اور ائمہ سلف کی آراء کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے وہاں جادو اور آسیب زدگی کے منکرین کے اعتراضات کا بھی جواب دیا گیا ہے۔ پھر جادو، جنات اور نظر بد سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کا شرعی علاج بھی تجویز کیا گیا ہے۔ یقیناً ان تدابیر اور شرعی طریقہ علاج کو سمجھ کر ہر مسلمان جعلی عاملوں اور جھوٹے پیروں کا رخ کرنے کی بجائے خود بھی جادو، آسیب اور نظر زدہ کا علاج کر سکتا ہے اور تھوڑی سی محنت سے ایک ماہر روحانی معالج بھی بن سکتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے لوگوں کی اصلاح وفلاح کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

"وما توفیقی إلا باللہ علیہ توکلت وإلیہ انیب"

کتبہ

حافظ عمران ایوب لاہوری

بتاریخ : جولائی 2010ء , بمطابق : شعبان 1431ھ

فون: 0324-4474674

ای میل: hfzimran_ayub@yahoo.com

ویب سائٹ: www.fiqhulhadith.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

باب 1: جادو کی حقیقت اور اس کا علاج

پہلی فصل: جادو کا مفہوم

دوسری فصل: جادو کا وجود

تیسری فصل: کیا نبی ﷺ پر جادو ہوا تھا؟

چوتھی فصل: جادو اور جادوگر کا حکم

پانچویں فصل: جادو سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر

چھٹی فصل: جادو کا علاج

باب 2 جنات وآسیب کی حقیقت اور ان کا علاج

پہلی فصل: جنات کا مختصر تعارف

چھوتھی فصل: جنات کی آسیب زدگی اور اس کے اسباب

پانچویں فصل: جنات سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر

چھٹی فصل: جنات اور آسیب زدگی کا علاج

باب 3 نظر بد کی حقیقت اور اس کا علاج

پہلی فصل: نظرِ بد کا مفہوم

دوسری فصل: نظرِ بد کا وجود

تیسری فصل: نظرِ بد سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر

چوتھی فصل: نظرِ بد کا علاج

باب 4 جادو' جنات اور نظر بد کے متفرق مسائل

كتاب الوقاية من الجن والسحر

جادو، جنات سے بچاؤ

باب حقيقة السحر وعلاجه — جادو کی حقیقت اور اس کے علاج کا بیان

جادو کا لغوی مفہوم

عربی میں جادو کے لیے "سحر" اور انگلش میں میجک (Magic) کا لفظ مستعمل ہے۔ اہل علم نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ وہ چیز جس کا سبب مخفی ہو، دھوکہ دہی، حق و باطل کا التباس اور ملمع سازی کے ذریعے حیران کن اشیاء پیش کرنا وغیرہ۔

چنانچہ محیط المحیط میں ہے کہ "جادو یہ ہے کہ کسی چیز کو اس مقصد سے نہایت خوبصورت بنا کر پیش کرنا کہ لوگ اس سے حیران ہو جائیں۔"(۱) المعجم الوسیط میں ہے کہ "جادو وہ ہوتا ہے کہ جس کا سبب انتہائی لطیف (یعنی باریک و مخفی) ہو۔"(۲) امام ازہری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ "جادو کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینے کا نام ہے۔"(۳) اور لیث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "جادو اس عمل کا نام ہے جس میں پہلے شیطان کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اور پھر اس سے مدد لی جاتی ہے۔"(۴) ابن فارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "ایک قوم کے مطابق جادو باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنے کا نام ہے۔"(۵) ابن منظور افریقی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ "جادوگر جب باطل کو حق کی صورت میں پیش کرتا ہے اور کسی چیز کو حقیقت کے برخلاف سامنے لاتا ہے تو گویا وہ اس کی دینی حقیقت بدل دیتا ہے۔"(۶) ابن عائشہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ "عرب جادو کو جادو اس لیے کہتے ہیں کیونکہ وہ صحت کو بیماری میں بدل دیتا ہے۔"(۷) امام ابن اثیر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ "اہل علم کے مطابق جادو کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینے کا نام ہے۔"(۸) مشہور انگلش ڈکشنری آکسفورڈ (Oxford) کے مطابق "جادو یہ ہے کہ مافوق الفطرت اور پراسرار طاقتوں کے ذریعے ظاہری طور پر واقعات پر اثر انداز ہونا۔"(۹) انسائیکلوپیڈیا انکارٹا (Encarta) کے مطابق "جادو اس فن کا نام ہے جس کے ذریعے اشیاء کو قانونِ فطرت کے خلاف ظاہر کر کے لوگوں کو خوش کیا جاتا ہے۔"(۱۰)

---

(۱) [محيط المحيط (ص: ۳۹۹)]
(۲) [المعجم الوسيط (۴۱۹/۱)]
(۳) [تهذيب اللغة (۲۹۰/۴)]
(۴) [ايضا]
(۵) [مقاييس اللغة (ص: ۵۰۷)]
(۶) [لسان العرب (۳۴۸/۴)]
(۷) [ايضا]
(۸) [النهاية في غريب الحديث (ماده: سحر)]
(۹) [Oxford Dictionary P:855]
(۱۰) [Encarta 2009 (Magic)]

جادو کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاحاً اہل علم نے جادو کی مختلف تعریفات ذکر فرمائی ہیں، چند ایک ملاحظہ فرمائیے:

(امام ابن قدامہ رحمہ اللہ) جادو ایسی گرہوں، دم منتر اور کلمات کا نام ہے جنہیں بولا یا لکھا جاتا ہے یا جادوگر اس کے ذریعے ایسا عمل کرتا ہے جس کے باعث اس شخص کا بدن اور دل متاثر ہوتا ہے جس پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور جادو کا واقعتاً اثر ہوتا ہے لہٰذا اس کے ذریعے انسان کو قتل کیا جا سکتا ہے، بیمار کیا جا سکتا ہے، بیوی سے قربت کے تعلقات میں رکاوٹ ڈالی جا سکتی ہے، میاں بیوی کے درمیان نفرت یا محبت پیدا کی جا سکتی ہے۔ (۱)

(ابن قیم رحمہ اللہ) جادو وہ چیز ہے جو خبیث ارواح اور ان کے طبعی قویٰ سے مرکب ہوتی ہے (جو انسانی طبیعت پر اثر انداز ہوتی ہے)۔ (۲)

(امام رازی رحمہ اللہ) جادو ہر اس کام کے ساتھ مخصوص ہے جس کا سبب مخفی ہو، اسے اصل حقیقت سے ہٹا کر پیش کیا جائے اور اس میں دھوکہ دہی نمایاں ہو۔ جب جادو کا لفظ بغیر کسی قید کے مطلق بیان کیا جائے تو اس کے مرتکب کی مذمت کا فائدہ دیتا ہے۔ (۳)

(علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ) موصوف کے نزدیک جادو کے مختلف مفاہیم ہیں:

1. دھوکہ اور ایسے تخیلات جن کی کوئی حقیقت نہیں، جیسا کہ شعبدہ بازوں کا کام ہے کہ وہ ہاتھ کی صفائی سے حقیقت کو نظروں سے پھیر دیتے ہیں۔ جس کا ذکر قرآن میں اس طرح ہے کہ ﴿سَحَرُوٓا اَعۡيُنَ النَّاسِ وَاسۡتَرۡهَبُوۡهُمۡ﴾ [الاعراف: ١١٦] ''جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔'' ایک دوسری آیت میں ہے کہ ﴿يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰى﴾ [طـٰه: ٦٦] ''(موسیٰ علیہ السلام کو) ان کے جادو سے یہ خیال لاحق ہوا کہ ان کی لاٹھیاں اور رسیاں (سانپوں کی صورت میں) دوڑ رہی ہیں۔''
2. شیطانوں کا تقرب حاصل کر کے ان سے مدد لینا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ عَلٰى مَنۡ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيۡنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ﴾ [الشعراء: ٢٢١-٢٢٢] ''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں۔ وہ ہر ایک جھوٹے اور گناہگار پر اترتے ہیں۔'' اور یہ فرمان بھی اسی بارے میں ہے کہ ﴿وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيۡنَ كَفَرُوۡا يُعَلِّمُوۡنَ النَّاسَ السِّحۡرَ﴾ [البقرة: ١٠٢] ''اور لیکن شیاطین نے کفر کیا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔''
3. لوگوں کے ہاں معروف ایک ایسا علم جس کے ذریعے صورتوں اور طبیعتوں کو تبدیل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ

---

(۱) [المغني لابن قدامه (١٢/٢٩٩)] (۲) [زاد المعاد لابن القيم (٤/١١٥)]

(۳) [تفسير رازی (٢/٢٤٢)]

انسان کو گدھے میں صورت میں بدل دینا وغیرہ۔ لیکن علما کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ بعض اوقات جادو کو اچھا بھی تصور کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ﴿إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا﴾ ''بعض اندازِ گفتگو جادوئی تاثیر رکھتے ہیں۔''(۱) یعنی ایسا عمدہ کلام جسے سن کر سامعین حیران وششدر رہ جائیں (اگر مقصد اچھا ہو تو پھر ایسا کلام جائز ومباح ہے البتہ اگر یہی کلام کسی برے مقصد کے لئے ہو تو پھر مذموم ہے)۔(۲)

شاہکار انسائیکلو پیڈیا میں مذکور ہے کہ ''جادو کے متعلق یہ بات سمجھنی چاہیے کہ اس میں دوسرے شخص پر اثر ڈالنے کے لیے شیاطین یا ارواحِ خبیثہ یا ستاروں کی مدد مانگی جاتی ہے... جادو دراصل ایک نفسیاتی اثر ہے جو نفس سے گزر کر جسم کو بھی اسی طرح متاثر کرسکتا ہے جس طرح جسمانی اثرات جسم سے گزر کر نفس کو متاثر کرتے ہیں، مثلاً خوف ایک نفسیاتی چیز ہے مگر اس کا اثر جسم پر یہ ہوتا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بدن میں کپکپاہٹ سی طاری ہو جاتی ہیں۔ دراصل جادو سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی مگر انسان کا نفس اور اس کے حواس اس سے متاثر ہو کر یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ حقیقت تبدیل ہو گئی ہے۔''(۳)

جادو کی اقسام

درج بالا تمام تعریفات کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کے ہاں جادو (سحر) کا لفظ وسیع معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ صرف جنات کے ذریعے کسی کو تکلیف پہنچانا ہی نہیں بلکہ کسی بھی طرح سے دوسروں کو دھوکہ دہی یا حیران کرنا اس کے مفہوم میں شامل تھا۔ اسی وجہ سے اہل علم نے جادو کی بہت سی اقسام بیان کی ہیں جیسا کہ امام رازی رحمہ اللہ نے آٹھ (۸) جبکہ امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے چار (۴) اقسام ذکر کی ہیں۔(۴) امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام رازی نے جادو میں ان بہت ساری قسموں کو اس لیے شامل کر دیا کیونکہ انہیں سمجھنے کے لیے باریک بینی کی ضرورت ہوتی ہے اور لغوی طور پر سحر (جادو) کا لفظ ہر اس چیز پر بولا جاتا ہے جو نہایت باریک ہو اور اس کا سبب بھی مخفی ہو (حالانکہ عرف میں ہر ایسی چیز کو جادو نہیں کہا جاتا)۔(۵)

بہر حال اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جادو کی بنیادی دو ہی قسمیں ہیں:

1- ایک جادو کی قسم وہ ہے جس میں محض نظروں کو دھوکہ دیا جاتا ہے، اس کے ذریعے حقیقی طور پر کوئی چیز متاثر نہیں

---

(۱) [بخاری (۵۱٤٦) ترمذی (۲۰۲۸) ابو داود (۵۰۰۷)]

(۲) [مفردات غریب القرآن للاصفہانی (ص: ۲۲٦)]

(۳) [شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا، مرتب: سید قاسم محمود (ص: ۵۸۸)]

(٤) [تفسیر رازی (۲٤۳/۲) مفردات غریب القرآن للاصفہانی (ص: ۲۲٦-۲۲۷)]

(۵) [تفسیر ابن کثیر (۱٤۷/۱)]

ہوتی۔ جیسا کہ فرعون کے جادوگروں نے لوگوں کی نظروں پر ایسا جادو کیا کہ انہیں رسیاں سانپ دکھائی دینے لگیں۔ شعبدہ بازی اور ہاتھ کی صفائی بھی اسی قبیل سے ہے۔ لوگوں کو بظاہر دھوکہ دہی کے اس طرح کے کرتب اور کرشمے کوئی شخص بھی سیکھ سکتا ہے۔ حتی کہ اب تو مختلف قسم کے کرتب اور شعبدے سیکھنے کی بہت سی کتابیں بھی مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ جادو کی اس قسم کو ''مجازی'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس طرح کے جادو کا حکم یہ ہے کہ اگر تو اسے کسی اچھے مقصد کے لیے کیا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں اور اگر مقصد برا ہوگا تو پھر یہ قابل مذمت ہے۔

2- دوسری جادو کی قسم وہ ہے جس کے ذریعے حقیقتاً کسی انسان کو متاثر کیا جا سکتا ہے، اسے تکلیف پہنچائی جا سکتی ہے، خوفزدہ کیا جا سکتا ہے، بیمار بنایا جا سکتا ہے حتی کہ اسے مارا بھی جا سکتا ہے۔ یہ عمل جنات وشیاطین اور ارواحِ خبیثہ کے تعاون سے کیا جاتا ہے۔ یہ شریعت میں حرام ہے اور سورۂ بقرہ کی آیت ﴿وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا﴾ میں اسی کو کفر کہا گیا ہے۔

جادو کرنے کا طریقہ

جادو کی درج بالا تقسیم سے معلوم ہوا کہ حقیقی جادو وہ ہے جس میں جادوگر جنات وشیاطین کی مدد سے لوگوں کو اذیت پہنچاتا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ جن اور شیطان جادوگر کی مدد بلا وجہ ہی نہیں کرتے بلکہ اسے جنات کو راضی کرنے کے لیے انہیں خوش کرنا پڑتا ہے اور یقیناً وہ انسان سے تب ہی خوش ہوتے ہیں جب وہ کوئی بڑا گناہ کرے اور یقیناً سب سے بڑا گناہ شرک ہے، لہٰذا وہ اس سے شرک اور کفریہ کام اور بڑے سے بڑا گناہ کرواتے ہیں۔ پھر جو جادوگر جتنا بڑا گناہ کرتا ہے جنات بھی اس کا اسی قدر تعاون کرتے ہیں۔

جنات وشیاطین کو راضی کرنے کے لیے جادوگر جو گناہ کرتے ہیں اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ بعض جادوگر قرآن مجید کو اپنے پاؤں کے ساتھ باندھ کر بیت الخلاء میں جاتے ہیں، بعض قرآن مجید کی آیات کو گندگی سے لکھتے ہیں، بعض انہیں حیض کے خون سے لکھتے ہیں، بعض قرآنی آیات کو اپنے پاؤں کے نچلے حصوں پر لکھتے ہیں، کچھ جادوگر سورۂ فاتحہ کو الٹا لکھتے ہیں، کچھ بغیر وضو نماز پڑھتے ہیں، کچھ ہمیشہ حالتِ جنابت میں رہتے ہیں، کچھ شیطان کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں وہ بھی بسم اللہ پڑھے بغیر اور ذبح شدہ جانور کو وہیں پھینکتے ہیں جہاں شیطان خود انہیں کہتا ہے، کچھ ستاروں کو سجدہ کرتے ہیں، کچھ اپنی ماں یا بیٹی (یعنی حرام رشتہ دار عورتوں) سے زنا کرتے ہیں اور کچھ عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ایسے الفاظ لکھتے ہیں جن میں کفریہ معانی پائے جاتے ہیں۔[1]

یوں جب جادوگر جنات کو خوش کر دیتے ہیں تو پھر وہ بھی جادوگر کی مدد کرتے ہیں اور وہ جسے چاہتا ہے اسے تکلیف پہنچاتے ہیں، بعض اوقات کسی انسان کے جسم میں داخل ہو کر اور بعض اوقات اس کے گھر، دفتر وغیرہ میں

---

(۱) [ملخص از ، جادو کا علاج از وحید بن عبد السلام بالی (ص : ۲۶)]

مختلف اشیاء توڑ کر اسے خوفزدہ کرتے ہیں۔ وہ جادوگر کا تعاون اس طرح بھی کرتے ہیں کہ آسمان سے چرائی ہوئی باتیں لا کر اسے بتلاتے ہیں (جیسا کہ ایک حدیث میں مذکور ہے [1]) جس کی بدولت جادوگر اپنے گاہکوں کو مستقبل کی صحیح خبریں بتانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور لوگ اسے سچا تسلیم کر لیتے ہیں اور پھر اس کی جھوٹی باتیں بھی سچ سمجھ کر مان لیتے ہیں۔

جادو کی چند دیگر اقسام

ذیل میں جادو کی چند ایسی اقسام بیان کی جارہی ہیں جن پر یا تو جادو کا لفظ بولا گیا ہے یا پھر ان کا کسی نہ کسی طرح جادو کے ساتھ تعلق ضرور ہے۔

علم نجوم: علم نجوم وہ علم ہے جس میں فلکی احوال (ستاروں کی گردش وغیرہ) کے ذریعے زمینی حالات (جو رونما ہو چکے ہوں یا ہونے والے ہوں) کی خبر دی جاتی ہے۔ [2] کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ جس علم نجوم کی ممانعت ہے وہ ایسا علم ہے جس کے ذریعہ نجومی مستقبل میں ہونے والے واقعات کے علم کا دعویٰ کرتا ہے مثلاً ہوا کا چلنا، بارش کا آنا یا نہ آنا وغیرہ۔ [3]

حدیث شریف میں اسے جادو کی ایک قسم کہا گیا ہے چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُومِ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ ، زَادَ مَا زَادَ ﴾ ''جس نے علم نجوم سیکھا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا، پھر جتنا زیادہ علم نجوم سیکھتا جائے گا اسی قدر جادو میں اضافہ ہوتا جائے گا۔'' [4] شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی اپنے ایک فتویٰ میں فرمایا ہے کہ علم نجوم جادو کی ہی ایک قسم ہے اور حرام ہے کیونکہ یہ توہمات پر مبنی ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں... (اور جیسے جادوگر دوسروں کو متاثر کرتا ہے) اسی طرح نجومی بھی نفسیاتی طور پر لوگوں کو متاثر کرتا ہے (لہٰذا اس معنی میں یہ جادو ہی کی ایک قسم ہے)۔ [5]

اس لیے جیسے علم نجوم کو سیکھنا اور سکھانا ناجائز ہے اسی طرح کسی نجومی کے پاس مستقبل کے حالات دریافت کرنے کے لیے آنا یا اسے ہاتھ دکھانا یا فال نکالنا وغیرہ بھی ناجائز ہے کیونکہ ایسا کرنے کا مطلب ہے ستاروں کی تاثیر پر یقین رکھنا اور یہ حرام و باطل ہے۔ جیسا کہ امام ابن رجب رحمہ اللہ نے بھی اسے حرام و باطل ہی کہا ہے۔ [6]

⇦ تاہم یہ یاد رہے کہ کسی مصلحت کے پیش نظر ستاروں کا علم حاصل کرنا جیسا کہ قبلہ کی سمت اور نمازوں کے

---

(۱) [بخاری (۴۸۰۰) کتاب التفسیر : باب حتی اذا فزعت عن قلوبھم قالوا ماذا قال ربکم]

(۲) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۱۹۲/۳۵)] (۳) [معالم السنن للخطابی (۲۳۰/٤)]

(٤) [صحیح : الصحیحة (۷۹۳) صحیح الترغیب (۳۰۵۱) ابوداود (۳۹۰۵) ابن ماجه (۳۷۲٦)]

(٥) [فقه العبادات (ص : ٥٥)] (٦) [بیان فضل علم السلف (ص : ۳۷)]

اوقات کی معرفت، سال و ماہ کے تعین، سورج و چاند گرہن کی معرفت اور تاریخوں وغیرہ کے علم کے لیے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس معنی میں یہ ایسا علم فلکیات ہوگا جس میں دینی یا دنیوی مصلحت مضمر ہے لٰہذا یہ مباح ہے۔

کہانت و قیافہ شناسی : کاهن وہ ہوتا ہے جو مستقبل میں ہونے والے کاموں، مخفی راز اور علم غیب کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کی اکثر باتیں جھوٹی جبکہ کچھ صحیح بھی ہوتی ہیں۔ یہ علم اسے جنات وغیرہ کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ اور عـرّاف (قیافہ شناس) وہ ہوتا ہے جو [illegible] کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے جیسے چور کون ہے؟ چوری کہاں ہوئی؟! [illegible] کہاں ہے؟ کس کے پاس ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے دعووں کے پیچھے بھی جنات کا ہی دخل ہوتا......

شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ (چوری شدہ چیز کا پتہ دینے والے کے متعلق) فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آدمی بھی جادوگروں میں سے ہے اور یہ ایک شیطانی عمل ہے جس پر کوئی بھی انسان قدرت نہیں پا سکتا کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا اور وحی پیغمبروں پر نازل ہوتی ہے۔ اب چونکہ نبی ﷺ خاتم النبیین تھے، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں (اس لیے اب اگر کوئی غیبی اُمور کے دعوے کرتا ہے تو محض جناتی تعاون سے ہی ایسا کرتا ہے) شیطان ہی اسے چور کی شکل، اوصاف اور چوری شدہ چیز کی جگہ کے متعلق بتاتا ہے۔[۲]

کہانت اور قیافہ شناسی کو جادو میں اس لیے شمار کیا گیا ہے کیونکہ یہ غیب کی خبریں بتا کر لوگوں کو متاثر کرتے ہیں بعینہ جیسے جادوگر لوگوں کو متاثر کرتا ہے۔[۳] نیز اس لیے بھی کہ کاہن و قیافہ شناس کو بھی جادوگر کی طرح جنات کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ جنات کی آسمان سے چرائی ہوئی خبریں ہی یہ لوگوں کو بتاتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ انہیں آئندہ ہونے والے حالات کا علم ہے۔

○ **جنات آسمان سے کیسے خبریں چراتے ہیں؟:** اس کے متعلق ایک تفصیلی روایت میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ﴿إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ...﴾ ''جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ کے فیصلے کو سن کر جھکتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں، اللہ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت اونچا، سب سے بڑا ہے۔ پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سن بھاگتے ہیں، شیطان آسمان کے نیچے یوں اوپر نیچے ہوتے ہیں (سفیان راوی حدیث نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ

---

(۱) [مزید دیکھیے: فتح الباری (۱۰/ ۲۱۶۔ ۲۱۷)] (۲) [اللؤلؤ المکین من فتاوی ابن جبرین (ص: ۱۹)]

(۳) [فقہ العبادات للعثیمین (ص: ۶۹)]

الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح شیطان ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں) پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں۔اس طرح وہ کلمہ جادوگر یا کاہن تک پہنچتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ یہ کلمہ اپنے سے نیچے والے کو بتائیں آگ کا گولا انہیں آ دبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ بتا لیتے ہیں تب آگ کا انگارا ان پر پڑتا ہے، اس کے بعد کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے (جب کاہن کی طرف سے ایک بات صحیح ہو جاتی ہے تو اس کے ماننے والوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ کیا اسی طرح ہم سے فلاں دن کاہن نے نہیں کہا تھا۔اسی ایک کلمہ کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا کاہنوں اور جادوگروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔''(۱)

○ **کاہن وقیافہ شناس کے پاس آنے کا حکم:** فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ﴾ ''جو شخص کسی عراف (قیافہ شناس) یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ (تمام) تعلیمات کے ساتھ کفر کر دیا۔''(۲) ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً﴾ ''جو کسی عراف (قیافہ شناس) کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا تو چالیس روز اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی۔''(۳)

○ **کاہن کی کمائی کا حکم:** کاہن کی کمائی حرام ہے۔ایک صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لاعلمی میں کہانت کے ذریعے حاصل ہونے والی کوئی چیز کھالی لیکن جب علم ہوا تو گلے میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔(۴)

گرہوں میں پھونکنا: جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ [الفلق : ٤] یعنی گرہوں میں پھونکنے والے نفسوں کی برائی سے پناہ۔اس سے مراد جادو کا کالا عمل کرنے والے مرد اور عورت دونوں ہیں۔یعنی اس میں جادوگروں کی شرارت سے پناہ مانگی گئی ہے۔جادوگر پڑھ پڑھ کر پھونک مارتے اور گرہ لگاتے جاتے ہیں۔عام طور پر جس پر جادو کرنا ہوتا ہے اس کے بال یا کوئی چیز حاصل کر کے اس پر یہ عمل کیا جاتا ہے۔(۵) یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک جس جادوئی عمل کا ارادہ ہوتا ہے وہ منعقد نہ ہو جائے۔(۶)

سحر بیانی: ایک حدیث میں ہے کہ دو آدمی آئے اور انہوں نے خطبہ دیا، ان کے بیان سے لوگوں کو بہت

---

(۱) [بخاری (٤٨٠٠) كتاب التفسير : باب قوله تعالى : حتى اذا فزع عن قلوبهم...]

(۲) [**صحيح** : صحيح الجامع الصغير (٥٩٣٩) ابو داود (٣٩٠٤) ابن ماجه (٦٣٩) ترمذی (١٣٥)]

(۳) [مسلم : كتاب السلام ، صحيح الترغيب (٣٠٤٦) صحيح الجامع الصغير (٥٩٤٠)]

(٤) [بخاری (٣٨٤٢) كتاب مناقب الانصار : باب ايام الجاهلية]

(٥) [تفسير احسن البيان (ص : ١٧٥٥)]

(٦) [فتح المجيد شرح كتاب التوحيد (ص : ٢٤٨)]

حیرت ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا﴿ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا ﴾ ''بعض بیان جادوئی تاثیر رکھتے ہیں۔''(۱) شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں بیان سے مراد فصاحت و بلاغت ہے یعنی ایسا اندازِ گفتگو جس میں کامل طور پر فصاحت موجود ہو۔(۲) اور اسے جادو اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ اس کے ذریعے متکلم سامعین کی عقول کو قابو میں کر لیتا ہے اور اپنی قوتِ بیانیہ کی طاقت سے ان پر ایسا جادوئی اثر چھوڑتا ہے کہ اگر وہ حق کو باطل اور باطل کو حق بھی بنا کر پیش کرے تو لوگ اس کی بات ماننے پر تیار ہو جاتے ہیں۔(۳) لہٰذا اس کا حکم اس کے استعمال پر ہی مبنی ہے یعنی اگر وہ اس قوتِ بیانیہ کا استعمال اُمورِ خیر یعنی حق کے دفاع اور باطل کی تردید میں کرے گا تو اجر کا مستحق ٹھہرے گا اور اگر اس کے برعکس وہ اس قوت کا استعمال حق کو مٹانے یا باطل کی تائید میں کرے گا تو گناہگار ہوگا۔(٤)

چغل خوری: نبی ﷺ نے فرمایا﴿ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ : الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ ﴾ ''کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ العضه (جادو) کیا ہے؟ یہ چغل خوری ہے یعنی لوگوں کے درمیان (ایک دوسرے کی) باتوں کو پھیلانا۔''(٥) قاموس المحیط میں عضه کا معنی جادو اور جھوٹ ذکر ہوا ہے۔(٦) شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں کہ یہاں عضه سے مراد جادو ہے۔(٧) یعنی نبی ﷺ کا سوال یہ تھا کہ کیا میں تمہیں عضه یعنی جادو کے متعلق نہ بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟(٨) چغل خوری کو نبی ﷺ نے جادو اس لیے قرار دیا کیونکہ یہ بھی جادوئی اثر رکھتی ہے جیسے جادو سے لوگوں میں تفرقہ ڈالا جاتا ہے اسی طرح یہ بھی تفرقہ ڈال دیتی ہے بلکہ یہ تاثیر میں جادو سے بھی سخت ہے جیسا کہ یہ مقولہ بھی ہے کہ ''چغل خور ایک گھنٹے میں اتنا فساد برپا کر دیتا ہے جتنا جادوگر ایک سال میں نہیں کرسکتا۔''(٩)

جادو، کرامت اور معجزہ میں فرق

جادو فاسق و فاجر شخص کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے جبکہ کرامت کسی نیک اور متقی شخص سے ہی ظاہر ہوتی ہے۔

جادو میں جادوگر کو مختلف قسم کے اقوال وافعال سرانجام دینا پڑتے ہیں جبکہ کرامت میں صاحبِ کرامت کو کچھ نہیں کرنا پڑتا بلکہ کرامت اس کے ہاتھ پر محض اتفاقاً ظاہر ہو جاتی ہے۔ دراصل کسی بھی خلافِ عادت امر کا واقع ہو جانا

---

(۱) [بخاری (٥١٤٦) ترمذی (٢٠٢٨) ابو داود (٥٠٠٧)]

(۲) [القول المفيد شرح كتاب التوحيد للعثيمين (٥٢٧/١)] (۳) [ايضا]

(٤) [اعانة المستفيد شرح كتاب التوحيد للفوزان (٣٦٤/١)]

(٥) [مسلم (٢٦٠٦) كتاب البر والصلة والآداب ، مسند احمد (٤٣٧/١)]

(٦) [القاموس المحيط (ماده : عضه)]

(٧) [الملخص في شرح كتاب التوحيد للفوزان (ص : ٢١٠)]

(٨) [اعانة المستفيد بشرح كتاب التوحيد للفوزان (٣٦٢/١)] (٩) [ايضا]

ہی جادو، کرامت اور معجزہ ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ یہ خلافِ عادت کام اگر کسی فاسق و گناہگار شخص کے ہاتھوں ظاہر ہو تو یہ جادو ہے کیونکہ یقیناً یہ کام شیاطین کی مدد سے ہی ظاہر ہوا ہے اور اگر کسی نیک شخص کے ہاتھوں ظاہر ہو تو وہ کرامت ہے اور اگر کسی نبی کے ہاتھوں ظاہر ہو تو وہ معجزہ ہے اور یاد رہے کہ معجزہ میں باقاعدہ چیلنج کیا جاتا ہے جو کرامت میں نہیں ہوتا، اسی طرح معجزہ انبیاء کی نبوت کے اثبات کے لیے بطورِ دلیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر کو عطا ہوتا ہے جبکہ کرامت میں ایسا نہیں ہوتا۔ اور جادو اور معجزہ میں یہ فرق ہے کہ جادو جادوگر کے علاوہ کوئی دوسرا بھی سیکھ سکتا ہے اور جادوگر کی طرح ہی جادو کر سکتا ہے جبکہ معجزہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ظاہر ہوتا ہے، دوسرا کوئی بھی اسے ظاہر نہیں کر سکتا۔

جادو کا وجود

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں جادو کا اثبات

❶ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد کچھ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ آپ علیہ السلام جادوگر تھے اسی لیے تمام جن وانس اور چرند پرند پر حکومت کرتے تھے۔ عہدِ نبوی میں بھی یہودی یہی سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں آیات نازل فرما دیں اور یہ اعلان کر دیا کہ سلیمان علیہ السلام جادوگر نہیں تھے کیونکہ جادو کا عمل تو کفر ہے اور ایک پیغمبر اس کفر کا ارتکاب کیونکر کر سکتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ . . . كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرۃ: ۱۰۲۔ ۱۰۳] ''اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین سلیمان (علیہ السلام) کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمان (علیہ السلام) نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور بابل میں ہاروت ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں اور درحقیقت وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے، اور وہ یقیناً یہ جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں، کاش کہ یہ جانتے ہوتے۔ اور اگر یہ لوگ صاحبِ ایمان متقی بن جاتے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین ثواب ملتا، اگر یہ جانتے ہوتے۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جادو کا وجود ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جہاں سلیمان علیہ السلام سے جادو کی نفی کی وہاں جادو کرنے والوں کو شیاطین قرار دیا۔ اگر جادو کا وجود ہی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ جادو کی ہر ایک سے نفی فرما دیتے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو کرنا، کرانا شیطانی کام اور اسے سیکھنا، سکھانا کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو کی تاثیر ہے اور اس کے ذریعے دوسروں کو تکلیف پہنچائی جا سکتی ہے لیکن جادو کا نقصان بھی اللہ کے حکم پر ہی موقوف ہوتا ہے۔ اگر اللہ چاہے تو جادو اثر کرتا ہے ورنہ نہیں۔

❷ دوسرے قرآن کریم میں موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے جادو کا ذکر ملتا ہے کہ ان کے زمانے میں جادو زور پر تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس معجزات لے کر گئے تو فرعون نے اسے جادو سمجھ کر بڑے بڑے جادوگروں کو ان کے مقابلے کی دعوت دے دی۔ ان جادوگروں نے رسیاں اور لاٹھیاں پھینکیں جو جادو کی وجہ سے لوگوں کو سانپ دکھائی دینے لگیں حتیٰ کہ اس جادو کا اثر موسیٰ علیہ السلام پر بھی ہوا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے جو موجودہ دور میں ہی نہیں بلکہ پرانے زمانوں سے چلا آ رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے چند آیات حسب ذیل ہیں:

1- ﴿قَالُوا يَٰمُوسَىٰٓ إِمَّآ أَن تُلْقِىَ وَإِمَّآ أَن نَّكُونَ نَحْنُ ٱلْمُلْقِينَ ... رَبِّ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ﴾ [الاعراف: ۱۱۵۔۱۲۲] ”ان جادوگروں نے کہا اے موسیٰ! خواہ آپ پیش کریں یا ہم ہی پیش کریں؟ (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی پیش کرو، پس جب انہوں نے (اپنا جادو) پیش کیا تو لوگوں کی نظر بند کر دی اور ان پر ہیبت غالب کر دی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھلایا۔ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ اپنا عصا ڈال دیجئے! سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے ان کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کر دیا۔ پس حق ظاہر ہو گیا اور انہوں نے جو کچھ بنایا تھا سب جاتا رہا۔ پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل ہو کر پھرے۔ اور وہ جو جادوگر تھے سجدہ میں گر گئے۔ کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر۔ جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا بھی رب ہے۔“

2- ﴿فَلَمَّآ أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ ٱلسِّحْرُ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ سَيُبْطِلُهُۥٓ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾﴾ [یونس: ۸۱] ”جب ان (جادوگروں) نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو زمین پر) ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا، یہ جو کچھ تم لائے ہو، جادو ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ابھی بے اثر کر دے گا، اللہ تعالیٰ فساد برپا کرنے والوں کے عمل کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔“

3- ﴿قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ... حَيْثُ أَتَىٰ﴾ [طٰہٰ: ۶۶۔۶۹] ”(موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو۔ اب تو موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں۔ پس موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے دل ہی دل میں ڈر محسوس کیا۔ ہم نے فرمایا کچھ خوف نہ کر یقیناً تو ہی غالب اور برتر رہے گا۔ اور تیرے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے ڈال دے کہ ان کی تمام کاریگری کو وہ نگل جائے، انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ صرف جادوگروں کے کرتب ہیں اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔“

❸ سورۃ الفلق میں اللہ تعالیٰ نے گرہوں میں پھونکیں مار کر جادو کرنے والوں کے شر سے پناہ مانگنے کا ذکر کیا ہے۔ یقیناً اس قسم کے جادو سے پناہ مانگنے کا ذکر اسی لیے ہے کیونکہ ایسے جادو کی حقیقت اور وجود ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝﴾ [الفلق : ۱ ۔ ۵] ''آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔ اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے (بھی)۔ اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔''

امام بخاری[۱]، حافظ ابن حجر[۲]، امام بغوی[۳]، امام قرطبی[۴]، امام ابن کثیر[۵]، علامہ قاسمی[۶]، شیخ عبد الرحمٰن بن حسن آل شیخ[۷] اور شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی[۸] رحمہم اللہ کے مطابق ''النَّفّٰثٰتِ'' یعنی پھونکنے والیوں سے مراد جادو کرنے والی عورتیں ہیں۔

❹ ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ ﴿يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ﴾ [النساء : ۵۱] ''وہ لوگ (یعنی اہل کتاب) جبت اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جبت سے مراد جادو ہے۔[۹] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن جبیر اور ابو العالیہ رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔[۱۰] شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی[۱۱] اور شیخ ابن باز[۱۲] رحمہما اللہ نے بھی جبت سے جادو ہی مراد لیا ہے۔

احادیثِ نبویہ کی روشنی میں جادو کا اثبات

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق لبید بن اعصم یہودی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جادو اور اس کے علاج کی خبر دے دی (یہ حدیث بالتفصیل آئندہ عنوان ''کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو

---

(۱) [بخاری : کتاب الطب : باب السحر]
(۲) [فتح الباری (۱۰/۲۲۵)]
(۳) [شرح السنۃ (۱۲/۱۸۵)]
(۴) [تفسیر قرطبی (۲۰/۲۵۷)]
(۵) [تفسیر ابن کثیر (۴/۵۷۳)]
(۶) [تفسیر القاسمی (۱۰/۳۰۲)]
(۷) [فتح المجید (ص : ۲۳۸)]
(۸) [تیسیر الکریم الرحمن (ص : ۸۶۷)]
(۹) [تفسیر البغوی (۲/۲۳۴)]
(۱۰) [تفسیر فتح القدیر (۲/۱۶۰)]
(۱۱) [تیسیر الکریم الرحمن (ص : ۱۴۷)]
(۱۲) [التعلیق المفید (ص : ۱۳۹)]

ہوا تھا؟'' کے تحت ملاحظہ فرمائیے)۔(۱)

معلوم ہوا کہ جادو ایک حقیقت ہے اسی لیے تو نبی ﷺ اس میں مبتلا ہوئے۔

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ ... وَ السِّحْرُ ... ﴾ ''سات ہلاک کرنے والی اشیاء سے بچو (ان میں سے ایک یہ ہے) جادو۔''(۲)

اس حدیث سے بھی جادو کا وجود ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس میں جادو سے روکا گیا ہے اور بلاشبہ نبی ﷺ کسی بھی ایسے کام سے نہیں روک سکتے جس کا وجود ہی نہ ہو۔

(3) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ اَوْ تُطُيِّرَ لَهُ اَوْ تَكَهَّنَ اَوْ تُكُهِّنَ لَهُ اَوْ سَحَرَ اَوْ سُحِرَ لَهُ ﴾ ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے فال نکالی یا جس کے لیے فال نکالی گئی، یا جس نے کہانت کی یا جس کے لیے کہانت کی گئی، یا جس نے جادو کیا یا جس کے لیے جادو کیا گیا۔''(۳)

اس حدیث میں بھی نبی ﷺ کا جادو سے منع کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ جادو کا وجود ہے۔

(4) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُومِ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ ، زَادَ مَا زَادَ ﴾ ''جس نے علم نجوم سیکھا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا، پھر جتنا زیادہ علم نجوم سیکھتا جائے گا اسی قدر جادو میں اضافہ ہوتا جائے گا۔''(٤)

⇦ اس حوالے سے مزید چند احادیث آئندہ عنوان ''جادو اور جادوگر کا حکم'' کے تحت ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اہل علم کے اقوال وفتاویٰ کی روشنی میں جادو کا اثبات

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) جادو ایک حقیقت ہے۔(٥)

(ابن قیم رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴾ اور حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جادو کی تاثیر ہے اور فی الواقع جادو موجود ہے۔(٦)

(نووی رحمہ اللہ) صحیح بات یہ ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے۔ جمہور ائمہ وعلما اسی کے قائل ہیں اور کتاب وسنت کی

---

(۱) [بخاری (٥٧٦٣) کتاب الطب : باب السحر]

(۲) [بخاری (٦٨٥٧) کتاب الحدود : باب رمی المحصنات ، مسلم (٢٥٨) ابو داود (٢٨٧٤)]

(۳) [صحیح : السلسلة الصحیحة (٢١٩٥) صحیح الترغیب (٣٠٤١) غایة المرام (٢٨٩) رواه البزار والطبرانی]

(٤) [صحیح : الصحیحة (٧٩٣) صحیح الترغیب (٣٠٥١) ابو داود (٣٩٠٥) ابن ماجه (٣٧٢٦)]

(٥) [المغنی لابن قدامه (٢٩٩/١٢)] (٦) [بدائع الفوائد (٤٥٢/٢)]

نصوص بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔[1]

(قرطبی رحمہ اللہ) اہل السنہ کا مذہب یہی ہے کہ جادو واقعتاً موجود اور ثابت ہے۔[2]

(مازری رحمہ اللہ) جمہور علما اس بات کے قائل ہیں کہ جادو ثابت ہے اور فی الواقع اس کا اثر ہوتا ہے اور جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جادو حقیقت میں نہیں ہوتا بلکہ محض وہم وگمان کا ہی نام ہے، ان کا دعویٰ غلط ہے۔[3]

(خطابی رحمہ اللہ) جادو ثابت ہے اور اس کی حقیقت موجود ہے۔ اس پر عرب، فارس، ہند اور روم کی کچھ قوموں کا اتفاق ہے اور یہی قومیں زمین پر بسنے والوں میں افضل اور علم وحکمت کے اعتبار سے زیادہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرۃ : ۱۰۲] ''وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ...﴾ [الفلق : ٤] اور جادو کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی احادیث بھی ثابت ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا... لہٰذا جادو کا انکار کرنا سراسر جہالت ہے۔[4]

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) جادو ایک حقیقت ہے اس میں کوئی شبہ نہیں اور یہ واقعتاً اثر انداز ہوتا ہے۔[5]

(شیخ صالح الفوزان) جادو فی الواقع موجود ہے اور بعض جادو تو ایسے ہوتے ہیں جو انسان کے دل اور جسم پر اس طرح اثر انداز ہوتے ہیں کہ انسان کو بیمار بنا دیتے ہیں، اسے قتل کر دیتے ہیں، میاں بیوی کے درمیان جدائی کرا دیتے ہیں لیکن (یہ یاد رہے کہ) جادو کا یہ اثر اللہ کے اذن سے ہی ہوتا ہے۔[6]

جادو کے منکر اور ان کی تردید

درج بالا سطور میں مفصل دلائل ذکر کیے جا چکے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے، اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن پھر بھی کچھ حضرات نے اس کا انکار کیا ہے۔ جادو کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ جادو کا وجود عقل کے خلاف ہے یعنی عقل یہ بات نہیں مانتی کہ ایک آدمی جادو کے ذریعے کسی کو مریض بنا سکتا ہے، ہم بستری میں رکاوٹ ڈال سکتا ہے، کاروبار تباہ کر سکتا ہے حتیٰ کہ کسی کو قتل بھی کر سکتا ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ جادو کے وجود کو اس لیے نہیں مانتے کیونکہ وہ ایسا تسلیم کرنے کو ہی شرک تصور کرتے ہیں یعنی ان کا کہنا ہے کہ اگر نفع نقصان کا مالک کسی انسان (جادوگر وغیرہ) کو تصور کر لیا جائے تو یہ شرک ہے کیونکہ اس میں اللہ کے علاوہ دوسروں سے نفع نقصان کا عقیدہ رکھا گیا ہے حالانکہ نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اولاً یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر جادو کا انکار محض اس لیے کیا جائے کہ اسے عقل نہیں مانتی تو عقل تو یہ بھی

---

(۱) [کما فی فتح الباری (۲۲۲/۱۰)]
(۲) [تفسیر قرطبی (۴۶/۲)]
(۳) [کما فی فتح الباری (۲۲۲/۱۰)]
(۴) [کما فی شرح السنۃ (۱۸۷/۱۲-۱۸۸)]
(۵) [فقہ العبادات (ص : ۵۸)]
(۶) [کتاب التوحید للفوزان (ص : ۳۹)]

تسلیم نہیں کرتی کہ میزان میں اعمال کا وزن کیا جا سکتا ہے، اسی طرح عقل یہ بھی نہیں مانتی کہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز پل صراط پر سے لوگ گزر سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ باتیں احوالِ قیامت کے حوالے سے صحیح دلائل سے ثابت ہیں اور سب ان کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سے اُمورِ غیبیہ ہیں جن پر تمام مسلمان ایمان رکھتے ہیں حالانکہ عقل انہیں تسلیم نہیں کرتی حتی کہ دین کی بنیاد ہی اُمورِ غیبیہ پر ہے جیسے اللہ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، تمام الہامی کتابوں پر ایمان اور آخرت پر ایمان وغیرہ۔ نیز قرآن کریم کی ابتداء میں جن متقی وپرہیزگار لوگوں کے لیے قرآن کو ہدایت قرار دیا گیا ہے ان کی پہلی صفت ہی یہ بیان کی گئی ہے کہ ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ [البقرۃ : ۳] ''وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔''

اور اگر بالفرض دین وشریعت کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کر دیا جائے تو یاد رہے کہ عقول تو مختلف ہیں۔ یعنی ایک کی عقل کے مطابق کوئی بات معقول ہے جبکہ دوسرے کی عقل کے مطابق وہی بات نامعقول ہے۔ ایک آدمی کی عقل ایک بات کو تسلیم کرتی ہے جبکہ دوسرے کی عقل اس کا انکار کرتی ہے۔ اس طرح نتیجہ یہ نکلے گا کہ دین بازیچہ اطفال اور جاہلوں کے لیے تختہ مشق بن کر رہ جائے گا۔ ایک جادو کا انکار کرے گا، دوسرا میزان کا انکار کرے گا اور تیسرا پل صراط کا انکار کر دے گا۔ اس طرح جس کی عقل میں دین کی جو بات آئے گی وہ اسے مان لے گا اور جو عقل میں نہیں آئے گی اس کا انکار کر دے گا تو پھر دین کا باقی کیا بچے گا؟۔

کیا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والوں کی یہی حالت ہونی چاہیے؟ یقیناً نہیں بلکہ اہل ایمان کا یہ شیوہ ہونا چاہیے کہ جب کوئی بات کتاب وسنت سے ثابت ہو جائے تو اسے فوراً تسلیم کر لیں خواہ عقل اسے تسلیم کرے یا نہ کرے جیسا کہ معراج کے واقعہ کو عقل تسلیم نہیں کرتی تھی لیکن جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ کہا گیا کہ ایسا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے تو انہوں نے فوراً تسلیم کر لیا اور ''صدیق'' کا رتبہ پایا۔ قرآن کریم میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تسلیم نہ کرنے والوں سے ایمان کی نفی کر دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾﴾ [النساء : ٦٥] ''قسم تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمام آپس کے اختلاف میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

لہٰذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ جب بھی اسے اللہ اور اس کے رسول کی کسی بات کا علم ہو تو فوراً اسے من وعن تسلیم کر لے خواہ عقل اسے تسلیم کرے یا نہ۔ بصورتِ دیگر ایمان نہ ہونے کے مترادف ہے۔

علاوہ ازیں معترضین کی یہ بات کہ جادوگر کسی کو کیسے بیمار کر سکتا ہے؟ یا مار سکتا ہے؟ تو یاد رہے کہ سابقہ اَوراق

میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ جادوگر بذاتِ خود ایسا کچھ نہیں کرتا اور نہ ہی وہ ایسا کر سکتا ہے بلکہ یہ تمام کام تو جنات کرتے ہیں۔ جب وہ بعض شرکیہ اور کفریہ کام کر کے جنات کا تعاون حاصل کر لیتا ہے تو پھر جسے وہ بیمار کرنے کو کہتا ہے جنات اسے تکلیف پہنچا کر بیمار کر دیتے ہیں، وہ جسے مارنے کو کہتا ہے جنات اسے موت کی حالت تک پہنچا دیتے ہیں۔ جادوگر تو ایک انسان ہی ہے جسے خود ایسے اُمور انجام دینے کی قطعاً کوئی طاقت نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ یہ تمام اُمور اصلاً اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی انجام پاتے ہیں کیونکہ اگر اللہ کی مرضی نہ ہو تو کوئی بھی کسی کا نقصان یا فائدہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جادو کے حوالے سے قرآن کریم میں ہے کہ

﴿وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾[البقرة : ۱۰۲] ''اور در حقیقت وہ (جادو کرنے والے) بغیر اللہ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔''

اگر اس اعتقاد کے ساتھ جادو کو تسلیم کیا جائے کہ جادو بذاتِ خود مؤثر نہیں بلکہ اس کی تاثیر تب ہی ہوتی ہے جب اللہ کی مرضی ہو تو پھر یہ شرک نہیں۔ لیکن اگر یہ سمجھا جائے کہ جادو بذاتِ خود مؤثر ہے اور اس میں اللہ کی مشیت کو کوئی دخل ہی نہیں تو پھر یہ شرک ہے خواہ یہ عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

⇦ کچھ لوگ جادو کا انکار کرنے کے لیے یہ اعتراض بھی اٹھاتے ہیں کہ اگر جادو قدیم زمانوں سے چلا آ رہا ہے اور اس کی واقعتاً ابتداء سے ہی حقیقت ہے تو پھر اس کا زیادہ زور شور پاک و ہند میں ہی کیوں ہے؟ دوسرے ممالک میں اس کا نام و نشان تک کیوں نہیں؟۔

اولاً تو یہ بات محض جہالت پر مبنی ہے۔ دوسرے یہ کہ امام خطابی رحمہ اللہ (۳۱۹۔۳۸۸ھ) نے چوتھی صدی ہجری میں ہی یہ وضاحت فرما دی تھی کہ ہند کے ساتھ ساتھ عرب، فارس اور روم کی اقوام جادو کی حقیقت پر متفق ہیں۔[1] تیسرے یہ کہ عقل پرستوں کے علاوہ آج بھی مغرب میں جادو کے قائل موجود ہیں (بالخصوص یہود و نصاریٰ) اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی مذہبی کتب میں بھی جادو کو بطور ایک حقیقت کے ذکر کیا گیا ہے۔ نیز اس بات کی تائید اہل مغرب کے ہاں معروف ان قصوں کہانیوں سے بھی ہوتی ہے جن میں جادو جنات کا تذکرہ ہے جیسا کہ انگلینڈ (England) کے جنوب مغرب میں ایک ملک ہے جس کا نام کارن وال (Cornwall) ہے۔ آرتھوری این داستانوں (Arthurian Legend)[2] کے مطابق اس ملک میں سمندر کے کنارے پر ایک بہت بڑی غار ہے جہاں مرلن (Merlin)[3] جادوگر کا بھوت اکثر آیا جایا کرتا تھا اور جب بھی سمندر کی کوئی

(۱) [کما فی شرح السنة (۱۸۷/۱۲۔۱۸۸)]

(۲) [یہ کہانیوں اور افسانوں کا ایک مجموعہ ہے جو مختلف زبانوں میں موجود ہے۔ ان افسانوں کا تعلق برطانیہ کے پُرافسانہ بادشاہ کنگ آرتھر (King Arthur) سے ہے۔ [Encyclopedia Encarta]

(۳) [کنگ آرتھر کا محافظ اور اسے مفید مشورے دینے والا جادوگر۔]

لہر اٹھتی اور اس غار سے پانی بہتا تو وہ بڑی بھیانک آوازیں نکالا کرتا تھا۔ (۱)

کیا نبی ﷺ پر جادو ہوا تھا؟

حدیث صحیح بخاری

نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تھا اس کے متعلق صحیح بخاری میں ایک طویل حدیث موجود ہے اور کچھ کمی بیشی کے ساتھ یہی روایت دیگر کتبِ حدیث میں بھی موجود ہے۔ اس کی صحت میں کوئی شبہ نہیں۔ یہی باعث ہے کہ متعدد محدثین نے اسے اپنی اپنی کتب میں نقل فرمایا ہے۔ اور جس طرح یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ترین درجہ پر ہے جسے قطعاً چیلنج نہیں کیا جا سکتا اسی طرح یہ حدیث اپنے معنی و مفہوم میں بھی واضح ہے جس میں کسی بھی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں اور اس میں یہ صراحت موجود ہے کہ نبی ﷺ پر جادو ہوا تھا۔ اس حدیث کے الفاظ آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ ﴿ سَحَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ زُرَیْقٍ یُقَالُ لَهٗ لَبِیْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ حَتّٰی کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهٗ یَفْعَلُ الشَّیْءَ وَ مَا فَعَلَهٗ حَتّٰی اِذَا کَانَ ذَاتَ یَوْمٍ اَوْ ذَاتَ لَیْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِیْ لٰکِنَّهٗ دَعَا وَ دَعَا قَالَ یَا عَائِشَةُ اَشَعَرْتِ اَنَّ اللّٰهَ اَفْتَانِیْ ... قَدْ عَافَانِیَ اللّٰهُ فَکَرِهْتُ اَنْ اُثَوِّرَ عَلَی النَّاسِ فِیْهِ شَرًّا فَاَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ ﴾

''بنی زریق کے ایک (یہودی) شخص لبید بن اعصم نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا تھا اور اس کی وجہ سے آپ کسی چیز کے متعلق خیال کرتے کہ آپ نے وہ کام کیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔ ایک دن یا (راوی نے بیان کیا کہ) ایک رات آپ میرے ہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعا کر رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم ہے جو بات میں اللہ سے پوچھ رہا تھا، اس نے اس کا جواب مجھے دے دیا۔ میرے پاس دو (فرشتے جبرئیل اور میکائیل ؑ) آئے۔ ایک میرے سر کی طرف کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا ان صاحب کی کیا بیماری ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ اس نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور سر کے بال میں جو نر کھجور کے خوشے میں رکھے ہوئے ہیں۔ سوال کیا اور یہ جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ زروان کے کنوئیں میں۔ پھر آپ ﷺ اس کنوئیں پر اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو فرمایا عائشہ! اس کا پانی ایسا (سرخ) تھا جیسے مہندی کا نچوڑ ہوتا ہے اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر (اوپر کا حصہ) شیطان کے

(۱) [Encyclopedia Encarta] مزید دیکھئے: [Encyclopedia Britannica]

سروں کی طرح تھے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ نے اس جادو کو باہر کیوں نہیں کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے عافیت دے دی اس لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اب میں خواہ مخواہ لوگوں میں اس برائی کو پھیلاؤں۔ پھر آپ نے اس جادو کا سامان (کنگھی بال وغیرہ) اسی میں دفن کرا دیا۔''(۱)

ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ہونے والے جادو کے اثر کو زائل کرنے کے لئے معوذتین سورتیں نازل کی گئیں۔ چنانچہ اس میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ ﴾ ''پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام معوذتین سورتیں لے کر آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے (اور آپ سے کہا کہ فلاں یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے)۔''(۲)

اہل علم کی آراء

درج بالا صحیح حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے متعدد کبار علماء نے یہی رائے اختیار کی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تھا اور جو لوگ اس حدیث کو منصبِ نبوت کے منافی سمجھتے ہوئے اس کا انکار کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ البتہ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ جادو ایسا نہیں تھا کہ جو نبوت یا وحی و شریعت کے کسی اَمر میں خلل انداز ہوا ہو (مثلاً آپ ﷺ قرآن کی کوئی آیت بھول گئے ہوں یا نماز چھوڑ دی ہو یا جو وحی نازل نہیں ہوئی آپ نے اسے بطورِ وحی بیان کر دیا ہو وغیرہ وغیرہ) بلکہ محض اس جادو کا اثر آپ کی ذات (یا جسمانی) حد تک ہی محدود تھا۔ مثلاً آپ نے کوئی کام نہیں کیا ہوتا تھا لیکن آپ گمان کرتے تھے کہ آپ وہ کام کر چکے ہیں، اسی طرح آپ کو گمان ہوتا کہ آپ اپنی ازواج کے پاس گئے ہیں حالانکہ آپ ان کے پاس نہیں گئے ہوتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ اس سلسلے میں مزید توضیح کے لیے اہل علم کی چند تشریحات، اقوال اور آراء حسب ذیل ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

○ **امام ابن قیم** رحمہ اللہ: کچھ لوگوں نے نبی ﷺ پر ہونے والے جادو کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ایسا ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ نقص ہے۔ لیکن ان کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کیونکہ آپ ﷺ پر جادو ہوا ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کو دیگر جسمانی امراض لاحق ہوتے تھے۔ اسی طرح یہ جادو بھی ایک مرض ہی ہے۔ مزید برآں جیسے آپ کو زہر کے ذریعے تکلیف پہنچی تھی اسی طرح جادو کے ذریعے بھی تکلیف پہنچی۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ پر جادو ہوا تھا۔ جس کا اثر یہ تھا کہ آپ گمان کرتے کہ آپ اپنی بیویوں کے پاس گئے ہیں لیکن درحقیقت آپ نہیں گئے ہوتے تھے اور یہ جادو کی سب سے سخت صورت ہے۔(۳)

---

(۱) [بخاری (۵۷۶۳) کتاب الطب : باب السحر ، طبرانی کبیر (۵۰۱۶) احمد (۶/۵۷، ۶۳)]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۲۷۶۱) طبرانی کبیر (۲۰۱/۵) حاکم (۳۶۰/۴)]

(۳) [زاد المعاد (۱۱۳/۴)]

○ **امام بغوی** رحمہ اللہ : درج بالا صحیح بخاری کی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ ﴿ هٰذَا حَدِيْثٌ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ ... وَقَوْلُهَا طِبٌّ اَیْ سِحْرٌ ... ﴾ ''اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے... حدیث کے لفظ طب سے مراد جادو ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رجل مطبوب یعنی وہ شخص جو جادو زدہ ہے۔ جادو کے علاج کو کنایۃً طب بھی کہا جاتا ہے... بیماری کے علاج کو طب کہا جاتا ہے اور جادو کے علاج کو بھی کیونکہ جادو سب سے بڑی بیماری ہے۔ (۱)

○ **امام ثعلبی** رحمہ اللہ : تفسیر میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ یہودی چپکے چپکے اس کے پاس آتے رہے۔ بالآخر اس لڑکے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کنگھی سے نکلے ہوئے بالوں اور کنگھی کے چند دندانوں کو حاصل کر کے یہودیوں کو دے دیا اور پھر انہوں نے اس میں جادو کر دیا۔ (۲)

○ **امام قرطبی** رحمہ اللہ : فرماتے ہیں کہ ﴿ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَمَّا حَلَّ السِّحْرَ اِنَّ اللّٰهَ شَفَانِیْ ... ﴾ ''جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جادو ختم ہوا تو آپ نے فرمایا﴿ اِنَّ اللّٰهَ شَفَانِیْ ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرما دی۔'' اور شفا صرف اسی صورت میں ہوتی ہے جب (پہلے مرض موجود ہو اور پھر وہ) ختم ہو جائے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا تھا اور یہ کتاب وسنت کے قطعی دلائل سے بھی ثابت ہے اور اس پر اہل علم کا اجماع بھی ہے۔ اس کے برعکس معتزلہ وغیرہ جنہوں نے جادو کا انکار کیا ہے ان کی بات قابل اعتبار نہیں کیونکہ جادو کا عمل پہلے زمانوں سے موجود تھا اور پھیل چکا تھا لیکن صحابہ وتابعین میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ (۳)

○ **امام ابن جریر طبری** رحمہ اللہ : روایت بیان فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا، اے محمد! کیا آپ کو کوئی شکایت (یعنی تکلیف) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ یہ سن کر جبرئیل علیہ السلام نے ان الفاظ میں دم کیا﴿ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ ﴾ ''میں تمہیں اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں، ہر اس مرض سے جو آپ کو تکلیف دے اور ہر حسد کرنے والے کے شر اور نظر بد سے، اللہ آپ کو شفا دے۔''

غالباً یہ شکایت آپ کو جادو کے دن تھی، بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرما دی اور یہودی جادوگروں کا مکر انہی پر لوٹا دیا (محمد نسیب الرفاعی نے یہ ذکر فرمایا ہے)۔ (۴)

○ **حافظ ابن حجر** رحمہ اللہ : علامہ مازری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ ﴿ اَنْكَرَ بَعْضُ الْمُبْتَدِعَةِ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَزَعَمُوْا اَنَّهُ يَحُطُّ مَنْصَبَ النُّبُوَّةِ ... ﴾ ''بعض بدعتی حضرات نے اس حدیث

---

(۱) [شرح السنة (۱۸۶/۱۲)]
(۲) [کما فی تیسیر العلی القدیر (۵۷۰/۴)]
(۳) [تفسیر قرطبی (۴۶/۲)]
(۴) [تیسیر العلی القدیر (۵۷۱/۴)]

کا انکار کیا ہے اور یہ خیال کیا ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کا اثر ہونا منصب نبوت کے منافی ہے۔ ان کے باطل گمان کے مطابق ایسی تمام احادیث قابل تردید ہیں جن میں آپ ﷺ پر جادو ہونے کا ذکر ہے کیونکہ ان کے مطابق اگر ان روایات کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی شرعی مسائل میں خلل واقع ہوتا ہے جیسا کہ اس بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ گمان کیا ہو کہ آپ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ درحقیقت نہ دیکھ رہے ہوں یا آپ کا گمان ہو کہ وحی نازل ہو رہی ہے اور حقیقت میں ایسا نہ ہو۔۔۔۔

امام مازری رحمہ اللہ ان تمام اعتراضات کو مردود قرار دیتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں معصوم عن الخطا تھے، لہٰذا آپ نے مکمل صداقت کے ساتھ پیغام پہنچایا۔ جیسا کہ معجزات بھی آپ کی صداقت کے گواہ ہیں۔ لہٰذا ان دلائل اور گواہوں کے برخلاف کچھ بھی تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ تاہم آپ ﷺ بعض دنیوی اُمور میں 'جن کا منصبِ رسالت سے کوئی تعلق نہیں' جو جادو سے متاثر ہوئے تو وہ ایسے ہی تھا جیسے آپ کو مختلف امراض (بخار وغیرہ) لاحق ہوتے تھے۔ لہٰذا یہ تو تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ آپ دنیوی اُمور میں جادو سے متاثر ہوئے تھے مثلاً آپ کو یہ گمان ہوتا کہ ایسا ہوا ہے لیکن فی الواقع ایسا نہیں ہوا ہوتا تھا۔ لیکن یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ آپ دینی اُمور میں بھی جادو سے متاثر ہوئے تھے کیونکہ دینی اُمور میں آپ معصوم عن الخطا تھے۔ (۱)

○ **امام خطابی** رحمہ اللہ: فرماتے ہیں کہ ﴿ قَدْ اَنْكَرَ قَوْمٌ مِّنْ اَصْحَابِ الطَّبَائِعِ السِّحْرَ وَاَبْطَلُوْا حَقِيْقَتَهُ ... ﴾ ''بعض طبیعتوں کے ماہرین نے جادو کا انکار کیا ہے اور اس کی حقیقت کو باطل کہا ہے۔ اور کچھ اہل کلام نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ بالفرض اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو ہوا تھا تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وحی و شریعت پر بھی اس کا اثر ہوا ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ساری امت گمراہ ہو جاتی۔ اس (جادو کی حقیقت کو باطل کہنے والوں) کا جواب یہ ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے اور ثابت ہے۔ عرب، ہند و فارس کی متعدد اقوام اور بعض رومی اقوام کا جادو کی موجودگی پر اتفاق ہے۔۔۔۔ لہٰذا جادو کا انکار سوائے جہالت کے کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں جادو کے اثبات سے شریعت میں نقص وغیرہ کا دعویٰ بھی درست نہیں۔ کیونکہ جادو کا تعلق محض انبیاء کے جسموں سے ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی انسان ہیں اس لیے جیسے دوسرے لوگ بیمار ہو سکتے ہیں وہ بھی ہو سکتے ہیں۔ ان کے جسموں میں جادو کا اثر زہر اور قتل سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔ ان کا امراض میں مبتلا ہونا، زکریا علیہ السلام اور ان کے بیٹے کا قتل کیا جانا اور ہمارے پیغمبر ﷺ کو خیبر میں زہر دیا جانا ناقابل انکار حقائق ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے انہیں جو شریعت دے کر بھیجا تھا اس میں وہ معصوم تھے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حفاظت اس لیے تھی تاکہ وحی و شریعت میں کسی قسم کی تبدیلی یا بگاڑ پیدا نہ ہو

---

(۱) [فتح الباري (۲۲٦/۱۰)]

سکے ...۔لہٰذا نبی ﷺ پر جادو کا اثر ہونا آپ کی نبوت و شریعت کے لیے بالکل باعثِ نقصان نہیں۔''(۱)

○ **قاضی عیاض** رحمہ اللہ: ﴿وَالسِّحْرُ مَرَضٌ مِّنَ الْاَمْرَاضِ وَعَارِضٌ مِّنَ الْعِلَلِ يَجُوْزُ عَلَيْهِ ﷺ كَاَنْوَاعِ الْاَمْرَاضِ مِمَّا لَا يُنْكَرُ ...﴾ ''جادو بھی ایک بیماری ہے جس میں آپ ﷺ مبتلا ہو سکتے ہیں بعینہٖ جیسے دوسری بیماریوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی وہ منصبِ نبوت کے لیے کسی نقص یا عیب کا باعث ہیں۔اور (جادو کے اثر سے) آپ کا یہ گمان کرنا کہ آپ نے کچھ کیا ہے جبکہ فی الواقع آپ نے کچھ نہ کیا ہوتا تھا تو یہ ایسی چیز ہے جس میں آپ کی صداقت کا کوئی تعلق نہیں۔آپ کی صداقت پر تو واضح دلائل موجود ہیں اور آپ کے معصوم عن الخطا ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے۔اور جہاں تک آپ پر جادو کے اثر کا تعلق ہے تو وہ صرف دنیوی معاملات میں تھا جن کے لیے نہ تو آپ مبعوث کیے گئے تھے اور نہ ہی ان میں آپ کو کوئی استثناء حاصل تھا بلکہ ان دنیوی اُمور میں آپ بھی دوسرے انسانوں کی طرح آفات کا شکار ہوتے تھے۔لہٰذا دنیوی اُمور میں یہ بعید نہیں کہ آپ خلافِ حقیقت کچھ سوچیں یا خیال کریں کیونکہ کچھ دیر بعد ہی آپ پر حقیقت واضح بھی ہو جاتی تھی۔(۲)

○ **سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز** رحمہ اللہ: رسول اللہ ﷺ پر جادو ثابت ہے البتہ اس کا اثر رسالت کے کسی معاملے پر نہیں ہوا تھا، بلکہ اس کی تاثیر تو محض آپ (کی ذات) اور آپ کے اہل خانہ سے متعلقہ معاملات تک محدود تھی جیسا کہ صحیحین میں ہے۔(۳)

نبی ﷺ پر جادو کے منکرین اور ان کے اعتراضات

صحیح بخاری کی واضح حدیث اور درج بالا کبار علماء کی تصریحات کے برخلاف کچھ حضرات نے نبی ﷺ پر جادو کا انکار کیا ہے، ان میں سے چند ایک کا بیان حسب ذیل ہے:

○ **معتزلہ**: نبی ﷺ پر جادو کا انکار کرنے والے ایک تو معتزلہ ہیں جیسا کہ امام قرطبی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے۔(٤) وہ اسے آپ کی عصمت کے خلاف سمجھتے ہیں، ان کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ [المائدۃ : ٦٧] ''اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچا لے گا۔''

○ **ابو بکر اصم** رحمہ اللہ: انہوں نے بیان کیا ہے کہ ﴿اَنَّ حَدِيْثَ سِحْرِهِ ﷺ الْمَرْوِيَّ هُنَا مَتْرُوْكٌ لِمَا يَلْزَمُهُ مِنْ صِدْقِ قَوْلِ الْكَفَرَةِ اَنَّهُ مَسْحُوْرٌ وَهُوَ مُخَالِفٌ لِنَصِّ الْقُرْآنِ حَيْثُ اَكْذَبَهُمُ اللّٰهُ﴾ ''نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کی حدیث متروک ہے کیونکہ اس سے کافروں کی یہ بات سچ ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ پر جادو کیا ہوا ہے۔اور یہ نص قرآنی کے بھی خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان (کافروں) کو

---

(۱) [كما في شرح السنة للبغوي (١٢/ ١٨٧-١٨٨)]
(٢) [كما في الطب النبوي لابن القيم (ص: ١٢٤)]
(٣) [التعليق المفيد (ص: ١٤٢)]
(٤) [تفسير قرطبي (٢/ ٤٦)]

جھوٹا قرار دیا ہے (جنہوں نے یہ کہا تھا کہ نبی ﷺ پر جادو کیا ہوا ہے)۔''(۱)

○ **علامہ جمال الدین قاسمی** رحمہ اللہ: اپنی تفسیر [محاسن التاویل] میں نقل فرماتے ہیں کہ ﴿ وَلَا غَرَابَةَ فِي اَنْ لَا يَقْبَلَ هٰذَا الْخَبَرَ ... ﴾ ''اس (نبی ﷺ پر جادو کے متعلق) خبر کو قبول نہ کرنے میں کوئی تعجب کی بات نہیں اگر چہ یہ صحیح کتبِ حدیث میں مروی ہے، اس لئے کہ ان کتب میں نقل کی جانے والی ہر روایت سند یا متن کے نقد سے سالم نہیں جیسا کہ راسخ علما یہ بات بخوبی جانتے ہیں۔''(۲)

○ **سید قطب** رحمہ اللہ: نبی ﷺ پر جادو کی روایات کے متعلق فرماتے ہیں کہ ﴿ وَلٰكِنْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتُ تُخَالِفُ اَصْلَ الْعِصْمَةِ النَّبَوِيَّةِ فِي الْفِعْلِ وَالتَّبْلِيْغِ ... ﴾ ''(اگر چہ یہ روایات صحیح ہیں) لیکن قول وفعل میں عصمتِ نبوی کے خلاف ہیں اور ان کی بنیاد پر اعتقاد بھی درست نہیں کیونکہ آپ ﷺ کا ہر فعل اور ہر قول سنت و شریعت کا درجہ رکھتا ہے۔ اسی طرح یہ روایات قرآن کے بھی متصادم ہیں کیونکہ قرآن نے رسول اللہ ﷺ سے جادو کی نفی کی ہے اور ان مشرکین کی تکذیب کی ہے جو آپ پر یہ جھوٹ باندھا کرتے تھے (کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے)۔ (نیز یہ روایات اخبارِ آحاد ہیں) اور اخبارِ آحاد سے اعتقادی مسائل اخذ نہیں کیے جاتے کیونکہ اعتقادی مسائل کے لیے مرجع قرآن ہے اور اصولِ اعتقاد میں حدیث کا متواتر ہونا شرط ہے جبکہ یہ روایات متواتر نہیں۔''(۳)

○ **شیخ محمد عبدہ** رحمہ اللہ: فرماتے ہیں کہ ﴿ وَقَدْ ذَهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْمُقَلِّدِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ مَا النُّبُوَّةُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهَا اِلَى اَنَّ الْخَبَرَ بِتَاْثِيْرِ السِّحْرِ قَدْ صَحَّ ... وَهُوَ مِمَّا يَصْدُقُ فِيْهِ الْمُشْرِكِيْنَ: " اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا " [الفرقان: ۸] ﴾ ''بہت سے مقلد حضرات جو نہیں سمجھتے کہ نبوت کیا ہے اور کیا اس کے لائق ہے، یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ (نبی ﷺ پر) جادو کی تاثیر والی روایت صحیح ہے... حالانکہ یہ روایت تو مشرکین کی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ ''نہیں تم پیروی کرتے مگر ایسے آدمی کی جو جادو کیا ہوا ہے۔''(٤)

○ **محمد امین شیخو**: ان کا کہنا ہے کہ ﴿ اِنَّ كُلَّ مَا قِيْلَ عَنِ الرَّسُوْلِ الْكَرِيْمِ ﷺ مِنْ اَنَّهُ سُحِرَ وَبَقِيَ تَحْتَ تَاْثِيْرِ السِّحْرِ ... ﴾ ''رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسا جو کچھ بھی کہا گیا ہے کہ آپ پر جادو کیا گیا اور کئی ماہ آپ جادو اور شیاطین کے زیر اثر رہے، یہ محض ذلیل یہودیوں کی دسیسہ کاری ہے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی خیانتوں کی وجہ سے جزیرہ عرب سے باہر نکلوا دیا تھا۔''(۵)

---

(۱) [نقلہ النووی فی المجموع (۱۹/۲٤۳)]

(۲) [محاسن التاویل للقاسمی (تحت سورۃ الفلق: آیت ٤)]

(۳) [تفسیر فی ظلال القرآن ۸/۱۳۳]

(٤) [نقلہ الشیخ علی بن نایف الشحود فی 'المفصل فی الرد علی شبہات اعداء الاسلام (۱۰/۳۷۵)]

(۵) [کشف خفایا علوم السحرۃ (ص: ۲٤۷-۲٤۸)]

○ **ڈاکٹر قمر زماں:** اپنے ایک مضمون (رسول اللہ ﷺ پر جادو کی حقیقت) میں رقمطراز ہیں کہ "یہ عقیدہ کہ رسالت مآب (ﷺ) پر جادو ہوا تھا ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جس کی وجہ سے نہ صرف رسالت مآب کی کردار کشی کی گئی ہے بلکہ ساتھ ساتھ مسلمان کے ایمان پر بھی ضرب لگائی گئی ہے۔ مسلمانوں کو یہ بات دراصل اس لیے باور کرائی جاتی ہے کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ جو کچھ رسالت مآب نے کہا وہ ہو سکتا ہے جادو کے زیر اثر کہا ہو۔ یعنی قرآن کی حقانیت کو مشکوک کرنے کی سازش کی گئی ہے۔"(۱)

درج بالا اور دیگر معترضین نے صحیح بخاری کی حدیث کو رد کرنے کے لیے جن اُمور کو پیش نظر رکھا ہے ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

- یہ حدیث منصبِ نبوت کے منافی ہے۔
- یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔
- جادو شیطانی عمل ہے اور شیطان کو اللہ کے بندوں پر کوئی غلبہ نہیں جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ﴾ [بنی اسرائیل : ٦٥] لہٰذا نبی ﷺ پر جادو نہیں ہوا۔
- یہ مسئلہ اعتقادی ہے اور اعتقادی مسئلہ خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتا، جبکہ جادو کی احادیث خبر واحد ہیں۔
- اگر بالفرض نبی ﷺ پر جادو ہوا بھی تھا تو آپ نے جادوگر کو قتل کیوں نہ کرایا۔ حالانکہ جادوگر کی سزا قتل ہے جیسا کہ شرعی طور پر یہ ثابت ہے۔
- نبی ﷺ پر جادو والی بات یہود نے گھڑی ہے کیونکہ آپ نے انہیں جلاوطن کرا دیا تھا۔

ان تمام اعتراضات کے بالترتیب جوابات آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

اعتراضات کے جوابات

❶ اعتراض: یہ حدیث منصبِ نبوت کے منافی ہے۔

1- اس کے متعلق اولاً تو یہ یاد رہنا چاہیے کہ کسی بھی نبی پر جادو کا اثر ہونا اس حدیث سے ہی نہیں بلکہ قرآن سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾﴾ [طٰہٰ : ٦٦-٦٨] "پھر ان کے جادو کے اثر سے ان (موسیٰ علیہ السلام) کو ایسے معلوم ہونے لگا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ بھاگ رہی ہیں۔ پس موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا۔ ہم نے (بذریعہ وحی) فرمایا کہ ڈرو مت، یقیناً تم ہی غالب رہو گے۔"

---

(۱) [www.aastana.com\urdu]

معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام پر جادو کا اثر ہوا تھا۔ اسی لیے انہیں رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ اب اگر ہم یہ کہیں کہ جادو ہونا منصبِ نبوت کے منافی ہے تو ہمیں اس قرآنی آیت کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ لہٰذا حقیقت یہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جیسے اُولوالعزم پیغمبر کی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جادو کا امکان ہے اور اسی کا بیان حدیث شریف میں ہے۔

2- اور اگر کوئی یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادوئی اثر ہونے کی صورت میں یہ بات لازمی ہے کہ آپ سے کسی دینی معاملے میں، وحی سننے یا آگے پہنچانے میں یا کسی اور شرعی کام میں غلطی ضرور سرزد ہوتی جبکہ ایسا نہیں ہوا۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ پر جادو بھی نہیں ہوا۔

اس بارے میں یہ یاد رہے کہ اس جادو کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر محض جسمانی طور پر ہوا تھا جس کا تعلق (مختلف امراض کی طرح) آپ کی ذات کی حد تک تو تھا لیکن دینی معاملات اور تبلیغ دین سے متعلقہ اُمور کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ جس شریعت کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا گیا تھا اس میں آپ معصوم تھے اور ہمہ وقت اللہ کی نگرانی میں تھے، لہٰذا آپ پر جادو کا اثر ہونا آپ کی نبوت و شریعت کے لیے قطعاً باعثِ نقصان نہیں تھا۔ امام خطابی،(۱) علامہ مازری(۲) اور قاضی عیاض(۳) رحمہم اللہ نے یہی وضاحت فرمائی ہے۔

مولانا مودودی رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ ''اس جادو کا اثر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتے ہوتے پورا ایک سال لگا، دوسری ششماہی میں کچھ تغیر مزاج محسوس ہونا شروع ہوا، آخری چالیس دن سخت اور آخری تین دن زیادہ سخت گزرے۔ مگر اس کا زیادہ سے زیادہ جو اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا وہ بس یہ تھا کہ آپ گھلتے چلے جا رہے تھے۔ کسی کام کے متعلق خیال فرماتے کہ وہ کر لیا ہے مگر نہیں کیا ہوتا تھا۔ اپنی ازواج کے متعلق خیال فرماتے کہ آپ ان کے پاس گئے ہیں مگر نہیں گئے ہوتے تھے۔ اور بعض اوقات آپ کو اپنی نظر پر بھی شبہ ہوتا تھا کہ کسی چیز کو دیکھا ہے مگر نہیں دیکھا ہوتا تھا۔ یہ تمام اثرات آپ کی ذات تک محدود رہے حتی کہ دوسرے لوگوں کو یہ معلوم تک نہ ہو سکا کہ آپ پر کیا گزر رہی ہے۔ رہی آپ کے نبی ہونے کی حیثیت تو اس میں آپ کے فرائض کے اندر کوئی خلل واقع نہ ہونے پایا۔ کسی روایت میں یہ نہیں کہ اس زمانے میں آپ قرآن کی کوئی آیت بھول گئے ہوں یا کوئی آیت آپ نے غلط پڑھ ڈالی ہو یا اپنی صحبتوں میں اور اپنے وعظوں اور خطبوں میں آپ کی تعلیمات کے اندر کوئی فرق واقع ہو گیا ہو یا کوئی ایسا کلام آپ نے وحی کی حیثیت سے پیش کر دیا ہو جو فی الواقع آپ پر نازل نہ ہوا ہو یا آپ سے نماز چھوٹ گئی ہو اور اس کے متعلق بھی کبھی آپ نے سمجھ لیا ہو کہ پڑھ لی ہے مگر پڑھی نہ ہو۔ ایسی کوئی بات معاذ اللہ پیش آ

---

(۱) [كما في شرح السنة للبغوي (۱۸۷/۱۲)] (۲) [فتح الباري (۲۲۷/۱۰)]

(۳) [كما في الطب النبوي لابن القيم (ص: ۱۲٤)]

جاتی تو دھوم مچ جاتی اور پورا ملک عرب اس سے واقف ہو جاتا کہ جس نبی کو کوئی طاقت چت نہ کر سکتی تھی اسے ایک جادوگر کے جادو نے چت کر دیا لیکن آپ کی حیثیتِ نبوت اس سے بالکل غیر متاثر رہی اور صرف اپنی ذاتی زندگی میں آپ اپنی جگہ اسے محسوس کر کے پریشان ہوتے رہے... اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو آپ کے منصب نبوت میں قادح ہو۔ ذاتی حیثیت سے اگر آپ کو زخمی کیا جا سکتا تھا جیسا کہ جنگ اُحد میں ہوا، اگر آپ گھوڑے سے گر کر چوٹ کھا سکتے تھے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، اگر آپ کو بچھو کاٹ سکتا تھا جیسا کہ کچھ اور احادیث میں وارد ہوا ہے، اور ان میں سے کوئی چیز بھی اس تحفظ کے منافی نہیں ہے جس کا نبی ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا، تو آپ اپنی ذاتی حیثیت میں جادو کے اثر سے بیمار بھی ہو سکتے تھے۔"(۱)

3- تیسرے یہ کہ نبی ﷺ پر جادو ہونا اس لیے بھی ناممکن نہیں کیونکہ آپ بھی ایک انسان ہی تھے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ "(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہی ہوں۔" [الکھف: ۱۱۰] لہٰذا دوسرے انسانوں کی طرح آپ کو امراض یا تکالیف کا لاحق ہونا کچھ بعید نہیں۔ یہی باعث ہے کہ آپ مختلف اوقات میں بیمار بھی ہوئے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿فَلَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ...﴾ "جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔"(۲) واضح رہے کہ آپ ﷺ پر جادو کا اثر بھی بیماری کی ہی ایک قسم تھی۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علامہ مازری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ درحقیقت یہ نقصان اس جنس سے تھا جو آپ ﷺ کو تمام امراض کے ضرر کی صورت میں پہنچتا تھا، مثال کے طور پر بولنے میں کمزوری کا احساس یا بعض کاموں کو نہ کر سکنا وغیرہ وغیرہ۔(۳)

❷ **اعتراض** : یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن میں ہے کہ مشرکین نبی ﷺ پر الزام لگایا کرتے تھے کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں جھوٹا قرار دیا۔ اور اگر اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو مشرکین کی بات سچ ثابت ہو جاتی ہے (کہ اس شخص پر کسی نے جادو کر دیا ہے اسی لیے یہ نبوت و رسالت اور آخرت کے حساب و کتاب کے عجیب و غریب دعوے کرتا ہے) اور یوں قرآن کی مخالفت لازم آتی ہے۔

1- اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مشرکین کے الزام اور حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں اصلاً کوئی تعارض ہے ہی نہیں بلکہ ہمارے اپنے فہم میں ہی نقص ہے۔ کیونکہ قرآن میں مشرکین کے حوالے سے جس جادو کے الزام کا ذکر ہے اس کا تعلق وحی و رسالت سے ہے جبکہ حدیث میں جس جادو کا ذکر ہے اس کا تعلق وحی سے نہیں بلکہ محض آپ ﷺ کی ذات سے ہے۔ یعنی مشرکین نے آپ کو جادو زدہ اس وقت کہا

---

(۱) [تفہیم القرآن از مولانا مودودی (۶/۵۵۴-۵۵۶)]

(۲) [**صحیح** : صحیح ترمذی (۳۰۳۹) ترمذی (۳۸۷۲)] (۳) [فتح الباری (۱۰/۲۲۷)]

جب آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس سے ان کا مقصود لوگوں کو متنفر کرنا تھا کہ یہ شخص جو رسالت و آخرت کی باتیں کر رہا ہے یہ اس پر جادوئی اثر کا نتیجہ ہے، ان باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو جادو ہوا اس سے نبوت متاثر نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی کبھی آپ نے عبادت میں کوتاہی کی تھی بلکہ محض اس کا اثر جسمانی تھا (اس حوالے سے کچھ تفصیل گزشتہ اعتراض کے جواب کے تحت بھی گزر چکی ہے)۔ یوں قرآن اور حدیث کا ظاہری تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

2- یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ مشرکین نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو زدہ ہونے کا الزام لگایا تھا وہ مکی دور تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید بھی فرما دی تھی لیکن جب حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا والا واقعہ پیش آیا تو آپ مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً کفار کے الزام سے متعلقہ آیات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو سے متعلقہ احادیث کے سیاق و سباق اور موقع و محل میں بھی فرق ہے۔ لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔

3- مزید برآں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا والا واقعہ پیش آیا تو مشرکین نے یہ شور کیوں نہ مچایا کہ ''دیکھا! ہم صحیح کہتے تھے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے۔'' اس واقعہ کے بعد مشرکین کی خاموشی یہ ثابت کرتی ہے کہ مکہ میں ان کا اعتراض محض نبوت و رسالت کے انکار کی غرض سے تھا ویسے وہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ پیغمبر پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی اس اعتراض کا نہایت عمدہ جواب دیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف نہیں۔ فرماتے ہیں کہ مشرکین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے متعلقہ اُمور میں سحر زدہ کہتے تھے جبکہ جو جادو آپ پر ہوا تھا اس کا تعلق نہ تو وحی کے ساتھ تھا اور نہ ہی عبادات کے ساتھ۔ اس لیے یہ بالکل جائز نہیں کہ نصوص کا صحیح فہم نہ ہونے کی وجہ سے صحیح احادیث کی تکذیب کر دی جائے۔(۱)

❸ **اعتراض:** جادو شیطانی عمل ہے اور شیطان کو اللہ کے بندوں پر کوئی غلبہ نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان سے مخاطب ہو کر جو یہ ذکر فرمایا ہے کہ ﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ﴾ [بنی اسرائیل : ٦٥] ''بیشک میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو یا غلبہ نہیں۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان گناہ اور برائی کے کاموں کو مزین کر کے اللہ کے نیک بندوں کو کبھی گمراہ نہیں کر سکتا جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ ﴿لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ [الحجر: ٣٩-٤٠] ''میں ضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔'' معلوم ہوا کہ پہلی آیت میں شیطانی تسلط کا مطلب یہ

---

(۱) [فقہ العبادات (ص: ٥٩)]

ہے کہ وہ اللہ کے مخلص بندوں کو گمراہ کر کے برائی میں مبتلا نہیں کر سکتا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ انہیں جسمانی طور پر بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

جبکہ اس کے برعکس قرآن کریم سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ شیطان اللہ کے نیک بندوں کو بھی جسمانی طور پر اذیت پہنچا سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ ﴿أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ﴾ [صٓ : ٤١] ''بیشک مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔'' اسی طرح موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر ہیں لیکن جب جادوگروں نے رسیاں پھینکیں تو جادو کے اثر سے انہیں بھی وہ دوڑتی ہوئی نظر آنے لگیں۔(۱) بس اسی طرح کا اثر رسول اللہ ﷺ پر بھی ہوا تھا کہ آپ کو خیال گزرتا کہ آپ نے کوئی کام کر لیا ہے لیکن حقیقت میں وہ نہیں کیا ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ جادو کے اثر سے آپ نے وحی لینے، اسے آگے پہنچنے یا عبادات سے متعلقہ کسی کام میں کوتاہی کی ہو کیونکہ نصوص اس بات پر شاہد ہیں کہ پیغمبر معصوم ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ حالت جو جادو کے اثر سے نبی ﷺ کو پیش آئی تھی یہ آیت اس پر منطبق ہی نہیں ہوتی۔

❹ **اعتراض** : یہ مسئلہ اعتقادی ہے اور اعتقادی مسئلہ خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتا، جبکہ نبی ﷺ پر جادو کی احادیث خبر واحد ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض ہی بے بنیاد ہے کہ اعتقادی مسئلہ خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ بہت سے دلائل اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ''خبر واحد احکام کی طرح عقائد میں بھی حجت ہے'' (بشرطیکہ اس میں مکمل شرائطِ صحت موجود ہوں)۔ اس کی ایک دلیل وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ اہل یمن نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہمارے ساتھ کسی ایسے آدمی کو بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام سکھائے تو آپ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا ﴿هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ﴾ ''یہ اس امت کے امین ہیں۔''(۲) اس حدیث سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد عقائد میں بھی حجت ہے کیونکہ نبی ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو محض احکام سکھانے کے لیے اہل یمن کے ساتھ روانہ نہیں فرمایا تھا بلکہ عقائد سکھانا بھی مقصود تھا اور اگر بالفرض خبر واحد عقائد میں حجت نہ ہوتی تو آپ ﷺ اہل یمن کے ساتھ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اکیلے کبھی روانہ نہ فرماتے۔

علاوہ ازیں متعدد کبار اہل علم نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے کہ خبر واحد عقائد میں بھی حجت ہے چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ((وَمَا صَحَّ مِنَ السُّنَّةِ - مِنْ أَخْبَارِ الْآحَادِ وَغَيْرِهِ - هُوَ حُجَّةٌ فِي الْعَقَائِدِ كَمَا أَنَّهُ حُجَّةٌ فِي غَيْرِهَا)) ''جو بھی سنت ثابت ہو خواہ اخبار آحاد ہو یا کچھ اور، وہ عقائد

---

(۱) [طه : ٦٦]

(۲) [مسلم (۱۲۹۷) كتاب فضائل الصحابة : باب فضائل أبي عبيدة بن الجراح]

میں بھی حجت ہے جیسے اس کے علاوہ (احکام وغیرہ) میں حجت ہے۔"[1] امام شافعی[2]، امام ابن قیم[3] اور امام ابن عبدالبر[4] رحمہم اللہ وغیرہ نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے۔ شیخ علی بن نایف الشحو درقمطراز ہیں کہ "خبر واحد جسے محدثین صحیح قرار دیں اور اسے قبول کریں تو وہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اجماع کے ساتھ حجت ہے۔ کیونکہ یہ لوگ عقائد سے متعلقہ اخبار آحاد بھی روایت کرتے تھے اور جن اُمورِ غیبیہ وغیرہ پر وہ مشتمل ہوتیں ان کا بھی اعتقاد رکھتے تھے، عقائد اور احکام کے حوالے سے ان میں کچھ فرق نہیں کرتے تھے۔"[5]

لہٰذا کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک صحیح حدیث کو محض خبر واحد ہونے کی وجہ سے رد کر دیا جائے۔ مزید برآں یہ حدیث بھی صحیح بخاری کی ہے اور صحیح بخاری کی حدیث کو رد کرنے سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وہ کتاب ہے جس کی تمام احادیث کی صحت پر محدثین وفقہا کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔[6]

❺ **اعتراض** : اگر بالفرض نبی ﷺ پر جادو ہوا بھی تھا تو آپ نے جادوگر کو قتل کیوں نہ کرایا۔

اس کے اہل علم نے مختلف جوابات دیے ہیں مثلاً:

1- آپ ﷺ نے اسے اس لیے قتل نہیں کرایا کیونکہ آپ اپنے نفس کے لیے کبھی انتقام نہیں لیتے تھے۔

2- ممکن ہے یہ واقعہ جادوگر کی حد (قتل) مقرر ہونے سے پہلے کا ہو۔

3- اس وقت یہودی قوت میں تھے اس لیے فتنے کے ڈر سے آپ ﷺ نے اسے قتل نہیں کرایا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان کی قوت کو خاک میں ملا دیا تو پھر خلفائے راشدین نے انہیں قتل کیا۔

❻ **اعتراض** : نبی ﷺ پر جادو والی بات یہود نے گھڑی ہے کیونکہ آپ نے انہیں جلاوطن کرا دیا تھا۔

یہ بھی محض ایک سفید جھوٹ ہے کیونکہ اس بات کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین وغیرہ اور اسے نقل کرنے والے محدثین، مفسرین اور دیگر اہل علم ایک جھوٹی بات ہی صحیح سمجھ کر بیان کرتے رہے اور انہیں اس کا علم ہی نہ ہوا، پھر آج ۱۴ سو سال بعد لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ روایت تو جھوٹی ہے اور یہود کی وضع کردہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین یا محدثین کے زمانے میں جب اس حدیث کو پڑھا لکھا اور نقل کیا جا رہا تھا تو کسی ایک فرد نے بھی اس کا انکار کیوں نہ کیا اور اسے یہود کی وضع کردہ کیوں نہ کہا؟ اگر ان سب حضرات نے اسے قبول کیا ہے تو اس کے معتبر اور صحیح ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے اور پھر

---

(۱) [موقف ابن تیمیة من الاشاعرة (۲۵۸/۱)] (۲) [الرسالة للامام الشافعی (ص : ۴۵۷)]

(۳) [مختصر الصواعق المرسلة (ص : ۵۷۷)] (۴) [التمهید (۸/۱)]

(۵) [المفصل فی الرد علی شبهات اعداء الاسلام (۴۹۱/۱۰)]

(۶) [ملاحظہ فرمائیے: مقدمة ابن الصلاح (ص : ۲۶) مقدمة ابن خلدون (ص : ۴۹۰) مقدمة تحفة الاحوذی (ص : ۴۷)]

یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جن اہل علم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے وہ خود بھی معتبر ہیں اور ان کے پاس اس کی مکمل معتبر اسانید بھی موجود ہیں لیکن اسے رد کرنے والوں کے پاس کیا ثبوت ہے اور اسے یہود کے ساتھ منتھی کرنے کی کیا دلیل ہے؟ یقیناً نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ثبوت بلکہ سوائے جہالت ولاعلمی کے ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔ اور وہ اس حدیث کو جھوٹ قرار دے کر صرف صحیح بخاری ہی نہیں بلکہ اور بہت سی معتبر کتب حدیث اور کتب تفسیر کو مشکوک بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

واضح رہے کہ صحیح بخاری کے علاوہ یہ حدیث (کچھ کمی بیشی کے ساتھ) صحیح مسلم (۲۱۸۹)، سنن نسائی الکبری (۷۶۱۵)، ابن ماجہ (۳۵۴۵)، مسند احمد (۶/۵۷)، صحیح ابن حبان (۶۵۸۳)، مصنف ابن ابی شیبہ (۷/۳۸۸)، مصنف عبدالرزاق (۱۱/۱۴) اور مسند اسحاق بن راھویہ (۷۴۳) وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح تفسیر طبری (۲/۴۴۷)، تفسیر قرطبی (۲/۴۶)، تفسیر ابن کثیر (۸/۵۳۷)، تفسیر بغوی (۸/۵۹۴)، تفسیر الدر المنثور (۱۰/۳۹۷)، تفسیر روح المعانی (۳۰/۲۸۲)، تفسیر زاد المسیر (۴/۳۱۲)، تفسیر بیضاوی (۵/۴۲۶)، تفسیر سمعانی (۱/۱۱۶)، تفسیر الوسیط (۱/۱۷۵)، تفسیر البحر المحیط (۱/۴۳۶) اور تفسیر اضواء البیان (۹/۱۶۱) وغیرہ میں بھی یہ روایت مفسرین نے نقل فرمائی ہے۔ تو کیا یہ سب محدثین اور مفسرین جو اپنی معتبر کتب میں اس حدیث کو نقل فرما رہے ہیں اس بات سے آشنا ہی نہ تھے کہ یہ تو یہود کی گھڑی ہوئی روایت ہے۔ شیخ رشید رضا رحمہ اللہ کے بقول یقیناً یہ بات تفسیر وحدیث میں مسلمانوں کی بلند مرتبہ کتب کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔(۱)

نبی ﷺ پر جادو کے قصے میں دلائلِ نبوت

نبی ﷺ پر جادو کیے جانے سے متعلقہ روایات کو صحیح تسلیم کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قصے میں آپ کی نبوت کے بھی بہت سے دلائل موجود ہیں جیسا کہ چند ایک حسب ذیل ہیں:

1- فرشتوں کا آپ ﷺ کے پاس آنا اور آپ کو جادو کرنے والے (لبید بن اعصم یہودی) اور جادو کے مقام (زروان کے کنوئیں) کے متعلق بتانا آپ کی نبوت کا ثبوت ہے اور اگر بالفرض آپ نبی نہ ہوتے تو آپ کو یہ کیسے پتہ چلتا کہ جادو کس نے کیا ہے اور کہاں موجود ہے؟۔

2- جادو کے توڑ کے لیے رسول اللہ ﷺ پر معوذتین سورتیں (الفلق اور الناس) نازل کی گئیں۔ یہ بھی ثبوت ہے کہ محمد ﷺ سچے نبی ہیں اسی لیے آپ پر کلام اللہ کی وحی کی گئی۔

3- اس قصے میں مستشرقین کی کذب بیانی کا بھی ثبوت ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں نے

---

(۱) ["الحاد فی القرآن ودین جدید بین الباطنیۃ والاسلام" از محمد رشید رضا، مجلۃ المنار (مجلد: ۳۲ صفحہ: ۳۳) جمادی الآخرۃ۔ ۱۳۵۰ھ]

آپ کو نبی ثابت کرنے کے لیے ہر گوشۂ زندگی سے متعلق حدیثیں گھڑ لیں۔ اگر ان کی بات درست ہوتی تو صحابہ سب سے پہلے یہ حدیث حذف کرتے کیونکہ اس میں آپ ﷺ کی قدر و منزلت کے نقص کا بیان ہے۔

خلاصہ کلام

حاصل بحث یہ ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کے حوالے سے احادیث معتبر کتبِ حدیث میں موجود ہیں اور ان کی صحت میں نہ تو سنداً کوئی شک ہے اور نہ ہی معناً۔ متعدد کبار اہل علم اور سلف صالحین نے انہی احادیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور یہی رائے اختیار کی ہے کہ نبی ﷺ پر جادو ہوا تھا۔ مزید انہوں نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اس جادو کا تعلق محض آپ کی ذات کی حد تک تھا، وحی و تشریعی اُمور پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑا تھا کیونکہ اس حوالے سے آپ اللہ کی حفاظت میں تھے۔ تاہم جن لوگوں نے مختلف قسم کے اعتراض اٹھا کر ان احادیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے وہ غلطی پر ہیں۔ اگرچہ انہوں نے اپنی رائے کی تائید کے لیے مختلف قسم کے دلائل کو پیش نظر رکھا ہے مگر ان دلائل سے ان کا مقصود پورا نہیں ہوتا جیسا کہ اس کی تفصیل پیچھے ذکر کر دی گئی ہے۔

جادو اور جادوگر کا حکم

جادو کرنا، کرانا اور سیکھنا سکھانا حرام، کبیرہ گناہ اور کفریہ کام ہے

آیات:

(1) ﴿وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرة: ١٠٢] ''اور لیکن شیاطین نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔'' معلوم ہوا کہ جادو سیکھنا سکھانا کفر ہے۔ اور کسی بھی چیز کا سکھانا اس وقت تک کفر نہیں ہوتا جب تک وہ چیز بذاتِ خود کفر نہ ہو لہٰذا جادو بذاتِ خود ایک کفریہ کام ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے بھی یہی وضاحت فرمائی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو اسی لیے کافر قرار دیا کیونکہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔''(۱)

(2) ﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ [البقرة: ١٠٢] ''اور وہ دونوں (ہاروت وماروت) کسی کو (جادو) نہیں سکھاتے تھے حتی کہ اسے کہتے کہ ہم تو آزمائش ہیں پس تم (جادو سیکھ کے) کفر نہ کرو۔'' آیت کے ان الفاظ ﴿فَلَا تَكْفُرْ﴾ میں تو یہ وضاحت موجود ہے کہ جادو سیکھنا کفر ہے۔ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ((اَلْآيَةُ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّ تَعَلُّمَ السِّحْرِ كُفْرٌ ...)) ''یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ جادو سیکھنا کفر ہے خواہ کوئی اس کا اعتقاد رکھ کر سیکھے یا بغیر اعتقاد کے اور خواہ کوئی جادوگر بننے کے لیے جادو سیکھے یا محض جادو کے دفعیہ کے لیے۔''(۲)

---

(۱) [تفسیر قرطبی (۴۳/۲)]　(۲) [نیل المرام (ص: ۲۱)]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ((وَقَدِ اسْتُدِلَّ بِهٰذِهِ الْآيَةِ عَلَى أَنَّ السِّحْرَ كُفْرٌ وَ مُتَعَلِّمَهُ كَافِرٌ ...)) ''اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جادو کفر ہے اور اسے سیکھنے والا کافر ہے اور یہ بات جادو کی بعض انواع سے از خود واضح ہو جاتی ہے کہ جن میں شیاطین اور ستاروں کی پوجا کی جاتی ہے، البتہ جادو کی وہ قسم جس کا تعلق شعبدہ بازی سے ہو تو اسے سیکھنے سے اصلاً کفر لازم نہیں آتا۔''(۱)

(3) ﴿وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ﴾ [البقرۃ : ۱۰۲] ''اور لوگ وہ چیز (یعنی جادو) سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دیتا ہے اور انہیں فائدہ نہیں دیتا۔'' معلوم ہوا کہ جادو ایک بے فائدہ کام ہے اور جو کام بے فائدہ ہو اللہ تعالیٰ اسے اپنے بندوں کے لیے جائز قرار نہیں دیتے۔

(4) ﴿وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ [البقرۃ : ۱۰۲] ''حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جو کوئی جادو اختیار کرے گا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔'' یہ آیت نص ہے کہ جادو اختیار کرنے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بلاشبہ جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں وہ کافر ہی ہے۔

(5) ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا...﴾ [البقرۃ : ۱۰۳] ''اور اگر یہ (جادو سیکھنے والے) لوگ صاحب ایمان متقی بن جاتے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین ثواب ملتا۔'' ان الفاظ سے بھی اہل علم نے یہ استدلال کیا ہے کہ جادو سیکھنے والے کافر ہیں، اسی لیے ان سے ایمان لانے کی تمنا کا اظہار کیا گیا ہے۔(۲)

درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ جادو کرنا کرانا اور سیکھنا سکھانا حرام اور کفر ہے، مزید اس بارے میں چند احادیث حسب ذیل ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

○ احادیث :

(1) فرمانِ نبوی ہے کہ ''سات ہلاک کرنے والی اشیاء سے بچو (ان میں سے ایک یہ ہے) جادو۔''(۳)

(2) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے فال نکالی یا جس کے لیے فال نکالی گئی، یا جس نے کہانت کی یا جس کے لیے کہانت کی گئی، یا جس نے جادو کیا یا جس کے لیے جادو کیا گیا۔''(۴)

(3) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ : مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَ قَاطِعُ الرَّحِمِ وَ مُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ ﴾ ''تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ ہمیشہ

(۱) [فتح الباری (۱/۲۲٤)] (۲) [تفسیر ابن کثیر (۱/۱٤٤)]

(۳) [بخاری (٦٨٥٧) کتاب الحدود : باب رمی المحصنات، مسلم (۲۵۸) ابو داود (۲۸۷٤)]

(٤) [**صحیح** : السلسلۃ الصحیحۃ (۲۱۹۵) صحیح الترغیب (۳۰٤۱) غایۃ المرام (۲۸۹) رواہ البزار والطبرانی]

شراب پینے والا، رشتہ داری توڑنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا (یعنی اسے درست سمجھنے والا)۔"[۱]

(4) فرمانِ نبوی ہے کہ "جو شخص کسی عراف یا کاہن (قیافہ شناس، عامل یا جادوگر) کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ (تمام) تعلیمات کے ساتھ کفر کر دیا۔"[۲]

(5) ایک اور فرمان یوں ہے کہ "جو کسی عراف (قیافہ شناس) کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا تو چالیس روز اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی۔"[۳]

○ اهل علم کے اقوال:

(نووی رحمہ اللہ) جادوئی عمل کرنا حرام اور بالاجماع کبیرہ گناہ ہے اور نبی ﷺ نے اسے سات ہلاک کرنے والی اشیاء میں شمار کیا ہے۔[٤]

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) جادو سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اور ہمیں علم نہیں کہ اہل علم میں سے کسی کی بھی رائے اس سے مختلف ہو۔[٥]

(محمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ) اپنی معروف کتاب "الکبائر" میں انہوں نے جادو کو تیسرا کبیرہ گناہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جادو اس لیے کبیرہ گناہ ہے کیونکہ جادو کرنے والا لازماً کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔[٦]

(ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ) انہوں نے بھی کبیرہ گناہوں کے بیان پر مشتمل اپنی معروف کتاب "الزواجر" میں جادو کا ذکر کیا ہے۔[٧]

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) جادو منکر و شرک ہے کیونکہ یہ تب ہی حاصل ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیاطین کی پوجا کی جائے اور ان کا تقرب حاصل کیا جائے۔[٨]

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) جادو سیکھنا حرام ہے اور اگر یہ شیاطین کی مدد سے کیا جائے تو کفر ہے۔[٩]

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) جادو سیکھنا حرام ہے خواہ جادوئی عملیات کے لیے اسے سیکھا جائے یا محض کسی دوسرے کے جادو سے بچاؤ کے لیے۔[١٠] اور جس روایت میں ہے کہ "جادو سیکھ لو مگر اس پر عمل نہ کرو" وہ

---

(١) [**صحیح لغیرہ**: صحیح الترغیب (٢٥٣٩) مسند احمد (٣٩٩/٤) ابو یعلی (٧٢٤٨)]

(٢) [**صحیح**: صحیح الجامع الصغیر (٥٩٣٩) ابو داود (٣٩٠٤) ابن ماجه (٦٣٩) ترمذی (١٣٥)]

(٣) [مسلم: کتاب السلام، صحیح الترغیب (٣٠٤٦) صحیح الجامع الصغیر (٥٩٤٠)]

(٤) [کما فی فتح الباری (٢٢٤/١٠)]

(٥) [المغنی لابن قدامه (٢٩٩/١٢)]

(٦) [کتاب الکبائر (ص: ١٤)]

(٧) [الزواجر عن اقتراف الکبائر (٤٩٧/٢)]

(٨) [التعلیق المفید (ص: ١٣٩)]

(٩) [فقه العبادات (ص: ٦٨)]

(١٠) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (٥٤٩/١)]

نبی ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ موضوع و من گھڑت ہے۔ (۱)

(شیخ صالح الفوزان) جادو کی ہر قسم حرام ہے، اس میں کچھ بھی جائز نہیں۔ (۲)

(شیخ عبداللہ بن جاراللہ) جادو حرام ہے کیونکہ یہ اللہ کے ساتھ کفر اور عقیدہ توحید کے منافی ہے۔ (۳)

جادو دو لحاظ سے شرک میں داخل ہے

(شیخ صالح الفوزان) جادو دو لحاظ سے شرک میں داخل ہے۔ ایک یہ کہ اس میں شیاطین سے مدد لی جاتی ہے، ان کے ساتھ تعلق قائم کیا جاتا ہے اور ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ہر وہ کام کیا جاتا ہے جو انہیں پسند ہوتا کہ وہ جادوگر کا تعاون کریں۔ اور دوسرے یہ کہ اس میں (جادوگر کی طرف سے) علم غیب کا دعویٰ کیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ (اس علم میں) مشارکت کا دعویٰ ہے اور یہ کفر اور گمراہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ کے مطابق جادوکرنے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جادو ایسا کفر و شرک ہے جو عقیدہ باطل کر دیتا ہے اور جادو کرنے والے کے قتل کو واجب کر دیتا ہے، جیسا کہ اکابر صحابہ کی ایک جماعت نے جادوگروں کو قتل کیا تھا۔ (۴)

جادوگر کی سزا

جادوگر کی سزا قتل ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی موقوف روایت میں ہے کہ ﴿حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ﴾ "جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار کے ساتھ مارا جائے۔" (۵)

(2) حضرت بجالہ بن عبدہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے تقریباً ایک ماہ پہلے لکھ بھیجا تھا کہ ﴿اَنِ اقْتُلُوْا كُلَّ سَاحِرٍ وَ سَاحِرَةٍ﴾ "کہ ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو۔" (حضرت بجالہ فرماتے ہیں کہ) ﴿فَقَتَلْنَا فِيْ يَوْمٍ ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَ﴾ "چنانچہ ہم نے ایک دن میں تین جادوگر قتل کر دیے۔" (۶)

(3) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک لونڈی کو قتل کروا دیا جس نے آپ پر جادو کرایا تھا۔ (۷)

---

(۱) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۱/۵۵۱)]

(۲) [المنتقى من فتاوى الفوزان (۱/۱۰)] (۳) [تذكير البشر (ص: ۲۹)]

(٤) [كتاب التوحيد للفوزان (ص: ۳۹-٤۰)]

(٥) [**موقوف**: ترمذی (۱٤٦۰) كتاب الحدود: باب ما جاء في حد الساحر، حاكم (٤/۳٦۰)]

(٦) [**صحيح**: صحيح ابوداود (۲٦۲٤) كتاب الخراج والامارة والفيء: باب في اخذ الجزية من المجوس، ابوداود (۳۰٤۳) مسند احمد (۱/۱۹۰) عبد الرزاق (۱۸۷٤٥)]

(۷) [موطا (۲/۸۷۱) عبد الرزاق (۱۸۷٤۷) بيهقي (۸/۱۳٦)]

(4) امام احمد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ﴿ صَحَّ عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ قَتْلِ السَّاحِرِ ﴾ ''جادوگر کو قتل کر دینا تین صحابہ سے صحیح ثابت ہے۔''(۱)

(5) صحابہ کے اس عمل کو اجماع کی حیثیت حاصل ہے جیسا کہ علمائے اصول نے ذکر فرمایا ہے کہ صحابی کا کوئی قول یا فعل مشہور ہو جائے اور اس کا کوئی مخالف بھی ظاہر نہ ہو تو وہ اجماع سکوتی کی حیثیت رکھتا ہے۔(۲)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) جادوگر کافر ہے اسے قتل کر دیا جائے۔(۳)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اس کی گردن مار دی جائے جیسا کہ تین صحابہ سے یہ عمل ثابت ہے۔(٤)

(شیخ صالح الفوزان) جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ فلاں شخص جادوگر ہے تو لوگوں کو اس کے شر سے راحت پہنچانے کے لیے اس کا قتل واجب ہے کیونکہ وہ کافر ہے اور اس کا شر معاشرے تک پہنچتا ہے۔(٥)

⇐ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ) تو اسی کے قائل ہیں کہ جادوگر کو بہر صورت قتل کر دیا جائے گا۔ جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ جادوگر کو صرف اسی صورت میں قتل کیا جائے گا جب اس نے جادو کے ذریعے کسی کو قتل کیا ہو یا کوئی ایسا کام کیا ہو جو کفر تک پہنچتا ہو بصورتِ دیگر اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے کوئی اور سزا دی جائے گی۔(٦) یہی رائے زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

اہل کتاب کے جادوگر کا حکم

اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ اسے بھی مسلمان جادوگر کی طرح قتل کر دیا جائے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ

1- جادوگر کو قتل کرنے کے عمومی دلائل میں اہل کتاب کے جادوگر بھی شامل ہیں۔

2- جادو ایک جرم ہے جس سے مسلمان کا قتل لازم آتا ہے اور جس طرح مسلمان کے قتل کے بدلے میں ذمی کو قتل کیا جاتا ہے اسی طرح جادو کے بدلے بھی اسے قتل کیا جائے گا۔

جبکہ ائمہ ثلاثہ (امام احمد، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ) نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ اہل کتاب کے جادوگر کو صرف اس صورت میں قتل کیا جائے گا جب اس نے اپنے جادو کے ذریعے کسی کو قتل کیا ہو۔(٧) ان اور ان کے ہم رائے حضرات کے دلائل یہ ہیں کہ

---

(١) [كما في تفسير ابن كثير (١/١٤٤)]
(٢) [اصول الفقه الاسلامى (ص: ٢٣٩)]
(٣) [المقنع لابن قدامة (٣/٥٢٣)]
(٤) [حاشية الدروس المهمة (ص: ١٨٨)]
(٥) [المنتقى من فتاوى الفوزان (١/١٠)]
(٦) [نيل الاوطار (٤/٦٣٨) شرح مسلم للنووى (٧/٤٣٢) تحفة الاحوذى (٤/٨٥٣-٨٥٤)]
(٧) [المغنى (١٠/١١٥) فتح البارى (١٠/٢٣٦) اضواء البيان (٤/٤٧١)]

1- لبید بن اعصم یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کیا تھا لیکن آپ نے اسے قتل نہیں کرایا۔
2- کتابی مشرک ہے اور شرک جادو سے بھی بڑا گناہ ہے۔ جب اسے شرک کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا تو جادو کی وجہ سے کیوں قتل کیا جائے گا۔
3- دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان جادوگر کو اس لیے قتل کیا جاتا ہے کیونکہ وہ جادو کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے جبکہ کتابی تو پہلے ہی کافر ہے تو اسے کیونکر قتل کیا جا سکتا ہے؟۔
4- رہی بات یہ کہ ''جادو ایک جرم ہے جو مسلمان کا قتل لازم کر دیتا ہے تو قتل کی طرح ذمی کا قتل بھی لازم کر دیتا ہے''۔ یہ قیاس اس لیے درست نہیں کیونکہ ایک طرف مسلمان ہے اور دوسری طرف کافر جو کفریہ عقیدہ رکھتا ہے۔ تو دونوں کا حکم ایک کیسے ہو سکتا ہے؟۔

بہر حال جو حضرات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہم رائے ہیں انہوں نے لبید بن اعصم یہودی کو قتل نہ کرنے کا جواب اس طرح دیا ہے کہ

1- آپ ﷺ نے اسے اس لیے قتل نہیں کرایا کیونکہ آپ اپنے نفس کے لیے کبھی انتقام نہیں لیتے تھے۔
2- ممکن ہے یہ واقعہ جادوگر کی حد (قتل) مقرر ہونے سے پہلے کا ہو۔
3- اس وقت یہودی قوت میں تھے اس لیے فتنے کے ڈر سے آپ ﷺ نے اسے قتل نہیں کرایا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان کی قوت کو خاک میں ملا دیا تو پھر خلفائے راشدین نے انہیں قتل کیا۔

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اہل کتاب کے جادوگر کو محض اس کے جادو کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر وہ جادو سے کسی کو قتل کر دے تو پھر قصاص میں اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ (۱)

جادوگر کی توبہ کا حکم

جادوگر کی توبہ کے حوالے سے اختلاف ہے۔ امام احمد، امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کی رائے یہ ہے کہ جادوگر سے توبہ کا مطالبہ کیے بغیر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن جادوگروں کو قتل کیا تھا ان سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کا دوسرا قول اور امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ جادوگر نے اگر جادو سے کسی کو قتل نہیں کیا تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے دنیا میں حد ساقط ہو جائے گی۔ کیونکہ توبہ سے شرک معاف ہو جاتا ہے جو سب سے بڑا گناہ ہے تو جادو کیوں نہیں؟ جیسا کہ فرعون کے جادوگروں کا ایمان اور ان کی توبہ بھی قبول کی گئی تھی۔ (۲)

---

(۱) [المغنی (۱۰/۱۱۵)]
(۲) [المغنی لابن قدامة (۸/۱۵۳) فتاوی السبکی (۲/۳۲٤) فتح القدیر (۲/۳٦) تفسیر الرازی (۳/۲۱۵)]

یہی دوسری رائے زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) جادوگر کو توبہ کرائے بغیر قتل کر دیا جائے گا کیونکہ اس کی توبہ اس سے سزا ساقط نہیں کر سکتی۔ اور بعض اوقات وہ جھوٹ بول کر توبہ ظاہر کر دیتا ہے جس سے لوگوں پر اس کا ضرر باقی رہتا ہے۔ اس لیے جب جادو ثابت ہو جائے تو اسے قتل کر دینا چاہیے تاکہ وہ لوگوں کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ [1]

جادو سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر

جادو واقع ہونے سے پہلے اس سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر اختیار کرنا اس سے بہتر ہے کہ جادو واقع ہونے کے بعد اس کا علاج تلاش کیا جائے۔ جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ ''پرہیز علاج سے بہتر ہے۔'' اسے انگلش میں یوں کہا جاتا ہے کہ "Prevention is better than cure"۔ لہٰذا ذیل میں چند ایسی تدابیر ذکر کی جا رہی ہیں جنہیں اختیار کرنے اور ان کی پابندی کرنے سے انسان بالعموم جادو سے بچا رہتا ہے۔

عقیدہ کی درستگی (کہ اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی جادو نہیں کر سکتا)

اولاً تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنا عقیدہ درست کرے اور پختہ طور پر یہ اعتقاد رکھے کہ ہر تکلیف صرف اللہ کی طرف سے ہی پہنچتی ہے، اگر اللہ نہ چاہے تو کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جیسا کہ جادو کے حوالے سے ہی اللہ تعالیٰ نے ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا هُم بِضَآرِّينَ بِهِۦ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ﴾ [البقرۃ: ۱۰۲] ''اور یہ (جادو کرنے کرانے والے) بغیر اللہ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔''

لہٰذا جب یہ بات طے ہے کہ جادو بھی اس وقت تک کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک اللہ کی مشیت اور اس کا اذن نہ ہو تو پھر ہر قسم کی خیر کی طلب اور تکلیف کے دفعیہ کے لیے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ وہی ہر چیز کا خالق ہے اور ہر کام اسی کی مشیت سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا

یعنی تمام اُمور میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اوامر (حکموں) کی پابندی اور اس کے نواہی (منع کردہ کاموں) سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا۔ کیونکہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے متقی و پرہیزگار بننے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مصیبت و آزمائش سے نکلنے کی کوئی نہ کوئی سبیل ضرور پیدا فرما دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا﴾ [الطلاق: ٦] ''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے

---

(۱) [التعلیق المفید (ص: ۱٤۱۔۱٤۲)]

چھٹکارے کی کوئی صورت نکال دیتا ہے۔
ایک دوسرا ارشاد یوں ہے کہ ﴿وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾[آل عمران : ۱۲۰] ''اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو ان کا مکر تمہیں کوئی نقصان نہیں دے گا۔''

اللہ تعالیٰ ہی پر کامل توکل و بھروسہ رکھنا

یعنی ہر طرح کے حالات میں صرف اللہ تعالیٰ پر ہی کامل اعتماد کرنا۔ یہ بھی ہر قسم کے شر سے بچاؤ کا ایک اہم سبب ہے۔ کیونکہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے (ہر قسم کی برائی، نقصان، آزمائش اور دشمن کے حملے سے) کافی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ
﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾[الطلاق : ۳] ''اور جو بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ اسے کافی ہوگا۔''

جنات و شیاطین سے پناہ مانگتے رہنا

کیونکہ جادو کے مؤثر ہونے میں انہی کا اہم کردار ہوتا ہے اور جادوگر بھی انہی کے تعاون سے جادو کرتا ہے۔ اس لیے ایسی آیات، دعائیں اور اذکار اپنا روزمرہ کا معمول بنا لینے چاہییں جن میں جنات و شیاطین سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
﴿وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ ﴿٩٨﴾﴾[المومنون : ۹۷-۹۸] ''اور یوں کہا کرو کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ جائیں۔''

عجوہ کھجور کا استعمال

اگر ممکن ہو تو جادو سے بچاؤ کے لیے عجوہ کھجور کا استعمال بھی کرتے رہنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ﴿مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرُّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ﴾ ''جس نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔''(۱)
امام ابن اثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ عجوہ مدینہ کی کھجور کی ایک قسم ہے جو سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اور اس کا بیج خود نبی کریم ﷺ نے لگایا تھا۔(۲)

---

(۱) [بخاری (۵۷۶۹) کتاب الطب : باب الدواء بالعجوة للسحر]
(۲) [النهاية لابن الأثير (۱۸۸/۳)]

روزمرہ صبح وشام کے اذکار اور دعائیں

یعنی وہ مسنون دعائیں اور اذکار جو نبی ﷺ نے صبح وشام یا سوتے وقت پڑھنے کے لیے سکھائے ہیں۔ان کی پابندی کرنی چاہیے کیونکہ ان کی پابندی سے انسان اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے اور ہر قسم کے نقصان اور تکلیف (اور جادو، جنات وغیرہ کے حملوں) سے بھی بچا رہتا ہے۔چند اہم اذکار ووظائف حسب ذیل ہیں:

❶ ہر فرض نماز کے بعد اور سوتے وقت آیت الکرسی کی تلاوت کرنی چاہیے۔چنانچہ ایک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جو بھی سوتے وقت آیت الکرسی کی تلاوت کرتا ہے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ ساری رات اس کا محافظ بنا رہتا ہے اور شیطان اس کے قریب بھی نہیں آتا۔(۱) آیت الکرسی کے الفاظ بمعہ ترجمہ حسب ذیل ہیں:

﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾

[البقرۃ : ۲۵۵] ''اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اُونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں۔کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین وآسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اُکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔''

❷ گھروں میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کرتے رہنے سے بھی انسان جادو سے محفوظ رہتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿اِقْرَؤُوا الْبَقَرَةَ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَ تَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ﴾ ''سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا لینا باعثِ برکت اور اس کا چھوڑنا باعثِ حسرت ہے اور باطل والے (یعنی جادوگر اور کاہن قسم کے لوگ) اس (کے توڑ) کی طاقت نہیں رکھتے۔''(۲)

❸ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات رات کے وقت پڑھنا بھی جادو سے بچنے کی ایک اہم تدبیر ہے۔چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ﴾ ''جو شخص رات کے وقت سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لیتا ہے، اسے یہ آیات (ہر مشکل سے) کافی ہو جاتی ہیں۔''(۳) آیات حسب ذیل ہیں:

---

(۱) [بخاری (۳۲۷۵)، (۲۳۱۱) کتاب فضائل القرآن : باب فضل المعوذات]

(۲) [صحیح : صحیح الترغیب (۱۴۶۰) السلسلة الصحیحة (۳۹۹۲) مسند احمد (۲۴۹/۵) شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[الموسوعة الحدیثیة (۲۲۲۰۰)]

(۳) [مسلم (۸۰۷) کتاب صلاۃ المسافرین : باب فضل الفاتحة وخواتیم سورۃ البقرۃ، بخاری (۴۰۰۸)]

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿285﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَ اعْفُ عَنَّا ۥ وَ اغْفِرْ لَنَا ۥ وَ ارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴾

[البقرة : ۲۸۵۔۲۸۶] ''رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے' یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے' اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے' انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی' ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا' جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لیے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے' اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا' اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا' اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر' تو ہی ہمارا مالک ہے' ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔''

❹ سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی بکثرت تلاوت کرتے رہنا، بطورِ خاص ہر فرض نماز کے بعد ایک ایک مرتبہ اور صبح و شام تین تین مرتبہ۔ فرمانِ نبوی ہے کہ ''جو شخص یہ سورتیں صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھے گا تو یہ اسے دنیا کی ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی۔''(۱) یہ تینوں سورتیں بمعہ ترجمہ حسب ذیل ہیں:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿1﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿2﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ﴿3﴾ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿4﴾ ﴾

[سورة الاخلاص] ''آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔''

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿1﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿2﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿3﴾ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴿4﴾ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿5﴾ ﴾ [سورة الفلق] ''آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔ اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے بھی۔ اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔''

---

(۱) [حسن صحيح : صحيح الترغيب (٦٤٩) ابو داود (٥٠٨٢) كتاب الادب : باب ما يقول اذا اصبح]

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَٰهِ النَّاسِ ۝ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾ [سورة الناس] ''آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں' لوگوں کے مالک کی (اور) لوگوں کے معبود کی (پناہ میں)' وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے' جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے' (خواہ) وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔''

5 ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ذریعے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو اس نے پیدا کی۔''

یہ دعا بھی زیادہ سے زیادہ پڑھتے رہنا چاہیے بطور خاص صبح وشام، اسی طرح کسی بھی مقام پر پہنچ کر۔ چنانچہ فرمانِ نبوی کے مطابق جو شخص بھی کسی مقام پر اتر کر یہ دعا پڑھتا ہے ﴿لَمْ يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذٰلِكَ﴾ ''جب تک وہ اس مقام سے کوچ نہیں کرتا اسے کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچا سکتی۔''(۱)

6 ﴿بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''(میں شروع کرتا ہوں) اس اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔''

صبح وشام یہ دعا پڑھنا بھی ہر قسم کے نقصان سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ ... ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَضُرُّهُ شَيْءٌ﴾ ''جو شخص روزانہ صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھے گا اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔''(۲)

ضروری وضاحت: جادو چونکہ جنات وشیاطین کے ذریعے ہی کیا جاتا ہے اس لیے جادو سے بچاؤ کے لیے وہ تمام تدابیر بھی اختیار کرنی چاہییں جو جنات وشیاطین سے بچاؤ کی ہیں اور جنات وشیاطین سے بچاؤ کی تدابیر آئندہ باب کے تحت عنوان ''جنات سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر'' کے ذیل میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

جادو کا علاج

جادو کا علاج کرانا چاہیے

کیونکہ جادو بھی ایک بیماری ہے جیسا کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے قاضی عیاض رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے

---

(۱) [مسلم (۲۷۰۸) کتاب الذکر والدعاء: باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء]

(۲) [**حسن صحیح**: صحیح ترمذی، ترمذی (۳۳۸۸) ابو داود (۵۰۸۸) صحیح الجامع الصغیر (۵۷۴۵)]

کہ ﴿ وَالسِّحْرُ مَرَضٌ مِّنَ الْاَمْرَاض ﴾ 'جادو بھی بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے۔''(۱) اور ہر بیماری کا علاج کرانے کی اسلام نے ترغیب دلائی ہے جیسا کہ چند احادیث حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دیہاتیوں نے آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم دواء استعمال کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَهٗ شِفَاءً ﴾ ''ہاں اے اللہ کے بندو! دواء لیا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں بنائی مگر اس کی شفا بھی بنائی ہے۔''(۲)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا فَاِنَّ الَّذِیْ خَلَقَ الدَّاءَ خَلَقَ الدَّوَاءَ ﴾ ''اللہ کے بندو! دواء لیا کرو، بلاشبہ جس ذات نے بیماری پیدا کی ہے اس نے (اس کی) دواء بھی پیدا کی ہے۔''(۳)

(3) فرمان نبوی ہے کہ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ دَوَاءً ، عَلِمَهٗ مَنْ عَلِمَهٗ وَ جَهِلَهٗ مَنْ جَهِلَهٗ ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری نازل کی ہے اس کی دواء بھی نازل کی ہے، جس نے اسے جان لیا اس نے اسے جان لیا اور جو اس سے لاعلم رہا وہ جاہل ہی رہ گیا۔''(۴)

(4) ایک اور حدیث میں ہے کہ ﴿ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءٌ الدَّاءَ بَرِأَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ 'ہر بیماری کی دواء موجود ہے اور جب کسی بیماری کی صحیح دواء مل جاتی ہے تو اللہ کے حکم سے بیماری دور ہو جاتی ہے۔''(۵)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمہور علما کی رائے یہ ہے کہ مریض کو دواء لینی چاہیے۔(۶) علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علامہ مازری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات ''ہر بیماری کی دواء ہے'' خلافِ واقعہ معلوم ہوتی ہے کیونکہ بہت سے مریض ایسے ہیں جو دواء تو لیتے ہیں لیکن شفایاب نہیں ہوتے۔ تو درحقیقت ایسا اس لیے نہیں ہوتا کہ اس بیماری کی دواء موجود نہیں بلکہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس بیماری کی صحیح دواء کا علم نہیں ہوتا۔(۷)

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ جادو کے مریض کو چاہیے کہ اپنا علاج کرائے کیونکہ علاج کرانا شرعی طور پر ثابت

---

(۱) [الطب النبوی لابن القیم (ص: ۱۲٤)]

(۲) [**صحیح**: الصحیحۃ (٤۳۳) صحیح ترمذی، ترمذی (۲۰۳۸) ابن ماجہ (٤٦۳٦)]

(۳) [**صحیح**: غایۃ المرام (۲۹۲) تخریج مشکلۃ الفقر (٥٤) صحیح الجامع الصغیر (۱۷٥٤)]

(٤) [**صحیح**: السلسلۃ الصحیحۃ (۱٦٥۰) مستدرك حاکم (٤۰۱/٤)]

(٥) [مسلم (۲۲۰٤) کتاب السلام: باب لکل داء دواء واستحباب التداوی]

(٦) [تفسیر القرطبی (۱۳۹/۱۰)] (۷) [حاشیۃ صحیح مسلم (تحت الحدیث: ۲۲۰٤)]

ہی نہیں بلکہ اس کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

جادو کا علاج جادو کے ذریعے کرانا جائز نہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ: هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾ ''نبی کریم ﷺ سے نشرہ (یعنی جادو کے ذریعے جادو کا علاج کرنے) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا' یہ شیطانی کام ہے۔''(1)

نشرہ سحر زدہ شخص سے جادو کو دور کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کی ایک قسم تو وہ ہے جو اہل جاہلیت میں مروج تھی اور وہ یہ ہے کہ جادو کے ذریعے ہی جادو کا علاج کرنا' یہ قطعاً ناجائز ہے۔ علاوہ ازیں مسنون اذکار' دعاؤں اور شرک سے پاک کلام کے ذریعے جادو کا علاج کرنا درست ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن میسب رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ ﴿ رَجُلٌ بِهِ طِبٌّ أَوْ يُؤَخَّذُ عَنِ امْرَأَتِهِ أَيُحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنَشَّرُ؟ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ' إِنَّمَا يُرِيْدُوْنَ بِهِ الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ ﴾ ''اگر کسی پر جادو ہو جائے یا کوئی ایسا عمل ہو جائے جس کی وجہ سے اسے اس کی بیوی کے پاس جانے سے روک دیا جائے تو اس کا دفعیہ کرنا یا اسے زائل کرنے کے لیے کلام استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں (بشرطیکہ وہ کلام شرک پر مشتمل نہ ہو) کیونکہ اس سے پڑھنے والے کا مقصود اصلاح ہے' جو چیز نفع رساں ہو اس کے استعمال میں کوئی ممانعت نہیں۔''(2)

(ابن قیم رحمہ اللہ) سحر زدہ شخص سے جادو ختم کرنے کو ''نشرہ'' کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم یہ ہے کہ جادو کو جادو کے ذریعے ہی ختم کیا جائے۔ یہ ناجائز اور شیطانی عمل ہے... دوسری صورت یہ ہے کہ دم' تعوذات' ادویات اور مباح دعاؤں کے ذریعے اس کا علاج کیا جائے۔ یہ عمل بلا تردد جائز ہے۔(3)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) جادو کا جو علاج جادوگر کرتے ہیں' یعنی کوئی جانور ذبح کر کے یا کسی اور طریقے سے جن کا تقرب حاصل کرتے ہیں تو یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ شیطانی عمل بلکہ شرک اکبر میں سے ہے' اس لیے اس سے بچنا واجب ہے۔ اسی طرح کاہنوں اور غیب کی باتیں بتانے والوں سے سوال کرنا اور ان کے بتائے ہوئے طریقے سے اس کا علاج کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے' نیز یہ جھوٹے اور فاجر ہوتے

---

(1) [صحیح: هداية الرواة (٢٧٩/٤) ابو داود (٣٨٦٨) كتاب الطب: باب النشرة' مستدرك حاكم (٤١٨/٤) امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

(2) [بخاري تعليقا (قبل الحديث / ٥٧٦٥) كتاب الطب: باب هل يستخرج السحر]

(3) [زاد المعاد (١٢٤/٤) كتاب التوحيد للإمام محمد بن عبد الوهاب' باب ما جاء في النشرة]

ہیں۔ یہ علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور نبی ﷺ نے ان کے پاس جانے اور ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا ہے۔(۱)

(شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ) جادو کا علاج صرف رحمانی علاج ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے کلام کے ذریعے ہوتا ہے اور جادو کے علاج کے لیے جادوگروں کے پاس آنا یا جادو کا توڑ جادو کے ذریعے ہی کرانا جائز نہیں۔(۲)

(شیخ سلیمان بن محمد اللھیمید) جادو کے علاج کا حرام طریقہ یہ ہے کہ جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے پاس جا کر جادو کے ذریعے جادو کا علاج کرایا جائے۔(۳)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) جادو کا علاج جادو کے ذریعے جائز نہیں بلکہ جادو کا علاج دم، تلاوتِ قرآن، مسنون اذکار وادعیہ اور اللہ تعالیٰ سے شفاء مانگنے کے ذریعے کرنا چاہیے۔(٤)

معالج اہل علم اور تجربہ کار لوگوں میں سے ہو

کیونکہ دیگر امراض کی طرح جادو کے مرض کا علاج بھی وہی کر سکتا ہے جو اس کا تجربہ رکھتا ہو اور شرعی طور پر اس کے علاج سے مکمل طور پر واقف ہو۔ سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی یہ وضاحت فرمائی ہے کہ شرعی طریقے کے مطابق جادو کو اتارنا صرف اہل علم، صاحبِ بصیرت اور ماہر تجربہ کار لوگوں کا ہی کام ہے۔(٥) لہٰذا جادو کے علاج کے لیے کسی متقی و پرہیزگار اور ماہر معالج کو ہی تلاش کرنا چاہیے۔

معالج کے لیے ضروری ہدایات

اگرچہ دورِ حاضر میں شرعی طریقے کے مطابق جادو جنات کا علاج کرنے والے ماہرین کی اشد ضرورت ہے کیونکہ نام نہاد عامل، نجومی اور کاہن قسم کے لوگ اس سلسلے میں نہ صرف جاہل عوام کو گمراہ کر رہے ہیں بلکہ ان سے بھاری رقوم وصول کر کے انہیں لوٹ بھی رہے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جادو جنات کے مریض کا علاج کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں کیونکہ ایسا کرنے والا خود بھی بعض اوقات بہت سے مسائل کا شکار ہو سکتا ہے مثلاً سب سے بڑا مسئلہ اسے یہ پیش آ سکتا ہے کہ اگر وہ روحانی طور پر کمزور ہے تو جن اس کا سب سے بڑا دشمن بن جائے گا اور اسے تنگ کرنے کی کوشش کرے گا۔ دوسرے یہ کہ اس کے پاس خواتین کی آمد و رفت بھی اکثر رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ فتنے میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا روحانی معالج کے لیے اہل علم نے چند ضروری ہدایات تجویز کی ہیں، جن پر عمل کرنے سے وہ ایسی مشکلات اور ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ ان ہدایات کا مختصر بیان حسب ذیل ہے:

(۱) [جادو ٹونے کا علاج (اردو ترجمہ "رسالة في حكم السحر والكهانة") (ص : ۲۵)]
(۲) [شرح العقيدة الطحاوية لابن جبرين (۱۹۳/٤)] (۳) [شرح كتاب التوحيد (ص : ۱۹۲)]
(٤) [فتاوى اللجنة الدائمة (٥٦٠/۱)] (٥) [التعليق المفيد (ص : ١٥٤)]

- اولاً معالج اپنا عقیدہ درست کرے اور قول و فعل میں ہمیشہ توحید کو اپنائے رکھے۔
- پختہ طور پر یہ اعتقاد رکھے کہ ہر قسم کی بیماری اور اس کی شفا صرف اللہ کی طرف سے ہے، اس کی مرضی کے بغیر نہ کوئی بیمار کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی شفا دے سکتا ہے۔
- اس بات پر کامل یقین رکھے کہ قرآنی آیات اور مسنون اذکار و وظائف میں ہر قسم کا جسمانی و روحانی موجود علاج ہے اور یہ علاج جنات و شیاطین کو بھگانے میں بھی تاثیر رکھتا ہے۔
- ریاکاری اور شہرت طلبی کے لیے نہیں بلکہ محض لوگوں کی خدمت اور ایک دینی ضرورت سمجھتے ہوئے یہ کام اپنائے۔
- ہمہ وقت اللہ کی یاد اپنے دل میں رکھے اور زبان کو ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رکھے۔
- صبح و شام کے مسنون اذکار اور مختلف اوقات کی نبوی دعاؤں میں ہرگز سستی نہ کرے۔
- اپنی ذاتی زندگی تقویٰ و پرہیز گاری کا عملی نمونہ بنائے اور ہر قسم کے گناہ سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔
- ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرے۔
- معالج کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ (اطاعت و عبادت، ذکر و اذکار اور یادِ الٰہی کے ذریعے) جتنا اللہ کے قریب ہوتا جائے گا اتنا ہی شیطان سے دور ہوتا جائے گا اور اتنی ہی زیادہ اسے شیطان کے خلاف قوت ملتی جائے گی لیکن اگر وہ اپنے نفس پر ہی کنٹرول نہ کر سکے اور اپنے اوپر مقرر کردہ شیطان کو ہی قابو میں نہ کر سکے تو دوسرے انسانوں کے جنات اور شیاطین کو ہرگز قابو میں نہیں لا سکے گا۔
- علاج کے دوران مریض کو بھی مسنون اذکار و وظائف پڑھنے کی تلقین کرے اور اس سلسلے میں مریض کی استطاعت کو بھی پیش نظر رکھے یعنی جتنے اذکار بآسانی مریض پڑھ سکتا ہے اتنے ہی اسے بتائے، اس پر اتنا بوجھ نہ ڈالے کہ وہ وظائف کی پابندی ہی نہ کر سکے۔
- ہر مریض کو نیک بننے، عقیدہ توحید اپنانے، شرک سے بچنے اور نماز، روزہ وغیرہ جیسی تمام عبادات کی پابندی کرنے کی تلقین کرے۔
- دورانِ علاج اگر مریض کا کوئی عیب ظاہر ہو تو اس کی پردہ پوشی کرے۔
- مریض کو تسلی دے اور اسے مایوس ہونے سے روکے۔
- علاج معالجے کا کام شروع کرنے سے پہلے شادی کرالے۔
- عورتوں کا علاج کرنے سے پہلے انہیں پردہ کرائے اور ان کے محرم رشتہ داروں کی موجودگی میں ہی ان کا علاج کرے۔
- اگر اپنے نفس پر قابو پانے کی طاقت نہ ہو تو پھر مردوں کا ہی علاج کرے۔

- معالج پر یہ بھی لازم ہے کہ علاج معالجہ سے پہلے جنات وشیاطین کے متعلق مکمل دینی معلومات حاصل کرے۔ ان سے بچاؤ، حفاظتی تدابیر اور ان کے علاج کے شرعی طریقے سیکھے اور پھر پابندی سے ان پر عمل کرے۔

مریض کے لیے ضروری ہدایات

اہل علم کا کہنا ہے کہ معالج کے ساتھ ساتھ مریض میں بھی چند صفات ایسی ہونی چاہیے جن کی بدولت وہ گمراہ ہونے سے بچ جائے اور شرعی طریقے کے مطابق اپنا علاج کرا سکے۔ اس حوالے سے چند اُمور پیش خدمت ہیں:

- اولاً مریض کو پختہ طور پر یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ بیماری سے شفا صرف اسی وقت نصیب ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوتی ہے کیونکہ شفا دینے والی حقیقی ذات اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ اس لیے وہ شب وروز اللہ تعالیٰ سے ہی شفا طلب کرے۔
- جادو' جنات کو بھگانے والے مسنون اذکار و وظائف کی پابندی کرے۔
- اپنے بدن سے لے کر گھر، دفتر اور دکان تک ہر جگہ کو خلافِ شرع اشیا سے پاک رکھے۔
- علاج کرانے کے لیے کسی نیک، متقی اور پرہیزگار معالج کو تلاش کرے، جو نماز روزہ اور دیگر عبادات کا پابند ہو اور مسنون اذکار و وظائف کے ذریعے ہی دم کرے۔ اگر کوئی معالج بے نماز یا شرعی حدود کو تجاوز کرنے والا ہو یا خلافِ شرع اُمور انجام دینے والا ہو (جیسے بے پردہ عورتوں سے اختلاط، گالی گلوچ، موسیقی سننا، اللہ کے نافرمانوں سے دوستی وغیرہ) یا پراَسرار کام کرتا ہو (مثلاً پتلوں میں سوئیاں مارنا، کسی کیل وغیرہ پر دم کر کے گھر میں لگانے کا بتانا یا کوئی کپڑا طلب کرنا وغیرہ) تو ایسے معالج کے پاس نہیں جانا چاہیے۔
- اگر علاج کے باوجود شفا نہ مل رہی ہو تو صبر سے کام لے کیونکہ صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں اور انہیں بے حساب اجر عطا فرماتے ہیں۔[1] اور یہ بھی ذہن نشین رکھے کہ بیماری کی حالت میں گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور اجر وثواب بھی ملتا ہے۔ نیز اللہ کی رحمت سے مایوس ہرگز نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا والتجاء اور شرعی طریقہ علاج کو جاری رکھے۔

اگر کوئی ماہر اور متقی معالج نہ ملے؟

اگر تلاش کے باوجود کوئی پرہیزگار اور ماہر معالج نہ مل سکے تو مریض کو چاہیے کہ وہ کسی جادوگر، کاہن یا نام نہاد عامل کے پاس جا کر کفر وشرک میں مبتلا ہونے کے بجائے صبر سے کام لے، اسی میں خیر اور اجر وثواب ہے۔ جیسا کہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا' میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا' کیوں نہیں ضرور۔

---

(۱) [آل عمران : آیت ۱٤٦]، [الزمر : آیت ۱۰]

انہوں نے کہا یہ سیاہ رنگ کی عورت جو نبی ﷺ کے پاس آئی ہے اور اس نے کہا' اے اللہ کے رسول! مجھ پر مرگی کا حملہ ہوتا ہے اور میرے کپڑے جسم سے دور ہو جاتے ہیں' آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ﴿ إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكَ ﴾ ''اگر تو چاہے تو (اس بیماری پر) صبر کر اور تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری عافیت کی دعا مانگتا ہوں۔'' اس نے جواب میں کہا' میں صبر کرتی ہوں۔ اس نے مزید کہا کہ میرے کپڑے اتر جاتے ہیں' دعا کیجئے کہ میرے کپڑے نہ اتریں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمادی۔''(۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی توضیح کے مطابق اس عورت کا نام اُم زفر تھا اور اسے دورہ پڑنے کا سبب جن کا حملہ تھا۔(۲) امام ابن عبد البر(۳) اور امام ابن اثیر(٤) رحمہما اللہ نے بھی اُم زفر کے حالاتِ زندگی بیان کرتے ہوئے نقل فرمایا ہے کہ یہی وہ عورت تھی جس پر جن حملہ آور ہوتا تھا۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اس سیاہ رنگ کی عورت کا مرگی کا دورہ خبیث ارواح کی وجہ سے ہو۔(۵)

معلوم ہوا کہ جن زدہ عورت نے معالج اعظم نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں علاج پر صبر کو ترجیح دے کر جنت پانے کی کوشش کی تو آج بھی ہمیں ہر تکلیف و آزمائش میں کسی قسم کے گناہ میں مبتلا ہونے کے بجائے صبر کا دامن ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے۔ یقیناً معالج نہ ملنے کی صورت میں صبر کرنے والا جنت کا مستحق ٹھہرے گا (ان شاء اللہ)۔ لیکن یہاں یہ بھی یاد رہے کہ جتنا کام مریض خود کر سکتا ہے اسے اتنا ضرور کرنا چاہیے یعنی وہ اذکار اور مسنون دعائیں جن سے جادو جنات سے بچا جا سکتا ہے (جیسا کہ پچھلے اَوراق میں ان کا ذکر کیا گیا ہے) مریض ان کی پابندی کرے اور جادو سے بچاؤ کی دیگر تدابیر اپنانے کی بھی بھرپور کوشش کرے۔

جادو کی علامات

جادو کے علاج سے پہلے جادو کی تشخیص کرنا ضروری ہے کہ آیا مریض کو جادو کا اثر ہے بھی یا نہیں؟ تو اس کے لیے اہل علم نے جادو کی کچھ علامات ذکر فرمائی ہیں، جن کا مختصر بیان حسب ذیل ہے:

- اچانک عبادات سے دل اُچاٹ ہو جانا، کسی نیکی کے کام کی رغبت نہ رہنا۔
- اولاد اور والدین، بھائیوں، دوستوں، شریکوں یا میاں بیوی میں محبت کا اچانک نفرت میں بدل جانا، شکوک وشبہات کا پیدا ہو جانا، کسی دوسرے کا کوئی عذر قبول نہ کرنا، چھوٹے سے اختلاف کو پہاڑ تصور کرنا، خاوند کا

---

(۱) [بخاری (٥٦٥٢) کتاب المرضی : باب فضل من یصرع من الریح' مسلم (٢٥٧٦) احمد (٣٢٤٠)]

(۲) [فتح الباری (١١٥/١٠)]

(۳) [الاستیعاب فی معرفة الاصحاب (٤٥٣/٤)]

(٤) [اسد الغابة فی معرفة الصحابة (٣٣٣/٦)]

(٥) [زاد المعاد فی هدی خیر العباد (١٨١/٣)]

بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو بدصورت دکھائی دینا، جہاں ایک ساتھی بیٹھا ہو اس جگہ کو ناپسند کرنا۔

- شوہر یا بیوی میں ہم بستری کی خواہش ختم ہو جانا۔
- اچانک بیوی سے محبت کا حد سے بڑھ جانا، اس کے بغیر بے صبری اور اس کی اندھی فرمانبرداری شروع کر دینا۔
- کسی خاص جگہ پر بے چینی، خوف یا گھبراہٹ محسوس ہونے لگنا اور وہاں سے کہیں اور جانے پر اطمینان محسوس ہونا۔
- ہمیشہ سستی و کاہلی میں مبتلا رہنا، خلوت پسندی اور خاموشی کو ترجیح دینا اور محفلوں سے ہمیشہ دور رہنا۔
- جسم میں کسی جگہ ہمیشہ درد رہنا لیکن طبی معائنے کے باوجود اس کا کوئی سبب سمجھ نہ آنا۔
- سوتے جاگتے ڈراؤنی آوازیں سنائی دینا، خوفناک خواب، کثرتِ وساوس اور شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جانا۔

⇐ یہاں یہ یاد رہے کہ یہ علامات اغلباً جادو کے مریض میں ہی پائی جاتی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان علامات والا مریض سو فیصد جادو زدہ ہی ہو کیونکہ علامات کی حیثیت محض قرائن یا اشاروں کی ہوتی ہے جو کسی بھی چیز تک پہنچنے کا صرف ایک ذریعہ ہوتے ہیں۔ نیز بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جادو زدہ شخص میں جن زدہ کی علامات پائی جاتی ہیں اور بعض اوقات جن زدہ میں جادو زدہ کی، اس لیے معالج کو چاہیے کہ جن زدہ کی علامات بھی پیش نظر رکھے (جن کا بیان آئندہ عنوان ''جنات اور آسیب زدگی کا علاج'' کے تحت آئے گا)۔

جادو کے علاج کے مختلف طریقے

اولاً یہ واضح رہے کہ اگر انسان جادو سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر پر عمل کرتا رہے اور روزمرہ مسنون اذکار و وظائف کی پابندی کرے تو بالعموم جادو جنات کے حملوں سے محفوظ ہی رہتا ہے لیکن اگر کبھی ان تدابیر میں کوتاہی کے باعث جادو کا حملہ ہو جائے تو اس کے علاج کے مختلف طریقے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

❶ جادو کی تلاش اور اس کا اتلاف

جادو کا سب سے بڑا نفع بخش علاج یہ ہے کہ جادو زمین یا پہاڑ وغیرہ پر جہاں کہیں بھی چھپایا گیا ہو، اس کا پتہ لگایا جائے، اگر وہ مل جائے تو اسے ضائع کر دیا جائے تو جادو ختم ہو جائے گا۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے یہی فرمایا ہے۔(۱)

نبی کریم ﷺ پر بھی جب جادو ہوا تھا تو آپ مسلسل اس وقت تک اس کی تکلیف میں مبتلا رہے تھے جب تک جادو کو زروان کے کنوئیں سے نکال کر ضائع نہیں کر دیا گیا۔ آپ ﷺ جادوئی اشیاء (جن میں گرہیں لگی ہوئی تھیں) پر معوذتین سورتوں (الفلق، الناس) کی ایک ایک آیت پڑھ کر پھونکتے اور گرہ کھلتی جاتی اور جیسے گرہ کھلتی آپ کو اپنی طبیعت میں بھی خفت اور فرق محسوس ہوتا۔ جادوئی اثر سے آزاد ہونے کے بعد آپ ﷺ نے ان جادوئی اشیاء کو زمین میں دفن کرا دیا۔(۲)

---

(۱) [جادو ٹونے کا علاج (ص: ۲٤)]

(۲) [دیکھئے: بخاری (۵۷٦۳) کتاب الطب: باب السحر، الصحیحة (۲۷٦۱) طبرانی کبیر (۵/۲۰۱)]

لہٰذا اگر جادو کی جگہ کا علم ہو جائے تو ان اشیاء پر سورۃ الفلق، سورۃ الناس، سورۃ الفاتحہ، آیت الکرسی اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھ کر پھونکنا چاہیے اور پھر انہیں کہیں دور جا کر دفنا دینا چاہیے یا جلا دینا چاہیے یا پھر پانی میں بہا دینا چاہیے۔ اور اگر یہ سورتیں یاد نہ ہوں تو پھر صرف تعوذ پڑھ کر ہی ان اشیاء کو تلف کر دینا چاہیے۔

⇦ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جادو کی جگہ کے متعلق نبی کریم ﷺ کو تو بذریعہ وحی بتا دیا گیا تھا، آج چونکہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے تو پھر جادو کی جگہ کا کیسے پتہ چل سکتا ہے؟ اہل علم نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ آج بھی دو طریقوں سے جادو کی جگہ کا پتہ چل سکتا ہے:

1- ایک یہ کہ اگر جادو کے مریض میں جن موجود ہو اور شرعی دم کے ذریعے اسے حاضر کر کے اس سے جادو کی جگہ دریافت کی جائے اور پھر وہ بتا دے کہ جادو فلاں جگہ چھپایا ہوا ہے۔

2- دوسرے یہ کہ مریض کو الہام یا خواب کے ذریعے جادو کی جگہ بتا دی جائے، یا اسے گمانِ غالب کے ذریعے اس جگہ کا پتہ چل جائے، یا اسے جس جگہ پر جانے سے زیادہ تکلیف محسوس ہو وہاں جادو تلاش کر لیا جائے۔

بالفاظِ دیگر جادو کی جگہ کا آج بھی پتہ چل سکتا ہے بشرطیکہ معالج اور مریض مخلص اور شریعت کے پابند ہوں۔

❷ دَم درود

جادو کے علاج کا دوسرا اہم اور مفید طریقہ یہ ہے کہ شرعی دم کے ذریعے جادو ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ حافظ ابن قیم ؒ نے بھی اس طریقہ علاج کو بہترین قرار دیا ہے۔[1] جبکہ شیخ ابن باز ؒ کے مطابق (جادو سے بچاؤ کے حوالے سے پیچھے ذکر کردہ دعائیں اور اذکار) جادو واقع ہو جانے کے بعد اس کے ازالے کے لیے بھی اہم ہتھیار ہیں البتہ یہ کثرت اور تضرع کے ساتھ پڑھے جائیں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ضرر اور پریشانی کو دور کر دے۔[2] شیخ ابن عثیمین ؒ فرماتے ہیں کہ جادو یا دوسرے امراض میں مبتلا شخص پر قرآنی آیات یا مسنون دعاؤں کے ذریعے دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ آپ اپنے صحابہ پر دم کیا کرتے تھے۔[3] شیخ سعید بن علی بن وہب قحطانی فرماتے ہیں کہ جب جادو کی جگہ کا علم نہ ہو سکے تو پھر باقی یہی چیز رہ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے التجاء کی جائے، قرآن کریم اور مسنون دعاؤں کے ساتھ دم کیا جائے۔[4] چند مفید اور اہم دم' جن کے ذریعے جادو کا علاج کرنا چاہیے' حسب ذیل ہیں:

○ سورۃ الفاتحہ:

حضرت خارجہ بن صلت رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے بعد

---

(۱) [الطب النبوی لابن القیم (ص: ۲۹۹)]

(۲) [جادو ٹونے کا علاج (اردو ترجمہ "رسالہ فی حکم السحر والکہانۃ") (ص: ۲۰-۲۱)]

(۳) [مجموع فتاوی ابن عثیمین (۱۳۹/۱)]

(۴) [فقہ الدعوۃ فی صحیح الامام البخاری (۸۳/۴)]

عرب کے ایک محلے میں پہنچے۔ اس محلے کے لوگوں نے کہا، ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم اس شخص (یعنی محمد ﷺ) سے خیر و برکت کے ساتھ آئے ہو، کیا تمہارے پاس کوئی دواء یا دم ہے کیونکہ ہمارے پاس ایک آسیب زدہ شخص زنجیروں کے ساتھ جکڑا ہوا ہے؟ ہم نے کہا ہاں ہے۔ چنانچہ وہ اس شخص کو لے کر آئے جو زنجیروں کے ساتھ جکڑا ہوا تھا۔ (خارجہ کے چچا کہتے ہیں کہ) ﴿ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَ عَشِيَّةً أَجْمَعُ بُزَاقِي ثُمَّ أَتْفُلُ قَالَ : فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ ﴾ ''میں نے تین دن اس پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا، میں اپنے تھوک کو اکٹھا کر کے اس پر تھوکتا رہا گویا کہ وہ پہلے بندھا ہوا تھا جس سے اس کو آزادی حاصل ہوگئی۔''

ان لوگوں نے مجھے مزدوری دی۔ میں نے (لینے سے) انکار کر دیا جب تک کہ میں نبی ﷺ سے دریافت نہ کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تو اسے اپنے مصرف میں لا، مجھے اپنی زندگی کی قسم! کچھ وہ لوگ ہیں جو غلط دم کر کے کھاتے ہیں لیکن تو نے صحیح دم کر کے کھایا ہے۔ (۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جادو کے مریض کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا مفید ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود اس کی تصدیق فرمائی ہے۔

⇦ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بذریعہ قرآن دم کر کے اجرت بھی لی جا سکتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں اسی حوالے سے نبی کریم ﷺ کے یہ الفاظ بھی مذکور ہیں کہ ﴿ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ ﴾ ''اُجرت کی مستحق اشیا میں سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب ہے۔'' (۲) لیکن اس جواز کا مطلب یہ بھی نہیں کہ غریب عوام کو لوٹنا شروع کر دیا جائے اور ان کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے بھاری رقوم وصول کرنی شروع کر دی جائیں۔ اعتدال کو ملحوظ رکھنا بہر صورت ضروری ہے۔

○ سورة الفلق ، سورة الناس:

جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ہونے والے جادو کے اثر کو زائل کرنے کے لئے معوذتین سورتیں نازل کی گئیں۔ چنانچہ اس میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ ﴾ ''پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام معوذتین سورتیں لے کر آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے (اور آپ سے کہا کہ فلاں یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے)۔'' پھر آپ ﷺ ان سورتوں کی ایک ایک آیت پڑھ کر پھونکتے جاتے اور جادو کی گرہ کھلتی جاتی اور یوں تمام گرہیں کھل گئیں اور آپ سے جادو کا اثر ختم ہو گیا۔ (۳)

---

(۱) [صحیح : صحیح ابو داود ، ابو داود (۳۹۰۱) کتاب الطب : باب کیف الرقی ، مشکاة (۲۹۸۶)]

(۲) [بخاری (۵۷۳۷ ، ۲۲۷۶) کتاب الطب : باب الشرط فی الرقیة بقطیع من الغنم ' مسلم (۲۲۰۱)]

(۳) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۲۷۶۱) طبرانی کبیر (۲۰۱/۵) حاکم (۳۶۰/۴)]

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "جادو کو ختم کرنے میں معوذتین سورتیں بہت گہرا اثر رکھتی ہیں۔ لہٰذا جو کوئی بھی شب و روز ہمیشہ ان کی تلاوت کرتا رہے گا اسے جادو نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اگر سحر زدہ شخص انہیں پڑھے گا تو ان شاء اللہ اس سے جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔"(۱)

○ جبرئیل علیہ السلام کا دم:

یعنی وہ دم جس کے ذریعے حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دم کیا کرتے تھے اور وہ یہ ہے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ﴾ "اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے اور ہر نفس یا ہر حاسد کی نظر کی برائی سے دم کرتا ہوں، اللہ آپ کو شفا عطا فرمائے، اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں۔"(۲)

○ ہر بیماری سے شفا کا دم:

یعنی وہ دم جس کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بیمار ہونے والے اپنے ساتھی کو دم کیا کرتے تھے اور وہ یہ ہے:

﴿أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا﴾ "اے لوگوں کے پروردگار! بیماری کو دور کر دے، شفا عطا فرما، تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے، ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔"(۳)

○ مزید چند دم:

-1 آیت الکرسی۔

﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾

-2 سورۃ الاخلاص۔

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ اللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿٤﴾﴾

-3 سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 1 تا 5۔

﴿الٓمٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَ

---

(۱) [الدين الخالص (۲/۳۲۰)]

(۲) [مسلم (۲۱۸۶) کتاب السلام : باب الطب والمرض والرقی ' ترمذی (۹۷۲) ابن ماجة (۳۵۲۳)]

(۳) [مسلم (۲۱۹۱) کتاب السلام : باب استحباب رقية المريض ' بخاری (۵۷۴۳) کتاب الطب]

يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿3﴾ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿4﴾ اُولٰٓىِٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿5﴾﴾

4- سورہ بقرہ کی آیت نمبر 102۔

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۫ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿102﴾﴾

5- سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 163 تا 164۔

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿163﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿164﴾﴾

6- سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 284 تا 286۔

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿284﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿285﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَ اعْفُ عَنَّا ۫ وَ اغْفِرْ لَنَا ۫ وَ ارْحَمْنَا ۫ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿286﴾﴾

7- سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 18 تا 19۔

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿18﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿19﴾﴾

8- سورۂ اعراف کی آیت نمبر 54 تا 56۔

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿54﴾ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿55﴾ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

9- سورۂ اعراف کی آیت نمبر 117 تا 122۔

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿117﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿118﴾ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانقَلَبُوا صَاغِرِينَ ﴿119﴾ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ﴿120﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿121﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿122﴾﴾

10- سورۂ یونس کی آیت نمبر 81 تا 82۔

﴿فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿81﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿82﴾﴾

11- سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 69۔

﴿وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ﴾

12- سورۂ مومنون کی آخری 4 آیات۔

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿115﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿116﴾ وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿117﴾ وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿118﴾﴾

13- سورۃ الصافات کی آیت نمبر 1 تا 10۔

﴿وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ﴿1﴾ فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا ﴿2﴾ فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا ﴿3﴾ إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿4﴾ رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿5﴾ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ﴿6﴾ وَحِفْظًا مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ﴿7﴾ لَّا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ ﴿8﴾ دُحُورًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ﴿9﴾ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿10﴾﴾

14 سورۂ احقاف کی آیت نمبر 29 تا 32۔

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ﴿29﴾ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿30﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿31﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿32﴾ ﴾

15- سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر 33 تا 36۔

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿33﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿34﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿35﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿36﴾ ﴾

16- سورۃ الحشر کی آیت نمبر 21 تا 24۔

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿21﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿22﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿23﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿24﴾ ﴾

17- سورۃ الجن کی آیت نمبر 1 تا 9۔

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿1﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿2﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿3﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَي اللّٰهِ شَطَطًا ﴿4﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ﴿5﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴿6﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿7﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاۗءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿8﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿9﴾ ﴾

○ ایک ضروری وضاحت:

اوپر ذکر کردہ وظائف میں سے کچھ کے متعلق تو صریح نصوص موجود ہیں جیسا کہ پیچھے یا آئندہ ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن کچھ وظائف ایسے ہیں جن کے متعلق صریح نصوص تو موجود نہیں البتہ وہ عمومی دلائل کے تحت آ جاتے ہیں۔ اس کے چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [الاسراء:

۸۲] ''ہم جو قرآن نازل کر رہے ہیں یہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔''

اہل علم نے قرآن کے شفا ہونے کے دو مفہوم ذکر فرمائے ہیں۔ایک یہ کہ اس میں معنوی شفا ہے یعنی یہ شرک ،نفاق اور دیگر فسق و فجور سے شفا کا ذریعہ ہے اور دوسرے یہ کہ قرآن معنوی اور حسّی دونوں طرح شفا کا ذریعہ ہے یعنی جہاں اس پر عمل سے دلوں کا زنگ ، کینہ، حسد اور شرک کی آلائش کا خاتمہ ہوتا ہے وہاں اس کے ساتھ دم کرنے سے جسمانی اَمراض بھی دور ہوتے ہیں۔امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نفس جس بات پر مطمئن ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کریم قلبی امراض کے ساتھ ساتھ جسمانی امراض سے بھی شفا کا موجب ہے۔ (۱) معلوم ہوا کہ مکمل قرآن شفا ہے۔لہٰذا اگر قرآن کی کسی بھی آیت یا سورت کے ذریعے دم کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مزید اس موقف کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

(2) ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو وہ کسی عورت کا علاج معالجہ کر رہی تھیں یا اسے دم درود کر رہی تھیں۔آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا ﴿ عَالِجِيهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ ﴾ ''کتاب اللہ یعنی قرآن کریم کے ساتھ اس کا علاج کرو۔''(۲)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ دم کیا جا سکتا ہے۔(۳)

(3) امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہ عنوان ((بَابُ الرُّقَى بِالْقُرْآنِ)) قائم کر کے بھی اسی جانب اشارہ فرمایا ہے۔(٤)

(4) یہاں اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہر آیت یا سورت کے ساتھ دم کرنے کے لیے خاص دلیل کا ہونا ضروری ہے کہ نبی ﷺ نے فلاں بیماری کے لیے فلاں آیت یا سورت پڑھ کے دم کیا وغیرہ۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ دم کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ایک عام قاعدہ ذکر فرما دیا ہے،اگر اسے ذہن نشین رکھا جائے تو یہ مسئلہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ! ہم دورِ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے،آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿اَعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقْيَةِ مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكًا﴾ ''مجھ پر اپنے دم پیش کرو اور کوئی بھی دم درست ہے جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو۔''(٥)

---

(۱) [تفسیر قرطبی (تحت سورۃ الاسراء : آیت ۸۲)]

(۲) [صحیح : السلسلة الصحيحة (۱۹۳۱) ابن حبان (۱٤۱۹)]

(۳) [السلسلة الصحيحة (تحت الحديث : ۱۹۳۱)، (٤/٤۳۰)]

(٤) [بخاری : كتاب الطب (قبل الحديث : ٥۷۳٥)]

(٥) [مسلم (۲۲۰) كتاب السلام : باب لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك]

معلوم ہوا کہ قرآن وسنت کے علاوہ دورِ جاہلیت کا دم بھی کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں شرک نہ پایا جائے۔ لہٰذا قرآنی آیات کے ساتھ دم کرنا تو بالاولیٰ جائز و درست ہے۔

دم سے متعلق بعض اہم اُمور:

اہل علم نے دم کے حوالے سے چند ضروری باتیں بیان فرمائی ہیں، بالاختصار ان کا بیان حسب ذیل ہے:

- دم اللہ تعالیٰ کے کلام، اسماء یا صفات پر مشتمل ہونا چاہیے۔
- دم عربی میں ہو یا ایسا ہو جس کا معنی و مفہوم سمجھ میں آ سکتا ہو۔
- یہ اعتقاد نہ ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر دم بذاتِ خود فائدہ پہنچا سکتا ہے، کیونکہ اگر یہ اعتقاد ہوگا تو یہ شرک ہے، لہٰذا عقیدہ یہ رکھنا چاہیے کہ دم محض شفا کا ایک سبب ہے۔
- دم کرنے والا جادوگر یا کاہن نہ ہو۔
- دم قبرستان یا بیت الخلاء وغیرہ میں نہ کیا جائے۔
- کسی ناپاک حالت مثلاً حالتِ حیض، حالتِ جنابت یا برہنہ حالت کو دم کے لیے خاص نہ کیا جائے۔
- دم میں کوئی حرام بات، لعنت ملامت یا گالی گلوچ وغیرہ کے الفاظ نہ ہوں۔

دم کے ساتھ پھونک مارنا:

یہاں یہ وضاحت کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دم کر کے پانی پر یا کسی شخص پر پھونک مارنے میں کوئی حرج نہیں خواہ اس میں تھوک کے کچھ ذرّات ہی کیوں نہ ہوں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں ایک عنوان ان الفاظ میں قائم کیا ہے کہ ((بَـابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ)) "یعنی دعا پڑھ کر (مریض پر یا پانی میں) پھونک مارنا اس طرح کہ منہ سے ذرا سا تھوک بھی نکلے۔"

اس عنوان کے تحت اولاً تو وہ حدیث نقل فرمائی ہے جس میں ہے کہ برا خواب شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا جو بھی ایسا خواب دیکھے ﴿ فَـلْيَـنْـفُـثْ حِينَ يَسْتَيْقِظُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ﴾ "وہ بیدار ہوتے ہی تین مرتبہ (بائیں جانب) پھونکے۔" پھر وہ روایت نقل فرمائی ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ جب بستر پر لیٹتے تھے تو سورۂ اخلاص اور معوذتین سورتیں پڑھ کر ﴿ نَفَثَ فِي كَفَّيْهِ ﴾ "اپنی دونوں ہتھیلیوں میں پھونک مارتے تھے" پھر دونوں ہاتھ اپنے سارے جسم پر مَل لیتے تھے۔ اس کے بعد تیسری وہ روایت نقل فرمائی ہے جس میں ہے کہ صحابہ سفر پر تھے اور راستے میں کسی قبیلے کے سردار کو کوئی موذی جانور کاٹ گیا تو ایک صحابی نے اس پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اسے شفا ہوگئی، اس میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿ فَـجَـعَـلَ يَتْفِلُ وَ يَقْرَأُ : اَلْحَمْدُ ... ﴾ "وہ صحابی (زخم پر) تھوکتے جاتے اور سورۂ فاتحہ پڑھتے جاتے۔"(۱)

---

(۱) [بخاری (۵۷۴۷)، (۵۷۴۸)، (۵۷۴۹) کتاب الطب : باب النفث فی الرقیة]

نفث پھونک کو کہتے ہیں جس میں تھوک تو نہ ہو[1] لیکن بلا قصد تھوک کے ذرات شامل ہو جائیں تو ان کا کوئی اعتبار نہیں[2] جبکہ تفل ایسی پھونک کو کہتے ہیں جس میں تھوک بھی شامل ہو۔[3] واضح رہے کہ نفث (پھونک) تفل (تھوک) سے کم تر ہے اور جب دم کے ساتھ تھوکنا جائز ہے تو پھونک مارنا بالاولیٰ جائز ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔[4] علامہ عینی رحمہ اللہ شرح بخاری میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ''پیچھے یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ نفث (پھونکنا) تفل (تھوکنے) سے کم تر ہے، تو جب (دم کر کے) تھوکنا جائز ہے تو پھونکنا بالاولیٰ جائز ہے۔''[5]

نفث کے متعلق امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دم کر کے پھونکنا بالاجماع جائز ہے اور جمہور صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔[6] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے قاضی عیاض رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ دم کر کے پھونکنے کی حکمت یہ ہے کہ تاکہ اس رطوبت یا ہوا کے ذریعے تبرک حاصل کر لیا جائے جسے ذکر نے چھوا ہے۔[7]

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ((وَ فِي النَّفْثِ وَ التَّفْلِ اسْتِعَانَةٌ ...)) ''دم کر کے پھونکنے یا تھوکنے کا مقصد یہ ہے کہ اس رطوبت، ہوا اور سانس کے ذریعے بھی مدد حاصل کر لی جائے جسے دم، ذکر اور دعا نے چھوا ہے۔ بلاشبہ دم کرنے والے کے دل اور منہ سے دم خارج ہوتا ہے اور اگر اس کے اندر سے تھوک، ہوا اور سانس جیسی کوئی چیز دم کے ساتھ مل جائے تو اس کی تاثیر مزید مکمل اور قوی ہو جاتی ہے۔''[8]

3 دم والے پانی سے مریض کو غسل کرانا

جادو کا ایک بہترین علاج یہ بھی ہے کہ اوپر ذکر کردہ تمام اذکار و وظائف پڑھ کر پانی پر دم کیا جائے اور پھر کچھ پانی مریض کو پلا دیا جائے اور باقی پانی سے اسے غسل کرایا جائے۔ جادو کا اثر ختم ہونے تک یہ عمل جاری رکھا جائے۔ سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی اس علاج کی تائید کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ جادو کا ایک بہت ہی نفع بخش علاج یہ ہے کہ جادو زدہ شخص بیری کے سات سبز پتے لے اور انہیں پتھر وغیرہ سے باریک پیس کر کسی برتن میں رکھ دے اور پھر اس میں اتنا پانی ڈالے جو اس کے غسل کے لیے کافی ہو پھر اس پر آیت الکرسی (اور اوپر ذکر کردہ تقریباً تمام وظائف) پڑھنے کے بعد کچھ پانی پی لے اور باقی سے غسل کر لے۔ ان شاء اللہ

---

(۱) [معجم لغة الفقهاء (۹۲/۲)]
(۲) [فتح الباری (۳۷۱/۱۲)]
(۳) [النهاية لابن الاثير (۵۱٤/۱)]
(٤) [فتح الباری (۲۱۰/۱۰)]
(۵) [عمدہ القاری شرح بخاری (۳۷٦/۳۱)]
(٦) [شرح مسلم للنووی (۱۸۲/۱٤)]
(۷) [فتح الباری (۱۹۷/۱۰)]
(۸) [زاد المعاد (۱٦٤/٤)]

پریشانی دور ہو جائے گی اور اگر یہ عمل کئی بار کرنا پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (۱)

4 مریض کے جسم سے جن نکالنا

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جادوگر جن بھیج دیتا ہے جو مریض کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے اور اسے تکلیف پہنچاتا رہتا ہے مثلاً مختلف قسم کے دورے پڑنا، ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہو جانا وغیرہ۔ اور اگر اس جن کو مریض کے جسم سے نکال دیا جائے تو مریض جادو سے آزاد ہو جاتا ہے۔ انسانی جسم سے جن نکالنے کی کچھ تفصیل آئندہ عنوان ''جنات اور آسیب زدگی کا علاج'' کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

5 بعض حسّی اَدویہ کا استعمال

○ عجوہ کھجور کا استعمال:

جیسا کہ پیچھے حدیث ذکر کی گئی ہے کہ ''جس نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔'' (۲)

''صبح کے وقت کھانے'' کے متعلق امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ صبح کے وقت کوئی بھی چیز کھانے سے پہلے یہ کھجوریں کھائے۔ (۳) اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی ﷺ نے عجوہ کھجور کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿ اَوَّلَ الْبُكْرَةِ عَلٰى رِيْقٍ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ سِحْرٍ اَوْ سُمٍّ ﴾ ''بغیر پانی کے نہار منہ کھجور کا استعمال ہر قسم کے جادو اور زہر سے شفا کا ذریعہ ہے۔'' (٤) نیز یہ واضح رہے کہ اہل علم کا کہنا ہے کہ عجوہ کھجور کا جادو کے علاج کے لیے مفید ہونا محض نبی کریم ﷺ کی (مدینہ کے لیے) دعائے برکت کا نتیجہ ہے، اس میں کھجور کی ذاتی کوئی خاصیت نہیں۔ (٥)

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر عجوہ کھجور نہ مل سکے تو مدینہ کی کوئی بھی کھجور کھا لینی چاہیے۔ کیونکہ ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ ﴿ مَنْ اَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ ، مِمَّا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا ، حِيْنَ يُصْبِحُ ، لَمْ يَضُرُّهُ سُمٌّ حَتّٰى يُمْسِيَ ﴾ ''جو شخص صبح کے وقت مدینہ کی (کسی بھی قسم کی) سات کھجوریں

---

(۱) [جادو ٹونے کا علاج (اردو ترجمہ "رسالہ فی حکم السحر والکھانۃ لابن باز")، (ص: ٢٤)]

(۲) [بخاری (٥٧٦٩) کتاب الطب : باب الدواء بالعجوۃ للسحر]

(۳) [شرح السنۃ للبغوی (١١/٣٢٥)]

(٤) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (٤٢٦٢) مسند احمد (٦/١٠٥) شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ [الموسوعۃ الحدیثیۃ (٢٤٧٧٩)]

(٥) [فتح الباری (١٠/٢٣٩)]

کھالے تو شام تک اسے کوئی بھی زہر تکلیف نہیں دے گا۔''(۱) اور کچھ اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر مدینہ کی کھجور میسر نہ ہو تو کوئی بھی کھجور کھائی جا سکتی ہے۔ چنانچہ شیخ عبد المحسن العباد فرماتے ہیں کہ اگرچہ حدیث میں (جادو سے بچاؤ کے لیے) عجوہ کھجور کا ذکر ہے لیکن اگر انسان کو یہ کھجور میسر نہ ہو تو کوئی بھی کھجور استعمال کر سکتا ہے کیونکہ بعض روایات میں مطلق کھجور کھانے کا بھی ذکر ہے، لہٰذا ایسا کرنے سے ان شاء اللہ فائدے کی امید کی جا سکتی ہے۔(۲)

○ کلونجی کا استعمال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ ...﴾ ''سیاہ دانوں میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفا ہے۔ ابن شہاب نے کہا کہ ''سام'' سے مراد موت ہے اور ''سیاہ دانہ'' سے مراد کلونجی ہے۔''(۳) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیاہ دانہ سے مراد کلونجی ہے، یہی بات درست اور مشہور ہے جسے جمہور نے ذکر کیا ہے۔(٤)

حضرت خالد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ہم سفر پر نکلے اور ہمارے ساتھ غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ راستے میں بیمار ہو گئے۔ پھر جب ہم مدینہ واپس آئے اس وقت بھی وہ بیمار ہی تھے۔ ابن ابی عتیق ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور ہم سے کہا کہ انہیں یہ کالے دانے (کلونجی) استعمال کراؤ، اس کے پانچ یا سات دانے لے کر پیس لو اور پھر زیتون کے تیل میں ملا کر (ناک کے) دونوں نتھنوں میں قطرہ قطرہ کر کے ٹپکاؤ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ﴾ ''یہ کالے دانے (کلونجی) ہر بیماری کے لیے شفا ہیں سوائے موت کے۔''(٥)

معلوم ہوا کہ کلونجی میں ہر بیماری کی شفا ہے اس لیے جادو کے علاج کے لیے بھی اسے استعمال کیا جا سکتا ہے کیونکہ جادو بھی ایک بیماری ہی ہے۔

○ شہد کا استعمال:

قرآن کریم میں شہد کے متعلق یہ ارشاد مذکور ہے کہ ﴿فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ [النحل : ٦٩] ''اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

---

(۱) [مسلم (۲۰٤۷) کتاب الاشربة : باب فضل تمر المدینة ، بخاری (٥٤٤٥) ابو داود (۳۸۷٦) نسائی فی السنن الکبری (٦۷۱۳) حمیدی (۷۰) بزار (۱۱۳۳) ابو یعلی (۷۱۷) ابو عوانة (٥/۳۹٦)]

(۲) [شرح سنن ابی داود (٦/۸۱)]

(۳) [بخاری (٥٦۸۸) کتاب الطب : باب الحبة السوداء ' مسلم (۲۲۱٥) ترمذی (۲۰٤۱) ابن ماجة (۳٤٤۷)]

(٤) [شرح مسلم للنووی (۷/۳۱٤)]

(٥) [بخاری (٥٦۸۷) کتاب الطب : باب الحبة السوداء ، مسلم (۲۲۱٥)]

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہد میں کئی بیماریوں کی شفاء ہے۔ طب نبوی کے موضوع پر لکھنے والے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اگر یہاں یہ کہا جاتا کہ " فِيهِ الشِّفَآءُ لِلنَّاسِ " کہ اس میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی شفاء ہے۔ تو یہ ہر بیماری کی دواء ہوتا لیکن اس کے بجائے یہاں یہ فرمایا ہے کہ ﴿فِيهِ شِفَآءٌ لِلنَّاسِ﴾ یعنی یہ تمام ٹھنڈی بیماریوں کے لیے موزوں ہے کیونکہ یہ گرم ہے اور کسی چیز کا علاج اس کی ضد سے ہی کیا جاتا ہے۔[(۱)]

بہر حال یہ تو ایک رائے ہے علاوہ ازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی شہد کے ذریعے اپنے صحابہ کا علاج کیا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی کو پیٹ کی تکلیف تھی تو آپ نے اسے شہد پینے کے لیے کہا۔ بالآخر وہ شہد پینے سے ہی تندرست ہو گیا۔[(۲)] اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ ﴿ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ : فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَ اَنْهَى اُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ ﴾ ''شفاء تین چیزوں میں ہے: سینگی کے نشتر میں۔ یا شہد کے گھونٹ میں۔ یا آگ سے داغ دینے میں۔ اور میں اپنی امت کو داغ دینے سے منع کرتا ہوں۔''[(۳)]

معلوم ہوا کہ شہد میں شفاء ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس کے ساتھ اپنے مریض صحابہ کا علاج معالجہ کیا ہے لہٰذا جادو کے مرض سے نجات کے لیے بھی شہد استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اطباء کے مطابق موسم سرما میں اسے نیم گرم دودھ میں ملا کر اور موسم گرما میں اسے پانی میں ملا کر استعمال کرنا مفید ہے۔

○ سینگی لگوانا:

سینگی لگوانے میں بھی شفا ہے جیسا کہ اوپر حدیث بیان ہوئی ہے۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ﴿ خَيْرُ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ ﴾ ''جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو ان میں بہترین سینگی لگوانا ہے۔''[(٤)]

معلوم ہوا کہ سینگی لگوانا بہترین علاج ہے، اس لیے اگر جادو کے مریض کو جسم کے کسی حصے میں مسلسل درد رہتا ہو تو کسی ماہر معالج سے اس جگہ پر سینگی (پچھنے) لگوا کر فاسد خون نکلوانا بھی شفا کا باعث ہے۔ چنانچہ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات جادو کا اثر جسم کے کسی خاص حصے تک محدود ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو جادو کی وجہ

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۳/۵۷۱)]

(۲) [بخاری (٥٦١٤) کتاب الاشربة : باب شراب الحلواء والعسل]

(۳) [بخاری (٥٦٨١) کتاب الطب : باب الشفاء فی ثلاث]

(٤) [صحیح : السلسلة الصحيحة (١٠٥٣) مستدرك حاكم (٤/٢٠٨)] امام حاکمؒ نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

سے تکلیف والے حصے پر سینگی لگوانا بہترین علاج ہے۔(۱)

علاوہ ازیں اگر کوئی سینگی لگانے والا میسر نہ ہو تو جادو کی وجہ سے تکلیف والی جگہ پر انسان خود دم بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جسم میں تکلیف کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا ہاتھ جسم کے اس حصے پر رکھو جس میں تم تکلیف محسوس کرتے ہو اور تین مرتبہ کہو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ اور سات مرتبہ یہ کلمات کہو:

﴿أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں اس چیز کے شر سے جسے میں محسوس کرتا ہوں اور جس کا مجھے اندیشہ ہے۔'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسی طرح دم کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرما دی۔(۲)

جادو سے بچاؤ یا علاج کی غرض سے تعویذ لٹکانا

(1) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ﴾ ''جس نے تعویذ لٹکایا یقیناً اس نے شرک کیا۔''(۳)

(2) ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ﴿إِنَّ الرُّقَى وَ التَّمَائِمَ وَ التِّوَلَةَ شِرْكٌ﴾ ''(شرکیہ) منتر، تعویذ اور محبت پیدا کرنے کے عملیات شرک ہیں۔''(۴)

(3) ایک اور روایت میں حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے ایک قاصد کے ذریعہ حکم بھجوایا کہ کسی اونٹ کے گلے میں تانت کا کوئی ہار نہ رہنے دیا جائے یا آپ نے فرمایا کہ جہاں کسی اونٹ کے گلے میں کسی قسم کا ہار نظر آئے اسے کاٹ دیا جائے۔(۵)

کچھ اہل علم قرآنی تعویذ کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن درج ذیل وجوہ کی بنا پر اس سے بھی بچنا ہی بہتر ہے:

- تعویذ لٹکانے کی ممانعت عمومی ہے، اس میں کسی چیز کی خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں۔
- قرآنی تعویذ کل کو غیر قرآنی تعویذ پہننے کا بھی ذریعہ بن سکتے ہیں۔

---

(۱) [الطب النبوی لابن القیم (ص : ۱۲۵)]

(۲) [مسلم (۲۲۰۲) کتاب السلام : باب استحباب وضع یده علی موضع الألم مع الدعاء، مؤطا (۱۷۵٤) ابو داود (۳۸۹۱) ترمذی (۲۰۸۰) ابن ماجه (۳۵۲۲) نسائی فی الکبری (۷۷۲٤) ابن حبان (۲۹٦٤)]

(۳) [صحیح : السلسلة الصحیحة (٤۹۲) صحیح الجامع الصغیر (٦۳۹٤) مسند احمد (۱۵٦/٤)] شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو قوی کہا ہے۔[الموسوعة الحدیثیة (۱۷٤۲۲)]

(٤) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۳۳۱) صحیح الترغیب (۳٤۵۷) ابو داود (۳۸۸۳) حاکم (۲٤۱/٤)]

(۵) [بخاری (۳۰۰۵) مسلم : کتاب اللباس، مسند احمد (۲۱٦/۵) ابو داود (۲۵۵۲)]

- بیت الخلاء (مباشرت، احتلام وجنابت اور حیض ونفاس) وغیرہ میں بھی قرآنی آیات کے تعویذ ساتھ ہی ہوں گے (جس سے یقیناً قرآن کی بے حرمتی ہوگی)۔
- قرآن سے شفا حاصل کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اسے پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے، للہذا اس عمل سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔(۱)

(ابراہیم نخعی رحمہ اللہ) بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام قرآنی اور غیر قرآنی ہر قسم کے تعویذ کو ناپسند فرماتے تھے۔(۲)

(علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ) انہوں نے نقل فرمایا ہے کہ قاضی ابوبکر العربی رحمہ اللہ جامع ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''قرآن کو (تعویذ کی صورت میں) لٹکانا سنت طریقہ نہیں، بلکہ لٹکانے کی بجائے سنت یہ ہے کہ اسے پڑھ کر نصیحت حاصل کی جائے۔(۳)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) قرآن کریم یا جائز دعاؤں کے تعویذ کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ تعویذ بھی دو وجہ سے ناجائز ہے۔ایک یہ کہ ممانعت کی احادیث میں عموم ہے جو قرآن اور غیر قرآن دونوں طرح کے تعویذ کے لیے عام ہیں۔دوسرے یہ کہ ذرائع شرک کی روم تھام (بھی ضروری ہے) کیونکہ اگر قرآنی تعویذ کی اجازت دے دی جائے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس میں دوسرے تعویذ بھی مل جائیں گے اور یوں شرک کا دروازہ کھل جائے گا۔اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ شرک اور گناہ کے تمام ذرائع کو روکنا شریعت کے اہم قواعد میں سے ہے۔(٤)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) قرآنی تعویذ سے روکنے والوں کی بات ہی حق سے زیادہ قریب اور صحیح ہے کیونکہ ایسا کرنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں، جبکہ ثابت یہ ہے کہ مریض پر (قرآنی آیات اور مسنون وظائف کے ساتھ) دم کیا جائے۔لیکن اگر آیات اور دعاؤں کو مریض کی گردن میں لٹکایا جائے، یا بازو پر باندھا جائے یا تکیے کے نیچے رکھوایا جائے تو یہ تمام کام ناجائز ہیں کیونکہ ان کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔(٥)

(شیخ صالح الفوزان) صحیح رائے یہ ہے کہ قرآنی تعویذ لٹکانا بھی منع ہے۔شیخ عبدالرحمٰن بن حسن اور ان سے پہلے شیخ سلیمان بن عبداللہ نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔(٦)

---

(۱) [اصول الایمان فی ضوء الکتاب والسنۃ (ص: ٤٧)]

(۲) [مصنف ابن ابی شیبۃ (۲۳۹۳۳)، (۳۷٤/۷)]

(۳) [عون المعبود (۲۵۰/۱۰)]

(٤) [کتاب الدعوۃ (ص: ۲۰)]

(٥) [مجموع فتاوی ابن عثیمین (۱۳۹/۱)]

(٦) [اعانۃ المستفید شرح کتاب التوحید (۱٤۲/۱)]

⇦ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ قرآنی تعویذ لٹکانے کا مزید نقصان یہ ہوگا کہ

❋ اللہ تعالیٰ کو مصائب و تکالیف دور کرنے والا سمجھنے کی بجائے تعویذ کو سب کچھ سمجھ لیا جائے گا۔

❋ بیماری میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے یا طبی علاج معالجہ کرانے کی بجائے محض تعویذ پر ہی اعتماد کر لیا جائے گا حالانکہ شریعت میں بیمار کو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے اور طبی علاج معالجہ کرانے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

❋ تقدیر پر ایمان کی بجائے یہ یقین کر لیا جائے گا کہ تعویذ تقدیر بھی بدل سکتا ہے۔

یہ محض امکانات ہی نہیں بلکہ جہاں بھی تعویذ لٹکانے کی اجازت دی گئی ہے وہاں پر یہی صورتحال ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے اور مسنون اذکار و وظائف کی پابندی کرنے کی بجائے محض تکیے کے نیچے تعویذ رکھ لینے یا اسے پانی میں گھول کر پی لینے یا اسے بازو پر باندھ لینے کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس طرح دعا جیسی عظیم عبادت اور حقیقی و شرعی طریقہ علاج سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے بلاشبہ جادو یا کسی بھی مرض سے بچاؤ یا علاج کے لیے تعویذ لٹکانے کی اجازت دینا درست نہیں بلکہ اس کے برعکس لوگوں کو تعویذ اتارنے کی دعوت دینی چاہیے۔

باب حقیقۃ الجن والصرع وعلاجہ

جنات و آسیب زدگی کی حقیقت اور اس کے علاج کا بیان

جنات کا مختصر تعارف

لفظِ جن کا مفہوم

لفظِ جن کا معنی ہے ''چھپی ہوئی چیز''۔ چونکہ جنات بالعموم نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں اور یہ ایک چھپی ہوئی مخلوق ہے اس لیے انہیں یہ نام دیا گیا ہے۔ اسی سے لفظِ جنین ہے جو پیٹ کے بچے کو کہتے ہیں، اسے بھی یہ نام اسی لیے دیا گیا ہے کیونکہ وہ چھپا ہوا ہوتا ہے۔ مجن بھی اسی سے ہے، اس کا معنی ڈھال ہے، چونکہ ڈھال جنگ میں جنگجو کو چھپانے کا کام دیتی ہے اس لیے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔ لوگوں میں رہائش پذیر جنات کو عامر (جمع عمار) کہتے ہیں۔ خبیث جنوں کے لیے شیطان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور اگر ان کی خباثت زیادہ ہو تو انہیں مارد کہا جاتا ہے اور اگر یہ سرکشی اور قوت و طاقت میں بہت زیادہ ہوں تو انہیں عفریت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ امام بیضاوی رحمہ اللہ نے عفریت کی وضاحت میں خبیث اور سرکش کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ (۱) جبکہ علامہ ابوبکر الجزائری فرماتے ہیں کہ جو جن شدید قوت و طاقت کا مالک ہو اسے عفریت کہا جاتا ہے۔ (۲)

جن اور شیطان میں فرق

جنات میں نیک بھی ہیں اور بد بھی، البتہ ان کی اکثریت سرکش ہی ہوتی ہے اسی لیے انہیں کتاب و سنت میں اکثر مقامات پر شیاطین کے نام سے ہی موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿82﴾﴾ [الانبیاء: ۸۲] ''اسی طرح بہت سے شیاطین (یعنی جنات) بھی ہم نے ان (یعنی سلیمان علیہ السلام) کے تابع کیے تھے جو ان کے حکم سے (سمندر سے موتی نکالنے کے لیے) غوطے لگاتے تھے اور اس کے علاوہ بھی بہت سے کام کرتے تھے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ ﴿وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿37﴾﴾ [ص: ۳۷] ''اور (طاقتور) جنات کو بھی (سلیمان علیہ السلام کا ماتحت کر دیا) ہر عمارت بنانے والے اور غوطہ خور کو۔'' علامہ ابوبکر الجزائری کے مطابق یہاں شیاطین سے مراد جنات ہیں۔ (۳)

---

(۱) [تفسیر البیضاوی (۴۳۸/۴)] (۲) [أیسر التفاسیر (۱۳۸/۳)] (۳) [ایضا (۴۰۲/۳)]

بالفاظِ دیگر سرکش جنوں کو ہی شیاطین کہا گیا ہے کیونکہ لفظِ شیطان عربوں میں ہر سرکش اور باغی کے لیے بولا جاتا ہے۔(۱)

لہٰذا جن اور شیطان میں فرق یہ ہوا کہ جنات میں نیک و بد اور مسلم وغیر مسلم ہر طرح کے ہوتے ہیں جبکہ شیطان وہ جن ہوتا ہے جو صرف بد، فاجر و کافر اور غیر مسلم ہو۔ چنانچہ امام بغوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ

((وَ فِی الْجِنِّ مُسْلِمُوْنَ وَ کَافِرُوْنَ ... وَ اَمَّا الشَّیَاطِیْنُ فَلَیْسَ مِنْھُمْ مُسْلِمُوْنَ ...))

''جنات میں مسلمان بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی... جبکہ شیاطین میں مسلمان نہیں ہوتے...''(۲)

بہر حال یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہر شیطان جن ہی ہوتا ہے جبکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر جن بھی شیطان ہی ہو۔ تاہم یہ یاد رہے کہ تخلیقی اعتبار سے جنات و شیاطین میں کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کی تخلیق آگ سے کی گئی ہے۔ جیسا کہ اس کے دلائل آگے آ رہے ہیں۔

جن بھی ایک مخلوق ہے جس کا وجود انسان سے بھی قدیم ہے

جن بھی ایک مخلوق ہے اس کے متعلق تو آئندہ عنوان کے تحت آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود یہ صراحت فرمائی ہے کہ ''میں نے جنوں کو پیدا فرمایا''۔ تاہم یہاں یہ یاد رہے کہ جنات کا وجود انسانوں سے بھی قدیم ہے جیسا کہ قرآن کریم کی درج ذیل آیت سے یہ وضاحت ہوتی ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٦﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾﴾ [الحجر: ۲۶-۲۷] ''یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا فرمایا۔ اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا۔''

ان آیات کی تفسیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ''اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے پیدا کیا'' سے مراد یہ ہے کہ ''انسان (کی پیدائش) سے پہلے''۔(۳) امام بغوی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ ''اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے پیدا کیا'' کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہاں الجان سے مراد ابوالجن ہے جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں اور حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ یہاں الجان سے مراد ابلیس ہے جسے آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔(۴) امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ''اور اس سے پہلے'' سے مراد ہے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے۔(۵) علامہ ابوبکر الجزائری نے بھی یہی نقل فرمایا ہے۔(۶)

---

(۱) [لسان العرب (مادہ: شطن)]
(۲) [معالم التنزیل ۔ المعروف بہ تفسیر بغوی (۳۷۹/٤)]
(۳) [تفسیر ابن کثیر (۵۳۳/٤)]
(٤) [تفسیر بغوی (۳۷۹/٤)]
(۵) [تفسیر فتح القدیر (۱۷٦/٤)]
(٦) [ایسر التفاسیر (۲۷۸/۲)]

جنات کی تخلیق کا مقصد

جنات کی تخلیق کا مقصد بھی انسانوں کی طرح یہی ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاریات : ٥٦] ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا تا کہ وہ میری عبادت کریں۔''

پھر جیسے کچھ انسان اللہ کے دیئے ہوئے اختیار کو استعمال کر کے نیک بندے بن جاتے ہیں اور کچھ نافرمانی پر ہی اَڑے رہتے ہیں۔ اسی طرح جنات میں بھی کچھ تو مسلمان اور نیک ہوتے ہیں اور کچھ کافر و فاجر۔ چنانچہ قرآن کریم میں جنوں کا اپنا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ

﴿وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿١٤﴾ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿١٥﴾﴾ [الجن : ١٤-١٥] ''ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں۔ پس جو فرمانبردار ہو گئے انہوں نے تو راہِ راست کا قصد کیا۔ اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔''

جنات کی تخلیق آگ سے کی گئی ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ﴾ [الحجر : ٢٧] ''اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ''السموم سے مراد وہ آگ ہے جو قتل کر دیتی ہے۔''[1] علامہ ابوبکر الجزائری فرماتے ہیں کہ ''نار السموم سے مراد وہ آگ ہے جس میں دھواں نہیں ہوتا، جو انسانی جسم کے مسام (لطیف سوراخوں) میں داخل ہو جاتی ہے۔''[2] امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابو اسحٰق رحمہ اللہ کی روایت نقل فرمائی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں عمرو بن اصم کی بیماری پرسی کے لیے ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا، کیا میں آپ سے وہ بات بیان نہ کروں جو میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ آپ فرماتے تھے کہ ہماری یہ آگ اس آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے جس سے جنوں کو پیدا کیا گیا تھا، پھر انہوں نے درج بالا آیت کی تلاوت کی۔[3]

(2) ایک دوسرا ارشاد یوں ہے کہ ﴿وَخَلَقَ الْجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ﴾ [الرحمن : ١٥] ''اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔''

(3) فرمان نبوی ہے کہ « خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ

---

(١) [تفسیر طبری (١٤/٤٠)] (٢) [ایسر التفاسیر (٢/٢٧٨)]

(٣) [تفسیر ابن کثیر (٤/٥٣٣) مستدرك حاكم (٢/٤٧٤) كتاب التفسیر : سورة الرحمن]

﴿مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ﴾ ”فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا ہے جو تمہیں بیان کر دی گئی ہے (یعنی مٹی)۔“ (۱)

جنات کی شکل وصورت

بالعموم جنات کے متعلق یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ انتہائی قبیح اور خطرناک شکل کے مالک ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنات کی شکل وصورت کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا ناممکن ہے کیونکہ کتاب وسنت میں اس کی کوئی صراحت موجود نہیں۔ البتہ چند دلائل سے جنات کے مختلف اعضاء کا اندازہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات کے پاس دل، آنکھ اور کان ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا﴾ [الاعراف: ۱۷۹] ”اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں، جن کے دل ایسے ہیں جن سے وہ نہیں سمجھتے اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے وہ نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے وہ نہیں سنتے۔“

اسی طرح بعض احادیث میں جنات کے سینگوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ﴾ ”پھر سورج غروب ہونے تک نماز سے رُکے رہو کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔“ (۲)

جنات کی اقسام

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿الْجِنُّ ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ: صِنْفٌ لَهُمْ أَجْنِحَةٌ يَطِيرُونَ فِي الْهَوَاءِ وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَكِلَابٌ وَصِنْفٌ يَحِلُّونَ وَيَظْعَنُونَ﴾ ”جنات کی تین اقسام ہیں ① ایک قسم کے جنات وہ ہیں جن کے پر ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے رہتے ہیں۔ ② دوسری قسم کے جنات وہ ہیں جو سانپوں اور کتوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ ③ تیسری قسم ان جنات کی ہے جو مختلف مقامات پر پڑاؤ کرتے ہیں اور سفر پر رہتے ہیں۔“ (۳)

شیطانِ اکبر ”ابلیس“ بھی جن ہی ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ﴾ [الکھف: ۵۰] ”(ابلیس) جنوں

---

(۱) [مسلم (۲۹۹۶) کتاب الزھد والرقائق] (۲) [بخاری (۳۲۸۶)]

(۳) [صحیح: المشکاۃ للألبانی (۴۱۴۸) طبرانی کبیر (۵۷۳) مستدرك حاکم (۳۷۰۲) امام حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

میں سے تھا اور اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔''

(2) ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کا سبب یہ بیان کیا کہ ﴿أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ﴾ [الاعراف: ۱۲] ''میں اس سے بہتر ہوں (کیونکہ) تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے جبکہ اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

(3) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابلیس لمحہ بھر کے لیے بھی فرشتوں میں سے نہ تھا کیونکہ وہ تو جنات کی اصل تھا جیسا کہ آدم علیہ السلام انسانوں کی اصل ہیں۔ (۱)

ابلیس نے ہی آدم وحواء علیہما السلام کو جنت سے نکلوایا تھا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢١﴾ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٢﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٢٤﴾ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴿٢٥﴾﴾ [الاعراف: ۲۰۔۲۵] ''پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا، مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اور ان دونوں کے روبرو قسم کھا لی کہ یقین مانو میں تم دونوں کا خیرخواہ ہوں۔ سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا، پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا دونوں کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو پکارا کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے؟ دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین

(۱) [تفسیر الطبری (۳۲۳/۱۵) تفسیر ابن کثیر (۱۶۷/۵)]

میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ہے ایک وقت تک۔ فرمایا تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر نکالے جاؤ گے۔"

ابلیس کی وجہ سے ہی دنیا میں شرک و بت پرستی کا آغاز ہوا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قومِ نوح میں ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نامی پانچ نیک صالح بزرگ تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے کسی طرح سے ان کی (اگلی نسل یا قوم) کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم ان پانچوں بزرگوں کے بت بنا کر اپنی مجلسوں (اور اجتماعات وغیرہ) میں رکھو اور ان بتوں کے نام بھی اپنے بزرگوں کے ناموں پر رکھو۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا (اور اپنے بزرگوں کے بت بنا لیے مگر) اس وقت ان بتوں (کو محض بزرگوں کی یاد کے لیے بنایا گیا تھا اور نہ قومِ نوح کے نیک صالح لوگ ان) کی عبادت و پرستش نہیں کرتے تھے لیکن جب یہ لوگ بھی مر گئے جنھوں نے بت بنائے تھے اور لوگوں میں علم بھی نہ رہا (کہ یہ بت تو محض بزرگوں کی یاد کا ایک ذریعہ تھے) تو پھر ان بتوں کی پوجا شروع ہو گئی۔ (۱)

ابلیس کا ٹھکانہ پانی پر ہے

اور وہ وہاں سے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اپنے چیلوں کو روانہ کرتا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ ... نِعْمَ أَنْتَ﴾ "ابلیس اپنا عرش پانی پر رکھتا ہے، پھر وہاں سے اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے (تاکہ وہ لوگوں کو گمراہ کریں)، اس کے لشکر میں سے اس کے سب سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ برپا کرتا ہے۔ چنانچہ اس کے لشکر میں ایک شیطان آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں برائی کروائی ہے۔ ابلیس کہتا ہے کہ نہیں، تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا حتی کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی۔ ابلیس اسے کہتا ہے، تم نے واقعی بڑا کام کیا ہے اور اسے اپنے قریب کر لیتا ہے۔" (۲)

جنات کا وجود

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں جنات کا اثبات

قرآن کریم میں تقریباً انیس (19) مقامات پر لفظ الجن استعمال ہوا ہے (۳) اور ایک مقام پر لفظ الجان

---

(۱) [بخاری (۴۹۲۰) کتاب تفسیر القرآن: باب ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق]

(۲) [مسلم (۲۸۱۳) کتاب صفة القیامة والجنة والنار: باب تحریش الشیطان وبعثه سرایاه]

(۳) [الانعام: ۱۰۰]، [الانعام: ۱۲۸]، [الانعام: ۱۳۰]، [الاعراف: ۳۸]، [الاعراف: ۱۷۹]، = = =

مذکور ہے۔[(۱)] علاوہ ازیں متعدد مقامات پر شیاطین کا نام لے کر بھی جنات کا ذکر کیا گیا ہے۔قرآن کریم میں اس قدر جنات کا تذکرہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جنات کا وجود ہے اور اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں۔مزید اس حوالے سے چند آیات حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ﴾ [الانعام : ۱۰۰] ''اور لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنا رکھا ہے۔''

(2) ﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ﴾ [الانعام : ۱۳۰] ''اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے...۔''

(3) ﴿وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ﴾ [النمل : ۱۷] ''سلیمان (علیہ السلام) کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات، انسان اور پرند جمع کیے گئے۔''

(4) ﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ﴾ [الاحقاف : ۲۹] ''اور یاد کرو! جبکہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں۔''

(5) ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاریات : ۵۶] ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ میری عبادت کریں۔''

احادیثِ نبویہ کی روشنی میں جنات کا اثبات

قرآن کریم کی طرح بہت سی صحیح احادیث میں بھی جنات کا واضح تذکرہ موجود ہے۔جنات کی رہائش گاہوں، خوراک، شکل وصورت، اقسام وانواع اور مختلف واقعات وغیرہ کا بیان ہے۔جس سے یقینی طور پر جنات کا وجود ثابت ہوتا ہے۔بطورِ مثال چند احادیث حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَ لَا إِنْسٌ وَ لَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ ''جن، انسان اور ہر وہ چیز جو موذن کی آواز سنتی ہے قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گی۔''(۲)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ ، أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ ...﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں۔اس نے ان میں سے

=== [الکھف : ۵۰]، [النمل : ۱۷]، [النمل : ۳۹]، [سبا : ۱۲]، [سبا : ۱۴]، [سبا : ۴۱]، [فصلت : ۲۵]، [فصلت : ۲۹]، [الاحقاف : ۱۸]، [الاحقاف : ۲۹]، [الذاریات : ۵۶]، [الرحمن : ۳۳]، [الجن : ۱]، [الجن : ۶]

(۱) [الرحمن : ۱۵]

(۲) [بخاری (۶۰۹) کتاب الأذان : باب رفع الصوت بالنداء]

ایک رحمت کو جنوں، انسانوں، چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں میں تقسیم فرمایا ہے چنانچہ وہ اس رحمت کے باعث آپس میں میلان رکھتے ہیں اور اس کے سبب باہم محبت وشفقت کرتے ہیں اور اسی کی وجہ سے وحشی جانور اپنے چھوٹے بچوں سے محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ننانوے (۹۹) رحمتوں کو (اپنے پاس) روک رکھا ہے، وہ قیامت کے دن ان کو اپنے بندوں پر نچھاور فرمائے گا۔''(۱)

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنات کو قرآن نہیں سنایا اور ان کو دیکھا بھی نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ اس زمانہ میں عکاظ کے بازار گئے جبکہ شیطانوں پر آسمانی دروازے بند ہو گئے تھے اور ان پر آگ کے شعلے برسائے جا رہے تھے۔ چنانچہ شیطانوں کے ایک گروہ نے اپنے لوگوں میں جا کر کہا کہ ہمارا آسمان پر جانا بند ہو گیا اور ہم پر آگ کے شعلے برسنے لگے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کا سبب ضرور کوئی نیا معاملہ ہے، تو تم مشرق ومغرب کی طرف پھر کر خبر لو اور دیکھو کہ کیا وجہ ہے جو آسمان کی خبریں آنا بند ہو گئی ہیں۔ وہ زمین میں مشرق ومغرب کی طرف پھرنے لگے، ان میں سے کچھ لوگ تہامہ (ملک حجاز) کی طرف عکاظ کے بازار کو جانے کے لیے آئے اور آپ ﷺ اس وقت (مقام) نخل میں اپنے اصحاب کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو ادھر کان لگا دیئے اور کہنے لگے کہ آسمان کی خبریں موقوف ہونے کا یہی سبب ہے۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے اور کہنے لگے کہ اے ہماری قوم کے لوگو!

﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ﴿١﴾ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ﴿٢﴾﴾ [الجن : ۱۔۲] ''ہم نے ایک عجب قرآن سنا ہے جو نیکی راہ کی طرف لے جاتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے اور ہم کبھی اللہ کے ساتھ شریک نہیں کریں گے۔'' تب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر سورۂ جن نازل فرمائی۔(۲)

(4) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز اچانک ہم سے غائب ہو گئے، ہم انہیں وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کرنے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ شاید آپ کو کسی نے اغوا کر لیا ہے یا قتل کر دیا ہے۔ وہ رات ہم نے بہت تکلیف میں گزاری۔ صبح ہوئی تو ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ غارِ حراء کی طرف سے آ رہے ہیں۔ ہم نے آپ کو بتایا کہ رات کو اچانک آپ ہم سے غائب ہو گئے تھے، ہم نے آپ کو بہت تلاش کیا اور آپ کے نہ ملنے پر ہم ساری رات پریشان رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ ﴾ ''میرے پاس جنوں کا ایک نمائندہ آیا تھا تو میں اس کے ساتھ چلا گیا اور جا کر جنوں کو قرآن پڑھ کر سنایا۔'' (راوی کا بیان ہے کہ) پھر آپ ﷺ ہمیں

---

(۱) [مسلم (۲۷۵۲) کتاب التوبة ، بخاری (۶۰۰۰) کتاب الادب]

(۲) [مسلم (۴۴۹) کتاب الصلاة : باب الجهر بالقراءة فی الصبح والقراءة علی الجن ، بخاری (۷۷۳)]

اس جگہ لے کر گئے اور جنوں کے قدموں اور آگ کے نشانات ہمیں دکھائے۔ (۱)

(5) فرمانِ نبوی ہے کہ ''جب کوئی شخص بیت الخلاء میں داخلے کے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا ہے تو جنات کی آنکھوں اور اولادِ آدم کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے۔'' (۲)

واضح رہے کہ جنات کے ذکر والی احادیث کے علاوہ وہ تمام احادیث بھی جنات کے وجود کا ہی ثبوت ہیں جن میں شیاطین کا تذکرہ ہے کیونکہ شیاطین بھی سرکش جنوں کا ہی دوسرا نام ہے۔

اہل علم کے اقوال وفتاویٰ کی روشنی میں جنات کا اثبات

سلف صالحین اور کبار علما وفقہا نے بھی درج بالا دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے جنات کے وجود کو ثابت کیا ہے اور اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام، الہامی کتب اور فرشتوں پر ایمان کی طرح جنات پر ایمان لانا بھی واجب قرار دیا ہے اور بعض نے تو جنات کے وجود کا انکار کرنے والوں کو کافر ومشرک تک قرار دیا ہے۔ چند اقوال حسب ذیل ہیں:

(قرطبی رحمہ اللہ) کافر فلاسفہ واطباء کی ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہوئے جنات کے (خارجی) وجود کا انکار کیا ہے (اور انہیں محض بدی کی ایک طاقت قرار دیا ہے) حالانکہ قرآن وسنت ان کی تردید کرتے ہیں۔ (۳)

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) اہل السنہ والجماعہ اور ہر مسلمان گروہ نہ تو جنات کے وجود کی مخالفت کرتا ہے اور نہ ہی اس بات کی مخالفت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جنات کی طرف بھی مبعوث فرمایا ہے۔ (٤) ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ جنات کا وجود کتاب وسنت اور سلفِ امت کے اجماع سے ثابت ہے۔ (٥) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ امت کی اکثریت جنات کے وجود کی قائل ہے۔ جنات کا انکار صرف جاہل لوگ ہی کرتے ہیں اور ان کے پاس کوئی ایسی قابل اعتماد دلیل بھی موجود نہیں جو ان کے دعوے کی تصدیق کرتی ہو بلکہ صرف عدمِ علم (یعنی جہالت) ہی ہے۔ (٦)

(ابن حزم رحمہ اللہ) جس نے جنات (کے خارجی وجود) کا انکار کیا یا ظاہر کے خلاف ان کی کوئی تاویل کی تو وہ کافر ومشرک ہے اور (دوسرے مسلمانوں کے لیے) اس کا خون اور مال حلال ہے۔ (٧) ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ جنات کی حقیقت ہے۔ (٨) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ مسلمان، عیسائی،

---

(۱) [مسلم (٤٥٠) كتاب الصلاة : باب الجهر بالقراءة في الصبح والقراءة على الجن ، بخاري (٣٨٥٩)]

(۲) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (٣٦١٠) ترمذي (٦٠٦) مشكاة المصابيح (٣٥٨)]

(۳) [تفسير قرطبي (٦/١٩)]

(٤) [مجموع الفتاوى لابن تيمية (١٨٢/٤)]

(٥) [أيضا (٤٤٤/٥)]

(٦) [أيضا (٣٢/١٩)]

(٧) [الفصل (١٧٩/٣)]

(٨) [مراتب الاجماع (ص : ١٧٤)]

مجوسی، بے دین اور اکثر یہودی اس بات پر متفق ہیں کہ جنات کا وجود ہے۔(۱)

(ابوالحسن تقی الدین سبکی رحمہ اللہ) نقل فرماتے ہیں کہ امام الحرمین نے معتزلہ کے متعلق ذکر کیا ہے کہ وہ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ یہ بات بڑی عجیب ہے کیونکہ جو قرآن کی تصدیق کرتا ہے وہ جنات کے وجود کا انکار کیونکر کرسکتا ہے (کیونکہ قرآن خود جنات کا وجود ثابت کرتا ہے)؟۔(۲)

(علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ) جنات کے وجود پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔(۳)

(شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ) جنات کا انکار کرنے والوں کا ایمان ناقص ہے۔(٤)

(شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ) سورۂ جن کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں بہت سے فوائد ہیں اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جنات کا وجود ہے۔(۵)

(شیخ صالح الفوزان) جس نے جنات کے وجود کا انکار کیا وہ کافر ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کرنے والا ہے اور جنات کے وجود پر امت کا اجماع ہے۔(٦)

(شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ) شرح عقیدہ طحاویہ میں نقل فرماتے ہیں کہ جنات پر بھی ایمان واجب ہے کیونکہ ان کا ذکر قرآن کریم میں ہوا ہے اور درحقیقت قرآن پر ایمان میں جنات پر ایمان بھی شامل ہے۔(۷) ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ جس نے جنات کے وجود کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا کیونکہ اس نے قرآن کا انکار کر دیا۔(۸)

(شیخ عبداللہ بن محمد الغنیمان) جنات کے وجود کا انکار زندیق ہی کرتے ہیں اور جو بھی جنات کا انکار کرتا ہے وہ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا بن جاتا ہے۔(۹)

(شیخ محمد صالح المنجد) جنات کا وجود کتاب وسنت سے ثابت ہے۔(۱۰)

(ابومحمد عصام بشیر مراکشی) جنات کا وجود اوران کے بہت سے احوال وصفات کتاب وسنت سے ثابت ہیں۔(۱۱)

کویت کی وزارۃ الاوقاف کے شائع کردہ موسوعہ فقهيه میں ہے کہ ''جنات کا وجود کتاب وسنت سے ثابت ہے اور اس پر اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے لہٰذا ان کے وجود کا منکر کافر ہے کیونکہ اس نے ایسی چیز کا انکار کیا ہے جو دین میں ضروری طور پر ثابت ہے۔''(۱۲)

---

(۱) [الفصل (۱۱۲/۵)]
(۲) [فتاوى السبكي (۱۰۷/۵)]
(۳) [فيض القدير (٤٨١/۳)]
(٤) [شرح العقيدة الطحاوية لابن جبرين (۹۹/۳)]
(۵) [تيسير الكريم الرحمن (۸۹۱/۱)]
(٦) [اعانة المستفيد شرح كتاب التوحيد (۳۲/۱)]
(۷) [شرح العقيدة الطحاوية (ص: ۳۲۳)]
(۸) [اتحاف السائل بما في الطحاوية من مسائل (مسئله: ۲٤)]
(۹) [شرح العقيدة الواسطية للغنيمان (۱٦)]
(۱۰) [فتاوى الاسلام سؤال وجواب (۵۲۷/۱)]
(۱۱) [شرح منظومة الايمان (ص: ۲۰۳)]
(۱۲) [الموسوعة الفقهية الكويتية (۹۱/۱٦)]

جنات کے منکر اور ان کی تردید

اوپر بیان کردہ واضح نصوص اور کبار ائمہ وعلما کی تصریحات کے باوجود کچھ حضرات نے جنات کے وجود کا انکار کیا ہے۔ جنات کے منکرین کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات حسب ذیل ہیں:

❀ جنات کے منکرین کا کہنا ہے کہ اگر جنات کا وجود ہے تو پھر وہ نظر کیوں نہیں آتے ؟۔ اس کا جواب دیتے ہوئے اہل علم فرماتے ہیں کہ یہ اعتراض ہی جہالت پر مبنی ہے کیونکہ یہ بات معروف ہے کہ ضروری نہیں جو چیز نظر نہیں آتی اس کا وجود بھی نہ ہو۔ اور بہت سی اشیاء ایسی ہیں جو نظروں سے تو اوجھل ہیں مگر سب ان کا اعتقاد رکھتے ہیں جیسا کہ روح جس کی وجہ سے انسان میں حرکت ہے، کسی کو نظر نہیں آتی مگر اس کا وجود ہے۔ اسی طرح سانس، عقل اور دَرد وغیرہ ایسی اشیاء ہیں جو نظر نہیں آتیں مگر ان کے وجود کا کوئی بھی منکر نہیں۔ نیز خود اللہ تعالیٰ کی ذات، فرشتے، جنت اور جہنم وغیرہ کے وجود پر بھی سب کا ایمان ہے حالانکہ یہ اشیاء بھی نظروں سے اوجھل ہیں۔

محض دکھائی نہ دینے کی بنیاد پر جنات کا انکار کرنے والوں کی تردید میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ کتاب وسنت کے دلائل کے علاوہ بھی بہت سے ذرائع ہیں جن سے جنات کا وجود ثابت ہوتا ہے جیسا کہ بہت سے لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے جنات کو دیکھا ہے اور کچھ نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے جنات کو دیکھا ہے اور یہ بات ان کے ہاں یقینی خبر سے ثابت ہے۔ ان کے علاوہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جنات سے گفتگو بھی کی ہے یا جنات نے ان سے گفتگو کی ہے۔[1]

❀ منکرین کا کہنا ہے کہ قرآن میں جو جنوں کا ذکر ہے اس سے مراد الگ کوئی مخلوق نہیں بلکہ انسان ہی کی بعض قوتیں مراد ہیں اور بعض مقامات پر پہاڑی اور جنگلی قومیں مراد ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے اہل علم فرماتے ہیں کہ اولاً تو یہ بات اس وجہ سے درست نہیں کہ لفظِ جن کا معنی ہے چھپی ہوئی چیز اور جنات کے وجود کے ساتھ اس معنی کی مناسبت یہی ہے کہ وہ ایک چھپی ہوئی مخلوق ہے جو بالعموم دکھائی نہیں دیتی۔ تمام معتبر کتب لغت جیسے لسان العرب، صحاح، مفردات امام راغب، قاموس اور تاج العروس وغیرہ میں لفظِ جن کا یہی معنی بیان ہوا ہے۔ اب اگر یہ لفظ کسی اور مخلوق کے لیے بولا جائے تو اس میں کم از کم یہ صفت ضرور ہونی چاہیے کہ وہ مستور اور غیر مرئی ہو، جو عموماً دکھائی نہ دے۔ تو کیا انسان خواہ پہاڑی ہو یا جنگلی یا وحشی، دکھائی نہیں دیتا؟۔

دوسرے یہ کہ اگر بالفرض قرآن میں کسی جگہ لفظِ جن بول کر انسانوں کا کوئی خاص گروہ مراد لیا گیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب انسانوں کی ہر صفت کے لیے عربی میں الگ لفظ موجود ہیں تو پھر دوسری مخلوق کے ساتھ خاص لفظ انسانوں کے لیے استعمال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟۔

---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۲۳۲:۴)]

تیسرے یہ کہ وہ تمام آیات بھی اس اعتراض کو باطل قرار دیتی ہیں جن میں انسان اور جن دونوں کا ساتھ ساتھ ذکر ہے اور ان آیتوں سے یہ بالکل واضح ہے کہ جن وانس ایک نہیں بلکہ الگ الگ مخلوقات ہیں۔اس حوالے سے چند آیات حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا﴾[الانعام : ۱۲۸] ''اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کرے گا، (کہے گا) اے جنات کی جماعت! تم نے انسانوں میں سے بہت سے اپنا لیے، جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آ پہنچے جو تو نے ہمارے لیے معین فرمائی۔''

(2) ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٦﴾ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾﴾[الحجر : ۲۶۔۲۷] ''یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا۔''

(3) ﴿خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ ﴿١٥﴾﴾[الرحمن : ۱۴۔۱۵] ''اس (اللہ) نے انسان کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا جو ٹھیکری کی طرح تھی۔اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔''

(4) ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَن ذَنبِهِ إِنسٌ وَلَا جَانٌّ ﴿٣٩﴾﴾[الرحمن : ۳۹] ''اس دن کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہوں کی بابت نہیں پوچھا جائے گا۔''

(5) ﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٥٦﴾﴾[الرحمن : ۵۶] ''(جنت میں ایسی حوریں ہیں) جنہیں ان سے پہلے کسی جن وانس نے ہاتھ نہیں لگایا۔''

(6) ﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾﴾[الجن : ۶] ''بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جنات اور انسان ایک نہیں بلکہ دو الگ الگ مخلوقات ہیں۔

اس حوالے سے مولانا مودودی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ

''کسی شخص کے لیے جو قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے پر ایمان رکھتا ہو، یہ جائز نہیں کہ جس کو خدا نے ''جن'' کہا ہے اور آدمی نہیں کہا، اس کو وہ اپنے قیاس سے آدمی کہہ دے۔ایسا قیاس کرنے کے لیے اگر کوئی سبب داعی ہو سکتا ہے تو صرف یہ ہے کہ عادتِ جاریہ، جس کا مشاہدہ اور ادراک کرنے کے ہم خوگر ہیں، ان واقعات کے خلاف

ہے جو بعض مواقع پر قرآن مجید میں جنوں کی طرف منسوب کیے گئے ہیں لیکن اسی طرح آگ کا ایک خاص شخص کے لیے سرد ہو جانا، لکڑی کا ایک خاص موقع پر اژدھا بن جانا، دریا کا ایک خاص وقت میں پھٹ کر راستہ دے دینا، ایک شخص کا مٹی کے پرند بنا کر ان میں جان ڈال دینا اور مردوں کو زندہ کر دینا، چند آدمیوں کا ایک غار میں تین سو سال تک سوئے پڑے رہنا اور پھر بھی زندہ رہنا، ایک شخص کا مرنے کے سو برس بعد جی اٹھنا اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو جوں کا توں بالکل تازہ حالت میں پانا، ایک شخص کا ساڑھے نو سو برس تک زندہ رہنا اور وہ بھی یوگا کی مشقوں سے نہیں بلکہ ایک منکر قوم کے مقابلہ میں تبلیغِ دین کی تھکا دینے والی مشقوں کے ساتھ، یہ اور ایسے ہی متعدد واقعات ہیں جو قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں اور سب اس عادتِ جاریہ کے خلاف ہیں جس کو دیکھنے کے ہم خوگر ہیں۔ اگر ہم قرآن کو خدائے علیم وخبیر اور قادر وتوانا کا کلام نہ مانیں تو سرے سے ان واقعات کی تاویل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ محض اس بنیاد پر ان سب کو جھٹلا دیا جا سکتا ہے کہ ایسا ہوتے ہم نے کبھی نہیں دیکھا اور اگر ہم یہ مان لیں کہ قرآن اس خدا کا کلام ہے جو ازل سے ابد تک عالمِ وجود کے ہر چھوٹے بڑے واقعہ کا حقیقی علم رکھتا ہے اور خدا وہ خدا ہے جس کے معجزے ہم کو سورج اور سیاروں اور زمین اور خود اپنے وجود میں ہر آن نظر آ رہے ہیں تو ہمیں کسی غیر معمولی اور خلافِ عادت واقعہ کو بعینہٖ اسی طرح تسلیم کرنے میں تامل نہیں ہو سکتا جس طرح وہ قرآن میں بیان ہوا ہے۔ یہ واقعات تو کیا چیز ہیں، اگر قرآن میں کہا گیا ہوتا کہ ایک وقت میں چاند کو ماؤنٹ ایورسٹ پر لا کر رکھ دیا گیا تھا اور کسی وقت خدا نے سورج کو مشرق کے بجائے مغرب سے نکالا تھا تب بھی ایک مومنِ صادق کو اس بیان کی صداقت میں ایک لمحہ کے لیے شک نہ ہو سکتا تھا اور نہ کسی طرح تاویل کر کے اس کو عادتِ جاریہ کے مطابق ثابت کرنے کی ضرورت پیش آ سکتی تھی۔ اس لیے کہ یہ کائنات جس کی وسعت کا تصور کرنے سے ہمارا دماغ تھک جاتا ہے اور اس کائنات کی ہر شے حتی کہ گھاس کا ایک تنکا اور کسی جانور کے جسم کا ایک بال بھی اپنی پیدائش میں درحقیقت اتنا ہی انگیز معجزہ ہے جتنا چاند کا ایورسٹ پر آ جانا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ فرق اگر کچھ ہے تو صرف یہ کہ ایک قسم کے واقعات کو دیکھنے کی ہمیں عادت ہوگئی ہے، اس لیے ہم کو ان کے معجزہ ہونے کا شعور نہیں ہوتا اور دوسری قسم کے واقعات شاذ ہیں اس لیے ان کی خبر جب ہم کو دی جاتی ہے تو ہمیں اچنبھا ہوتا ہے اور ہماری عقل جو صرف مشاہدات وتجربات پر اعتماد کرنے کی خوگر ہوگئی ہے ان کو باور کرنے میں جھجکتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے واقعات کے متعلق جب ہم کو کوئی خبر دی جائے تو ہمیں حق ہے کہ ان کے وقوع کے متعلق قابلِ وثوق شہادت طلب کریں۔ لیکن ایک مومن کے لیے قرآن سے بڑھ کر قابلِ وثوق شہادت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ دل سے یقین رکھتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور خدا کے فعل پر خود خدا ہی کی شہادت سب سے زیادہ معتبر ہے۔ البتہ جو شخص قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے میں شک رکھتا ہو اس کو حق ہے کہ قرآن کے ہر بیان میں شک

کرے خواہ وہ عادتِ جاریہ کے موافق ہو یا مخالف۔ (١)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جنات کا وجود ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کتاب و سنت کی واضح نصوص اور سلف صالحین کے اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی جنات کا انکار کرتا ہے تو وہ محض جہالت کی بنا پر ہی ایسا کرتا ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ''جنات کا انکار کرنے والے صرف چند جاہل فلسفی، اطباء اور ان جیسے لوگ ہی ہیں۔'' (٢)

جنات کی دنیا اور چند احوال

جنات کے حالات و واقعات، قوت و طاقت، نیکی بدی، شادی بیاہ اور زندگی موت وغیرہ کے حوالے سے کتاب و سنت میں جو امور بیان ہوئے ہیں ان میں سے چند اہم امور کا ذکر پیش خدمت ہے، ملاحظہ فرمائیے:

ہر انسان کے ساتھ ایک جن مقرر ہے

ہر انسان کے ساتھ ایک جن مقرر ہے جو ہر وقت اسے گناہوں پر آمادہ کرتا رہتا ہے، مگر جو جن نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقرر تھا اسے آپ کے تابع کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ قَرِينَهُ مِنَ الْجِنِّ قَالُوا وَ إِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : وَ إِيَّايَ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن کو اس کے ساتھی کے طور پر مقرر کر رکھا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں میرے ساتھ بھی، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں میری مدد فرمائی ہے اور وہ میرے تابع ہو گیا ہے، اس لیے وہ مجھے صرف خیر و بھلائی کا ہی حکم دیتا ہے۔'' (٣)

حدیث کے لفظ فَأَسْلَمَ کا ایک معنی تو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس کا ایک دوسرا معنی بھی ذکر فرمایا ہے، وہ اسے السلامة سے مضارع کا صیغہ قرار دیتے ہیں تب اس کا ترجمہ یوں ہو گا کہ ''میں (اس جن کے شر اور فتنے سے) سلامت ہو گیا ہوں۔ (٤)

جنات سرعتِ رفتار اور بے پناہ قوت و طاقت کے مالک ہیں

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

---

(١) [ماہنامہ ترجمان القرآن۔ جنوری ١٩٣٥ء، تفہیمات : حصہ دوم]

(٢) [مجموع الفتاوى لابن تيمية (٣٢/١٩)] (٣) [مسلم (٢٨١٤) كتاب صفة القيامة والجنة والنار]

(٤) [حواشي على صحيح مسلم (١٦٧/٦)]

﴿قَالَ يَاأَيُّهَا الْمَلَؤُا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾﴾ [النمل : ۳۸-۳۹]

''جب آپ (یعنی سلیمان علیہ السلام) نے کہا اے سردارو! تم میں سے کوئی ہے جو ان (اہل یمن) کے مسلمان ہو کر پہنچنے سے پہلے ہی اس (ملکہ سبا) کا تخت مجھے لا دے؟ ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا کہ آپ کے اپنی اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے ہی میں اسے آپ کے پاس لا دیتا ہوں اور یقین مانئے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار۔''

اس آیت سے جنات کی اس غیر معمولی قوت وطاقت اور سرعتِ رفتار کا اندازہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں نواز رکھی ہے۔ کیونکہ کوئی بھی انسان (خواہ وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو) ایسا ہرگز نہیں کر سکتا کہ بیت المقدس سے ڈیڑھ ہزار میل کا فاصلہ طے کر کے ملک سبا (یمن) جائے اور پھر ایک عظیم الشان تخت (جسے بہت زیادہ لوگ مل کر بھی بمشکل ہی اٹھا سکیں) اٹھا کر دوبارہ ڈیڑھ ہزار میل کا فاصلہ طے کر کے اتنی قلیل مدت میں واپس آ جائے۔ مولانا مودودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یہ کام تو آج کل کا جٹ طیارہ بھی انجام دینے پر قادر نہیں۔''(۱)

(2) ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ

﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٢﴾ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ﴾

[سبا : ۱۲-۱۳] ''اور اس (یعنی سلیمان علیہ السلام) کے رب کے حکم سے بعض جنات اس کی ماتحتی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو بھی ہمارے حکم کی سرتابی کرے ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ جو کچھ سلیمان (علیہ السلام) چاہتے جنات تیار کر دیتے مثلاً قلعے، مجسمے، بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں۔''

اس آیت سے جنات کی ذہانت، صنعت وحرفت اور فن تعمیر میں مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

جنات کو انسانی اجسام میں داخل ہونے کی طاقت حاصل ہے

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ﴾ ''بلاشبہ شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔''(۲)

اس موضوع پر تفصیلی بحث آئندہ عنوان ''جنات کی آسیب زدگی کا بیان'' کے تحت آئے گی۔

---

(۱) [تفہیم القرآن، از سید ابو الاعلیٰ مودودی (۵۷۶/۳)]

(۲) [بخاری (۲۰۳۸) كتاب الاعتكاف : باب زيارة المرأة زوجها في اعتكافه، ابو داود (۲۴۷۰) ابن ماجه (۱۷۷۹) كتاب الصيام : باب في المعتكف يزوره أهله في المسجد، ترمذی (۱۱۷۲)]

جنات فضاؤں کی بلندیوں میں پرواز کر سکتے ہیں

جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں موجود ہے کہ جنات خبریں چرانے کے لیے آسمان تک جا پہنچتے ہیں لیکن پھر اللہ کی طرف سے ایک انگارہ انہیں لگتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (۱) قرآن میں یہ بات ان الفاظ میں مذکور ہے: ﴿وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝﴾ [الجن: ۸۔۹] ''(جنات کہتے ہیں) اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پر پایا۔ اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لیے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔''

جنات اپنی شکل وصورت تبدیل کر سکتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ [الانفال: ۴۷۔۴۸] ''ان لوگوں جیسے نہ بنو جو اتراتے ہوئے اور لوگوں میں خودنمائی کرتے ہوئے اپنے گھروں سے چلے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اسے گھیر لینے والا ہے جبکہ ان کے اعمال، شیطان انہیں زینت دار دکھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ لوگوں میں سے کوئی بھی آج تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ میں خود بھی تمہارا حمایتی ہوں لیکن جب دونوں جماعتیں نمودار ہوئیں تو اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں تو تم سے بری ہوں۔ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب والا ہے۔''

ان آیات کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر مشرکین جب مکہ سے روانہ ہوئے تو انہیں اپنے حریف قبیلے بنو بکر بن کنانہ سے اندیشہ تھا کہ وہ پیچھے سے انہیں نقصان نہ پہنچائے، چنانچہ شیطان سراقہ بن مالک کی صورت بنا کر آیا، جو بنو بکر بن کنانہ کے ایک سردار تھے، اور انہیں نہ صرف فتح و غلبہ کی بشارت دی بلکہ اپنی حمایت کا بھی پورا یقین دلایا۔ لیکن جب ملائکہ کی صورت میں امدادِ الٰہی اسے نظر آئی تو ایڑیوں کے بل بھاگ کھڑا ہوا۔ (۲)

---

(۱) [بخاری (۴۸۰۰) کتاب التفسیر: باب قولہ تعالیٰ: حتی اذا فزع عن قلوبھم...]
(۲) [تفسیر احسن البیان (ص: ۴۹۴)]

معلوم ہوا کہ جنات انسانی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کا ثبوت وہ روایت بھی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو صدقہ کی کھجوروں کی نگرانی کے لیے مقرر فرمایا تو شیطان ایک آدمی کی شکل بن کر آیا اور چوری کی کوشش کی مگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا۔ پھر اس نے منت سماجت کی تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ (۱) ایک اور حدیث کے مطابق جنات سانپوں کی صورت بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ (۲)

(شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ جنات انسانوں اور جانوروں کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ لہٰذا وہ سانپ، بچھو وغیرہ اور اونٹ، گائے، بکری، گھوڑا، خچر، گدھا، پرندوں اور اولادِ آدم کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ شیطان سراقہ بن مالک کی صورت میں قریش کے پاس آیا تھا جب انہوں نے جنگ بدر کے لیے نکلنے کا ارادہ کیا تھا۔ (۳)

(ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ) جنات مختلف صورتیں اختیار کر لیتے ہیں اور گھروں کے سانپ بھی بعض اوقات جن ہی ہوتے ہیں۔ (٤)

(علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ) جنات کالے کتے کی بھی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ (٥)

جنات نبی کریم ﷺ کی صورت اختیار نہیں کر سکتے

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي﴾ ''یقیناً شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔'' (٦)

جنات علم غیب نہیں جانتے

کیونکہ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ [الانعام: ۵۹] ''اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، انہیں صرف وہی جانتا ہے۔'' اور بطورِ خاص جنات کے پاس علم غیب نہ ہونے کی دلیل درج ذیل آیت ہے:

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ﴾ [سبا: ۱٤] ''پھر جب ہم نے ان (سلیمان علیہ السلام) پر موت کا حکم بھیجا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے کے جو ان کی لاٹھی کو کھا رہا تھا۔ پس جب (سلیمان علیہ السلام) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس

---

(۱) [بخاری (۵۰۱۰) کتاب فضائل القرآن: باب فضل سورة البقرة]

(۲) [مسلم (۲۲۳٦) کتاب السلام: باب قتل الحيات وغيرها]

(۳) [مجموع الفتاوى لابن تيمية (۱۹/٤٤)] (٤) [الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي (ص: ۱۵)]

(٥) [مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (۳/۷۰۰)] (٦) [بخاری (٦۹۹٤) مسلم (۲۲٦٦)]

ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔'' اہل علم کا کہنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں جنات کے بارے میں مشہور ہو گیا تھا کہ یہ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کے ذریعے سے اس عقیدے کے فساد کو واضح کر دیا۔ (۱)

جنات موت کے وقت انسان کو خبطی بنا سکتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موت کے وقت شیطانی حملے سے ان الفاظ میں اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا ﴾ ''اے اللہ! میں دیوار کے گرنے سے تیری پناہ پکڑتا ہوں' اور اونچی جگہ سے گرنے سے تیری پناہ پکڑتا ہوں اور ڈوبنے' جلنے اور بڑھاپے کی عمر سے تیری پناہ پکڑتا ہوں' اور اس بات سے تیری پناہ پکڑتا ہوں کہ موت کے وقت شیطان (مجھ پر حملہ آور ہو اور) مجھے خبطی بنا دے اور میں تیرے راستے میں پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے مرنے سے تیری پناہ پکڑتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ پکڑتا ہوں کہ کسی زہریلے جانور کے ڈسنے کی وجہ سے مجھے موت آئے۔'' (۲)

جنات کی خوراک

(1) ایک حدیث میں ہے کہ جنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی خوراک کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ﴿لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِیْ أَيْدِيْكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُوْنُ لَحْمًا وَ كُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَاِنَّهُمَا طَعَامُ اِخْوَانِكُمْ ﴾ ''تمہاری خوراک ہر وہ ہڈی ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور وہ تمہارے ہاتھ میں آتے ہی گوشت سے بھرپور ہو جائے گی اور تمہارے جانوروں کا چارہ مینگنیاں ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کہ تم ان دونوں اشیاء کے ساتھ استنجا مت کرو کیونکہ یہ تمہارے (مسلمان جن) بھائیوں کی خوراک ہے۔'' (۳)

(2) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہڈی اور گوبر سے استنجا نہ کرنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ﴿ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَ اِنَّهُ اَتَانِیْ وَفْدُ جِنِّ نَصِيْبِيْنَ - وَ نِعْمَ الْجِنُّ - فَسَاَلُوْنِیْ الزَّادَ ، فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ اَنْ لَا يَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ اِلَّا وَجَدُوْا عَلَيْهَا

---

(۱) [تفسیر احسن البیان (ص: ۱۲۰۲)]

(۲) [صحیح: صحیح ابو داود' ابو داود (۱۵۵۲) کتاب الصلاۃ: باب فی الاستعاذۃ' نسائی (۲۸۳/۸)]

(۳) [مسلم (۴۵۰) کتاب الصلاۃ: باب الجهر بالقراءۃ فی الصبح والقراءۃ علی الجن]

طُعْمًا ﴾ ''وہ جنوں کی خوراک ہیں۔ میرے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک وفد آیا تھا اور کیا ہی اچھے وہ جن تھے۔ تو انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے ان کے لیے اللہ سے یہ دعا کی کہ جب ہڈی یا گوبر پر ان کی نظر پڑے تو ان کے لیے اس چیز سے کھانا ملے۔''(۱)

(3) ہر وہ نوالہ بھی جنات کی خوراک ہے جو زمین پر گر جائے اور اسے اٹھا کر نہ کھایا جائے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَ لْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ ﴾ ''جب تم میں سے کسی کا کوئی لقمہ زمین پر گر جائے تو اسے صاف کر کے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔''(۲)

(4) ایک روایت میں جنات کے کھانے کا طریقہ بھی مذکور ہے، چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ لَا يَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَ لَا يَشْرَبْ بِشِمَالِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَ يَشْرَبُ بِشِمَالِهِ ﴾ ''تم میں سے کوئی بھی اپنے بائیں ہاتھ سے مت کھائے پیے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔''(۳)

(5) اگر کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو جنات انسانوں کے کھانے میں بھی شریک ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے (یعنی بِسْمِ اللّٰہ پڑھتا ہے) اور کھانے کے وقت بھی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان (دوسرے اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے نہ تو (یہاں) تمہارے لیے رات کا قیام ہے اور نہ ہی رات کا کھانا۔ لیکن جب انسان گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے تم نے (یہاں) رات کا قیام پا لیا اور جب انسان کھانے کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے تم نے رات کا قیام اور رات کا کھانا (دونوں کو) پا لیا۔(۴)

جنات کے پسندیدہ مقامات اور رہائش گاہیں

اہل علم کا کہنا ہے کہ بالعموم جنات اپنی رہائش کے لیے اندھیری جگہوں، غیر آباد مکانوں، صحراؤں، جنگلوں، قبرستانوں، ویران وادیوں، سمندروں، کھیتوں، بلوں، درختوں، گھاٹیوں اور نجاست وگندگی کی جگہ کو ہی پسند کرتے ہیں۔ البتہ کچھ اہل علم نے نیک اور بد جنات کی رہائش گاہوں میں فرق بتایا ہے۔ یعنی نیک جن عموماً مساجد اور بیت اللہ کے قریب رہنے کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ بد اور کافر و فاجر جن بیت الخلاء اور گندگی کے ڈھیروں میں رہنا پسند

---

(۱) [بخاری (۳۸۶۰) کتاب مناقب الانصار : باب ذکر الجن]

(۲) [مسلم (۲۰۳۴) ابوداود (۳۸۴۵) ترمذی (۱۸۰۳) مسند احمد (۲۹۰/۳) نسائی فی الکبری (۶۷۶۵)]

(۳) [صحیح : الصحیحۃ (۱۲۳۶) ترمذی (۱۷۹۹) ابن ماجہ (۳۲۶۶) ابوداود (۴۱۳۷)]

(۴) [مسلم (۲۰۱۸) کتاب الأشربۃ : باب آداب الطعام والشراب وأحکامھما 'ابو داود (۳۷۶۵) کتاب الأطعمۃ : باب التسمیۃ علی الطعام 'ابن ماجہ (۳۸۸۷) احمد (۱۵۱۱۰)]

کرتے ہیں۔ اسی لیے ایک روایت میں ہے کہ

﴿ إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ : أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ ﴾ ''بلاشبہ ان قضائے حاجت کے مقامات پر جنات موجود ہوتے ہیں لہٰذا جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں آنے کا ارادہ کرے تو یوں کہے ''میں خبیث جنوں اور خبیث چڑیلوں سے اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں۔''(۱)

﴿ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ ﴾ کے متعلق امام ابن اثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ((أَيْ يَحْضُرُهَا الْجِنُّ وَ الشَّيَاطِيْنُ)) یعنی ان مقامات پر جنات وشیاطین موجود ہوتے ہیں۔(۲)

﴿ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ ﴾ کے متعلق شیخ عبد المحسن العباد فرماتے ہیں کہ ((يَعْنِيْ أَنَّ الْكُنُفَ أَوْ أَمَاكِنَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ تَحْضُرُهَا الشَّيَاطِيْنُ أَيْ شَيَاطِيْنُ الْجِنِّ)) یعنی بیت الخلاء یا قضائے حاجت کے مقامات پر شیاطین حاضر ہوتے ہیں یعنی جنوں میں سے جو شیاطین ہیں۔(۳) معلوم ہوا کہ گندگی کے مقامات پر جنوں کی وہ قسم رہتی ہے جو شیطان ہے یعنی جو بد اور فاجر ہیں۔

علاوہ ازیں جنات ایسی جگہوں پر بیٹھنا پسند کرتے ہیں جہاں دھوپ اور سایہ دونوں جسم پر پڑے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُجْلَسَ بَيْنَ الضَّحِّ وَ الظِّلِّ وَقَالَ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے دھوپ اور چھاؤں کے درمیان میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔''(۴) امام ابن اثیر رحمہ اللہ حدیث کے ان الفاظ ((بَيْنَ الضَّحِّ وَ الظِّلِّ)) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی آدھا سورج (کی دھوپ) میں اور آدھا سائے میں ہو۔''(۵) لہٰذا بیک وقت دھوپ اور سائے میں بیٹھنے سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ شیطان کے بیٹھنے کا مقام ہے۔

بازاروں میں بھی جنات کا اکثر بسیرا رہتا ہے کیونکہ یہی وہ مقامات ہیں جہاں پر جھوٹ، فریب، دھوکہ، سود خوری، حرام خوری، عورتوں کا بناؤ سنگھار کر کے بے حجاب گھومنا پھرنا اور گانے بجانے جیسے شیطانی کام عروج پر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ ﴿ لَا تَكُوْنَنَّ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوْقَ وَ لَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيَاطِيْنِ ﴾ ''اگر تم ایسا کر سکو تو ضرور کرو کہ بازار میں داخل ہونے والے پہلے شخص اور بازار سے نکلنے والے آخری شخص مت بنو کیونکہ یہ شیاطین کا

---

(۱) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۱۰۷۰) مسند احمد (۳۶۹/۴) ابن حبان (۱۲۶) طیالسی (۶۷۹)]

(۲) [النهایة فی غریب الحدیث (۹۸۸/۱)] (۳) [شرح سنن ابی داود (۷۱/۱)]

(٤) [صحیح : صحیح الترغیب (۳۰۸۱) مسند احمد (٤۱۳/۳) شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [الموسوعة الحدیثیة (۱۵٤۵۹)]

(٥) [النهایة فی غریب الحدیث (۱٦۳/۳)]

میدانِ جنگ ہے۔"(۱) امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بازار کو شیاطین کا میدانِ جنگ اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے شیطان لوگوں کو مغلوب کرنے اور انہیں پھسلانے کے لیے تیاری پکڑتے ہیں۔(۲) امام ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیاطین کے میدانِ جنگ سے مراد شیاطین کی وہ جگہ ہے جہاں وہ پناہ پکڑتے ہیں اور جہاں وہ کثرت سے موجود ہوتے ہیں کیونکہ بازار میں حرام اُمور، جھوٹ، سود اور غصب وغیرہ جیسے (شیطان کے پسندیدہ) کام انجام دیئے جاتے ہیں۔(۳)

بعض جنات ایسے بھی ہیں جو لوگوں کے گھروں میں رہائش اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ ایک روایت کے مطابق ایک نوجوان نے اپنے گھر میں ایک سانپ کو مارا، جو درحقیقت جن تھا، جواباً سانپ نے بھی اس نوجوان پر حملہ کر دیا، جس سے وہ نوجوان بھی ہلاک ہو گیا اور سانپ بھی مر گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ ﴿إِنَّ بِالْمَدِينَةِ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ أَسْلَمُوا فَمَنْ رَأَى شَيْئًا مِّنْ هٰذِهِ الْعَوَامِرِ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا فَإِنْ بَدَا لَهُ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ﴾ "بلا شبہ مدینہ میں جنات کا ایک گروہ اسلام قبول کر چکا ہے۔ پس جو بھی ان گھروں میں رہنے والے جنوں میں سے کسی کو پائے تو اسے تین دن تک (گھر چھوڑ کر چلے جانے) کی اطلاع دے، اگر وہ بعد میں بھی اسے نظر آئے تو اسے قتل کر دے کیونکہ وہ شیطان ہے۔"(۴)

جنات کے پھیلنے کے اوقات

ایک صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شام ہوتی ہے اور رات کا آغاز ہوتا ہے ﴿فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ﴾ "اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں" لہٰذا اس وقت اپنے بچوں کو گھروں میں روک لینا چاہیے اور بسم اللہ پڑھ کر گھروں کے دروازے بند کر دینے چاہییں کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتے۔(۵)

جنات کی شادیاں ہوتی ہیں اور اولاد بھی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ﴾

[الكهف: ٥٠] "(ابلیس) جنوں میں سے تھا، اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی، کیا پھر بھی تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو اپنا دوست بنا رہے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے۔"

---

(۱) [مسلم (۲٤٥١) مسند بزار (۳۹۲/۱) کنز العمال (۹۳۳٥)]

(۲) [کشف المشكل من حديث الصحيحين (ص: ۱۰٥۳)]

(۳) [النهاية في غريب الحديث (٤٤٧/۳)]

(٤) [مسلم (۲۲۳٦) كتاب السلام: باب قتل الحيات وغيرها]

(٥) [بخاری (۳۳۰٤) كتاب بدء الخلق: باب صفة ابليس، مسلم (۲۰۱۲)]

معلوم ہوا کہ شیطان کی اولاد ہے اور یہ بات محتاجِ بیان نہیں کہ اولاد بیوی سے ہی ہوتی ہے۔ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے آ کر مجھ سے پوچھا، کیا ابلیس کی بیوی ہے؟ تو میں نے یہ آیت تلاوت کی ''کیا پھر بھی تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو اپنا دوست بنا رہے ہو؟'' اور کہا کہ تمہیں علم ہے کہ اولاد صرف بیوی سے ہی ہوتی ہے، اس پر اس نے کہا جی ہاں۔ علاوہ ازیں قتادہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جنات میں بھی اسی طرح توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے جیسے اولادِ آدم میں ہے۔ (۱)

جنات نر اور مادہ ہوتے ہیں، اس کی دلیل وہ روایت ہے جس میں بیت الخلاء جاتے وقت یہ دعا پڑھنے کا ذکر ہے کہ ''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور چڑیلوں سے بچاؤ کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' (۲)

جنات کو جانور بھی دیکھ لیتے ہیں

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَ إِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا ﴾ ''مرغ کی اذان سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔'' (۳)

اللہ کے کچھ نیک بندوں سے جنات ڈرتے ہیں

(1) رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ﴿ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ ﴾ ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب بھی شیطان تجھے کسی راستے سے آتا ہوا دیکھتا ہے تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔'' (٤)

(2) اور ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ ﴿ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ ! ﴾ ''اے عمر! شیطان تجھ سے ڈرتا ہے۔'' (٥)

قرآن کریم انسانوں کی طرح جنات کے لیے بھی معجزہ ہے

یعنی جنات بھی اس جیسی کتاب لانے سے قاصر ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

---

(۱) [دیکھئے : تفسیر ابن کثیر (۱۷۹/۵)]

(۲) [بخاری (۱٤۲) کتاب الوضوء : باب ما یقول عند الخلاء]

(۳) [بخاری (۳۳۰۳) کتاب بدء الخلق : باب خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال]

(٤) [بخاری (۳۲۹٤) کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس و جنوده]

(٥) [**صحیح** : السلسلة الصحیحة (۲۲٦۱) ترمذی (۳٦۹۰) کتاب المناقب : باب فی مناقب عمر]

﴿قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا﴾ [الاسراء : ۸۸] ''کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔''

جنات میں انسانوں کی طرح مومن بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ﴾ [الجن : ۱۴] ''(جنات نے کہا) ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض ظالم ہیں۔'' امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''ہم میں بعض مسلمان ہیں'' سے مراد ہے کہ وہ محمد ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں اور ''بعض ظالم ہیں'' کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں۔(۱) امام بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''ظالم'' وہ ہیں جو حق کے راستے سے انحراف کرتے ہیں اور حق کا راستہ ایمان واطاعت کا راستہ ہے۔(۲)

نیک جن دوسرے جنوں کو دین کی تبلیغ بھی کرتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ ... اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ [الاحقاف : ۲۹۔۳۲] ''اور یاد کرو! جبکہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب (نبی کے) پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا (یعنی آپ ﷺ نے اپنی تلاوت ختم کر لی) تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے۔ کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین کی اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کے بلانے والے کا کہا مانو، اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں المناک عذاب سے پناہ دے گا۔ اور جو شخص اللہ کے بلانے والے کا کہا نہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا، نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مددگار ہوں گے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔''

انسانوں کی طرح جنوں کے پیغمبر بھی محمد ﷺ ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

---

(۱) [معالم التنزیل (۲۴۱/۸)]
(۲) [تفسیر البیضاوی (۳۳۵/۵)]

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝﴾[الفرقان : ١] ''بہت بابرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تا کہ وہ تمام جہان والوں کے لیے آگاہ کرنے والا بن جائے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جہان والوں سے مراد جن وانس ہیں۔ (١)

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) محمد ﷺ انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ (٢)

(امام رازی رحمہ اللہ) سورۂ احقاف کی آیت نمبر ۳۱ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ آیت ثبوت ہے کہ آپ ﷺ جیسے انسانوں کی طرف مبعوث تھے اسی طرح جنوں کی طرف بھی مبعوث تھے۔ مقاتل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو بھی جن وانس کی طرف مبعوث نہیں فرمایا۔ (٣)

(شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ) سورۂ جن کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں بہت سے فوائد ہیں اور ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انسانوں کی طرح جنات کے بھی پیغمبر ہیں۔ (٤)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جن وانس دونوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ (٥)

کویت کی وزارتِ اوقات کے شائع کردہ موسوعہ فقهيه میں ہے کہ ''اس بات پر علما کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔''(٦)

جنات کو بھی موت آتی ہے

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کائنات کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس حوالے سے چند آیات حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾[آل عمران : ١٨٥] ''ہر جان موت کو چکھنے والی ہے۔''

(2) ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝﴾[الرحمن : ٢٦ - ٢٧] ''جو بھی زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ صرف عظمت وعزت والی تیرے رب کی ذات ہی باقی رہے گی۔''

علاوہ ازیں ایک حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کو موت آتی ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کی ایک دعا کے الفاظ یہ بھی تھے کہ ﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَ الْجِنُّ وَ الْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ ﴾ ''اے اللہ! میں تیری عزت کے ساتھ تیری پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، جسے موت نہیں آتی، جبکہ جنوں اور انسانوں کو موت آتی ہے۔''(٧)

---

(١) [تفسیر بغوی (٦٩/٦)] (٢) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (٣٢/١٩)]
(٣) [تفسیر الرازی (٦٨/١٤)] (٤) [تیسیر الکریم الرحمن (٨٩١/١)]
(٥) [فتاوی اللجنة الدائمة (٣٧٠/٣)] (٦) [الموسوعة الفقهیة الکویتیة (٩٣/١٦)]
(٧) [بخاری (٧٣٨٣) کتاب التوحید : باب قول الله تعالی "وهو العزیز الحکیم" ، مسلم (٢٧١٧)]

⇦ یہاں یہ یاد رہے کہ ابوالجن ''ابلیس'' کو بہت سی حکمتوں کے تحت تا قیامت مہلت دی گئی ہے اس لیے اس کی زندگی قیامت تک ہے، قیامت سے پہلے اسے موت نہیں آئے گی۔

مومن جن جنت میں اور کافر جن جہنم میں جائیں گے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ﴾ [الاعراف : ۱۷۹]
''اور یقیناً ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے بہت زیادہ تعداد کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے۔''

(2) ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ
﴿فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿١٤﴾ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿١٥﴾﴾ [الجن : ۱٤-۱۵] ''(جنات نے کہا ہم میں) جو فرمانبردار ہو گئے انہوں نے تو راہ راست کا قصد کیا اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی طرح جنات بھی دوزخ اور جنت دونوں میں جانے والے ہوں گے، ان میں جو کافر ہوں گے وہ جہنم میں اور مسلمان جنت میں جائیں گے۔ (۱) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر جنوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور جمہور اہل علم یہ کہتے ہیں کہ مسلمان جن جنت میں داخل ہوں گے۔ (۲)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) جنات اللہ کی ایک مخلوق ہیں، کتاب وسنت میں ان کا ذکر ہوا ہے اور وہ بھی مکلف ہیں۔ ان کے مومن جنت میں اور ان کے کافر جہنم میں جائیں گے۔ (۳)

⇦ یہاں کسی کے ذہن میں اگر یہ اشکال پیدا ہو کہ جنات تو خود آگ سے پیدا ہوئے ہیں پھر انہیں آگ کا عذاب کیسے ہوگا؟ تو اس کے بہت سے جوابات ہیں جن میں سے زیادہ مناسب اور مختصر جواب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خود یہ ذکر فرمایا ہے کہ سرکش جنوں کو آتش جہنم میں عذاب دیا جائے گا تو اس پر ہمارا کامل ایمان ہونا چاہیے کہ انہیں عذاب ہوگا، البتہ اس عذاب کی صورت وکیفیت اور حقیقت کیا ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ نے ہم سے مخفی رکھا ہے اس لیے ہمیں بھی اس سلسلے میں خاموشی ہی اختیار کرنی چاہیے۔

جنات کی آسیب زدگی اور اس کے اسباب

جنات کا انسانوں کو تکلیف پہنچانا

اگرچہ جن اور انسان دو الگ الگ مخلوقات ہیں۔ دونوں کی رہائش، خوراک اور دیگر ضروریات ایک دوسرے

---

(۱) [تفسیر احسن البیان (ص : ۱٦٤٠)] (۲) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۳۸/۱۹)]
(۳) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۲۸۲/۱)]

سے یکسر مختلف ہیں اور دونوں کو اپنے تمام معاملات میں ایک دوسرے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی بعض اوقات انسانوں کی طرف سے جنوں کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے اور ایسا اکثر لاعلمی میں ہوتا ہے کیونکہ جنات انسانوں کو دکھائی نہیں دیتے۔ جبکہ بعض اوقات جنات بھی انسانوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں لیکن وہ ایسا شعوری طور پر کرتے ہیں کیونکہ وہ انسانوں کو دیکھتے ہوئے ایسا کرتے ہیں۔

جنات کا انسانوں کو تکلیف پہنچانا شریعتِ مطہرہ سے بھی ثابت ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک نوجوان کے گھر میں سانپ گھس آیا اور پھر دونوں میں لڑائی ہوئی جس کے نتیجے میں دونوں ہی ہلاک ہو گئے۔ بعد ازاں نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ وہ سانپ دراصل شیطان تھا۔ [1] اس کے مزید دلائل آگے آرہے ہیں۔ تاہم یہاں [illegible]۔ ابوبکر الجزائری کا بیان کردہ آنکھوں دیکھا واقعہ ذکر کر دینا مناسب ہے تاکہ جنات کی طرف سے انسانوں کو تکلیف پہنچانے کی مزید وضاحت ہو جائے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ

''یہ میری اپنی عزیز بہن سعدیہ کا دردناک سانحہ ہے۔ بچپن میں اس المیہ کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور تب سے دل پر اس صدمہ کا داغ اٹھایا ہے۔ قصہ یوں ہے کہ ایک روز ہم چھوٹے چھوٹے بچے کھجور کی خشک لکڑیوں کا گٹھا بنا کر ایک رسی کی مدد سے مکان کی چھت پر اسے چڑھا رہے تھے۔ میری بہن سعدیہ جو عمر میں مجھ سے کچھ ہی بڑی تھی، چھت پر تھی اور اوپر سے رسی کھینچ کر لکڑیاں ایک طرف رکھتی جاتی تھی۔ اتفاق سے ایک مرتبہ جب سعدیہ نے رسی کھینچی تو گٹھا بھاری ہونے کی وجہ سے اس سے کھینچا نہ جا سکا۔ چنانچہ رسی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور گٹھا نیچے گر گیا۔ سوئے اتفاق کہ گٹھا جہاں گرا وہاں کوئی جن براجمان تھا اور یہ گٹھا ٹھیک اس کے اوپر گرا۔ جس سے اس کو تکلیف ہوئی لیکن اس خبیث نے نادانستگی کی اس اذیت کا بدلہ اس طرح لینا شروع کیا کہ رات کو جب میری بہن محوِ خواب ہوتی تو یہ آ کر اس کا نیند میں گلہ دباتا اور بے چاری بہن انتہائی کرب کے عالم میں ذبح کی گئی بکری کی طرح تڑپ اٹھتی اور زمین پر اپنی ایڑیاں رگڑتی اور جب تک اَدھ موئی نہ ہو جاتی یہ ظالم جن اسے نہ چھوڑتا۔ ہفتہ میں کئی کئی دن اس طرح ہوتا۔ ایک دن بہن کی زبانی اس ملعون جن نے اس کا اظہار بھی کیا کہ فلاں فلاں دن کی اذیت کا وہ اس طرح بدلہ لے رہا ہے۔ ہماری بہن سعدیہ اس ایک روز کی معمولی خطا کی پاداش میں دس سال کے طویل عرصہ تک یہ کربناک اذیت سہتی رہی اور ہفتہ عشرہ میں کئی کئی دن ایسا ہوتا کہ موت اس کے قریب آ کر لوٹ جاتی۔ آخر ایک روز جن نے اس کا گلا اس زور سے دبایا کہ اس کا سانس اُکھڑ گیا۔ اس نے آخری بار زمین پر اپنی ایڑیاں رگڑیں اور پھر اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اللہ تعالیٰ بال بال اس کی مغفرت فرمائے اور اپنی رحمت کے سائے میں اسے جگہ دے۔ آمین۔''

---

(۱) [مسلم (۲۲۳٦) کتاب السلام : باب قتل الحیات وغیرھا]

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد علامہ ابوبکر الجزائری خود فرماتے ہیں کہ ''یہ کوئی افسانہ نہیں بلکہ ہمارے اپنے سروں پر پڑی ہوئی افتاد ہے۔ اس کی صداقت کی اس سے بڑی نشانی اور کیا ہوگی کہ ہماری ان آنکھوں نے اسے ہوتا ہوا دیکھا ہے۔''(۱) معلوم ہوا کہ جنات انسانوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور یہ بات شرعی دلائل کے علاوہ اہل علم کے مشاہدات وواقعات سے بھی ثابت ہے۔ یہ جنات انسانوں کو کن کن طریقوں سے تکلیف پہنچاتے ہیں، اس کا بیان آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

جنات کے تکلیف پہنچانے کے طریقے

جنات انسانوں کو دو طرح سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ یا تو انسانی جسم میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس پر کلی طور پر کنٹرول حاصل کر لیتے ہیں (اسی کو آسیب زدگی کہتے ہیں)، یا پھر انسانی جسم میں داخل ہوئے بغیر مختلف انداز سے تکلیف پہنچاتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی یہی بات ذکر فرمائی ہے کہ جنات انسان پر یا تو اس طرح اثر انداز ہوتے ہیں کہ جسم انسانی میں داخل ہو کر اسے آسیب زدہ بنا دیتے ہیں یا پھر اسے دورے ڈال کر یا خوف ووحشت میں مبتلا کر کے (غرض مختلف طریقوں سے) تکلیف پہنچاتے رہتے ہیں۔(۲) ان دونوں طریقوں کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے۔

چمٹے بغیر انسانوں کو تنگ کرنا

یعنی اس صورت میں جنات انسانی جسم میں داخل تو نہیں ہوتے لیکن مختلف طریقوں سے انسانوں کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں جیسے کسی کا گلہ دبا دینا، کھانے میں غلاظت ڈال دینا، چولہے سے ہنڈیا گرا دینا، میاں بیوی میں شکوک وشبہات پیدا کر کے ان کی لڑائی کرا دینا، گھر کی کوئی قیمتی چیز غائب کر دینا اور بے خوابی کی کیفیت پیدا کر دینا وغیرہ۔ مزید جنات کے تنگ کرنے کے چند مخصوص طریقے حسب ذیل ہیں:

○ **ڈراؤنے خواب دلانا:**

جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ : مِنْهَا أَهَاوِيلُ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيُحْزِنَ بِهَا ابْنَ آدَمَ ... ﴾ ''خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ان میں ایک قسم وہ ہے جو شیطان کی طرف سے ہولناکیوں پر مشتمل ہوتی ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے اولادِ آدم کو غمگین کرے۔''(۳) ایک دوسری روایت میں خواب کی ایک قسم یہ بھی مذکور ہے ﴿ وَ تَخْوِيفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ ﴾ ''اور تخویف (ڈرانا) شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔''(٤) امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو ایسے خواب آئیں جو

---

(۱) [عقيدة المومن (ص : ۲۲۹ـ۲۳۰)] (۲) [مجموع الفتاوى لابن عثيمين (۱/۱۵۷)]
(۳) [صحيح : الصحيحة (۱۸۷۰) ابن ماجه (۳۹۰۷)] (٤) [صحيح : الصحيحة (۱۳٤۱) ابن ماجه (۳۹۰٦)]

اسے غم زدہ اور پریشان کردیں۔ (۱)

نومولود کو اذیت دینا:

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُوْدٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ ﴾ ''ہر ایک بنی آدم جب پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے اور بچہ شیطان کے چھونے کی وجہ سے زور سے چیختا ہے۔''(۲)

استحاضہ کی بیماری میں مبتلا کر دینا:

جیسا کہ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استحاضہ کے متعلق فرمایا کہ ﴿إِنَّمَا هِيَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ ﴾ ''یہ تو محض شیطان کا ایک چوکہ ہے۔''(۳) استحاضہ اُس خون کو کہتے ہیں جو ایامِ ماہواری کے علاوہ کسی رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے۔

طاعون میں مبتلا کرنا:

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ الطَّاعُوْنُ وَخْزُ أَعْدَائِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ هُوَ لَكُمْ شَهَادَةٌ ﴾ ''طاعون کی بیماری جنوں میں سے تمہارے دشمنوں کے نیزے کا زخم ہے اور یہ تمہارے لیے شہادت ہے۔''(٤)

مختلف امراض میں مبتلا کرنا:

جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔ چنانچہ سورۂ صٓ میں ہے کہ ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اور کہا ﴿ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴾ [صٓ : ٤١] ''مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔''

واضح رہے کہ دراصل ہر بیماری اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے لیکن شیطان بعض اوقات کسی بیماری میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے مثلاً بعض اوقات شیطانی وسوسے کے باعث انسان کوئی ایسا کام کر بیٹھتا ہے جو اسے کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

کچھ چرا کر لے جانا:

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقہ فطر کی حفاظت

---

(۱) [فیض القدیر (٤/ ٦٠)]

(۲) [بخاری (۳٤۳۱) کتاب احادیث الانبیاء : باب قول اللہ تعالیٰ : واذکر فی الکتاب مریم]

(۳) [حسن : صحیح ابو داود ' ابو داود (۲۸۷) کتاب الطهارة : باب من قال إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة ' ترمذی (۱۲۸) ابن ماجه (٦۲۷) حاکم (۱/ ۱۷۲) دارقطنی (۱/ ۲۱٤) احمد (٦/ ٤۳۹)]

(٤) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۳۹۵۱) الصحیحة (۱۹۲۸) طبرانی اوسط (۵٦٦۱)]

کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ شیطان وہاں سے روزانہ اناج چرانے کی کوشش کرتا مگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسے پکڑ لیتے۔ بالآخر شیطان آپ رضی اللہ عنہ کو ایک دعا سکھا گیا۔ (۱)

چمٹ کر انسانوں کو تنگ کرنا

جنات کی طرف سے انسانوں کو تکلیف پہنچانے کی یہ صورت ایسی ہے کہ اس میں انسان کا عقل و شعور ہی باقی نہیں رہتا، وہ کیا کہہ رہا ہے اسے کچھ علم نہیں ہوتا، اس پر پاگل پن کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تو اس کے لیے کھڑا ہونا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اسے عربی میں مسّ یا الصرع کہا جاتا ہے۔ جس شخص پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے اسے المصروع کہا جاتا ہے۔ اردو میں اسے آسیب زدگی، جن زدگی یا جن کا چمٹنا کہتے ہیں۔

اس قسم کا جناتی دورہ دراصل مرگی کے دورے کے مشابہ ہوتا ہے۔ اسی لیے اس کے لیے (جناتی) مرگی کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جب مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو انسان کے اعضائے رئیسہ کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور انسان پر دیوانگی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ (۲) مرگی کا دورہ مختلف طبی وجوہات کی بنا پر پڑتا ہے، لیکن ضروری نہیں کہ ہمیشہ ایسے دورے کے پیچھے طبی وجوہات ہی ہوں بلکہ بعض اوقات یہ دورہ جناتی اثرات کی وجہ سے بھی پڑتا ہے۔ انسانوں کو جن چمٹنے کے حوالے سے چند دلائل حسب ذیل ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

○ قرآن کریم سے ثبوت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِیْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾[البقرة : ۲۷۵] ''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (روزِ قیامت) اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر دیوانہ بنا دیا ہو۔''

اس آیت میں جو یہ مذکور ہے کہ ''شیطان نے چھو کر دیوانہ بنا دیا ہو'' اسی کا نام اردو میں آسیب زدگی یا جن کا چمٹنا ہے۔ چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ ''اس سے مراد یہ ہے کہ وہ (سود خور) قیامت کے روز قبروں سے اس طرح اٹھیں گے جیسا کہ آسیب زدہ حالتِ آسیب میں اٹھتا ہے کہ جن نے اسے لپٹ کر دیوانہ بنا رکھا ہوتا ہے۔'' (۳) امام بغوی رحمہ اللہ نے بھی ''شیطان کے چھو کر دیوانہ بنا دینے'' کی تفسیر انہی الفاظ میں کی ہے کہ جیسے اسے جن چمٹا ہوا ہو۔ (٤) امام قرطبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ

((فِیْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى فَسَادِ اِنْكَارِ مَنْ اَنْكَرَ الصَّرْعَ مِنْ جِهَةِ الْجِنِّ وَزَعَمَ اَنَّهُ مِنْ

---

(۱) [بخاری (۲۳۱۱)، (۳۲۷۵)، (۵۰۱۰) كتاب الوكالة : باب اذا وكل رجلا فترك الوكيل شيئا]

(۲) [فتح الباری (۱۰/۱۱٤)] (۳) [تفسير ابن كثير (۱/۷۰۸)]

(٤) [معالم التنزيل (۱/۳٤۰)]

فِعْلِ الطَّبَائِعِ وَ اَنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْلُكُ فِي الْاِنْسَانِ وَلَا يَكُوْنُ مِنْهُ مَسٌّ)) ''یہ آیت ان لوگوں کے موقف کے غلط ہونے کا ثبوت ہے جو جنات کے ذریعے آسیب زدگی کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی یہ مانتے ہیں کہ شیطان انسان میں (داخل ہو کر خون کی طرح) گردش کرتا ہے اور وہ انسان کو چمٹ سکتا ہے، بلکہ وہ اس حالت کو محض ایک طبعی مرض قرار دیتے ہیں۔''(۱)

○ احادیث نبویہ سے ثبوت:

(1) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ ﴾ ''بلاشبہ شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔''(۲)

امام سیوطی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا ایک تو ظاہری مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اتنی قدرت وطاقت دے رکھی ہے کہ وہ انسان کے اندر خون کی طرح گردش کر سکتا ہے۔ لیکن اس کا ایک دوسرا مفہوم یہ ہے کہ یہ بات محض استعارۃً ذکر کی گئی ہے کیونکہ شیطان انسان کو بہت زیادہ بہکانے اور وساوس میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور یوں وہ انسان سے اسی طرح جدا نہیں ہوتا جیسے خون جدا نہیں ہوتا (اسی لیے اس کے کثرت سے بہکانے کو خون کی گردش کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے)۔(۳)

واضح رہے کہ جنات کے انسانی جسم میں داخل ہونے اور خون کی طرح گردش کرنے کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی بھی چیز دوسری چیز میں جذب ہو کر اسی کا حصہ بن جائے مثلاً کرنٹ کا بجلی کی تاروں میں جذب ہونا، پانی کا کپڑے میں جذب ہونا، مقناطیسی کشش کا مقناطیس میں جذب ہونا، اسی طرح آج کل کمپیوٹر استعمال کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ ایک وِنڈو (Window) اِنسٹال کرنے کے بعد اگر اسے اَپ گریڈ کیا جائے تو پہلی وِنڈو دوسری وِنڈو میں ہی جذب ہو جاتی ہے، دونوں کا الگ نہیں بلکہ ایک ہی وجود ہوتا ہے۔ بعینہٖ جن بھی انسانی جسم میں داخل ہو کر اس کا حصہ بن جاتا ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ جنات انسانی جسم میں داخل ہونے کے بعد بطورِ خاص دماغ کا رخ کرتے ہیں اور اکثر تو دماغ میں ہی رہتے ہیں کیونکہ دماغ پر کنٹرول کے بعد انسانی جسم کے کسی بھی عضو پر بآسانی کنٹرول حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(2) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اِذَا تَثَاءَ بَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ ﴾ ''جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو اپنے ہاتھ سے اسے روکے کیونکہ شیطان (منہ

---

(۱) [الجامع لأحکام القرآن (۳/۳۵۵)]

(۲) [بخاری (۲۰۳۸) کتاب الاعتکاف : باب زیارۃ المرأۃ زوجها فی اعتکافه ، ابو داود (۲۴۷۰)]

(۳) [حواشی علی صحیح مسلم (۵/۱۹۳)]

میں) داخل ہو جاتا ہے۔''(۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہاں داخلے سے شیطان کا حقیقی طور پر داخل ہونا ہی مراد لیا گیا ہو اور شیطان اگرچہ خون کی طرح انسانی جسم میں گردش کرتا ہے لیکن جب تک انسان اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے تب تک اسے انسان پر قدرت حاصل نہیں ہوتی لیکن (یہ بھی حقیقت ہے کہ) جب انسان جمائی لے رہا ہوتا ہے تو اس حالت میں وہ اللہ کا ذکر کرنے والا نہیں ہوتا تو شیطان اس پر قدرت حاصل کر لیتا ہے اور حقیقی طور پر اس میں داخل ہو جاتا ہے۔(۲) علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیطان کے داخل ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب انسان جمائی لینے کے لیے منہ کھولتا ہے تو شیطان اس کے پیٹ میں داخل ہو جاتا ہے۔(۳) شیخ عبد المحسن العباد فرماتے ہیں کہ یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ شیطان ابن آدم (کے جسم) میں خون کی طرح گردش کرتا ہے لہٰذا (جب وہ جمائی لینے کے لیے منہ کھولتا ہے اور اسے ہاتھ کے ساتھ نہیں روکتا) تو شیطان اس میں داخل ہو جاتا ہے۔(٤)

(3) عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ عہد رسالت میں ایک عورت کو مرگی کا دورہ پڑتا تھا۔ جب وہ نبی ﷺ کے پاس دعا کے لیے آئی تو آپ ﷺ نے اسے صبر کی تلقین کی۔ چنانچہ اس نے صبر کا ہی راستہ اپنا لیا جس کے بدلے میں اسے جنت کا وعدہ دیا گیا۔ البتہ اس نے یہ درخواست کی کہ جب مجھے دورہ پڑتا ہے تو میرے کپڑے اتر جاتے ہیں، آپ دعا کیجئے کہ میرے کپڑے نہ اتریں، چنانچہ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمادی۔(٥)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی توضیح کے مطابق اس عورت کو دورہ پڑنے کا سبب جن کا حملہ تھا۔(٦) ایک دوسری روایت میں تو یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ اس عورت نے جب دعا کی درخواست کی تو عرض کی ﴿ إِنِّي أَخَافُ الْخَبِيثَ أَنْ يُجَرِّدَنِي ﴾ ''مجھے اس خبیث (جن) سے خدشہ ہے کہ وہ مجھے برہنہ کر دے گا۔''(۷)

(4) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ﴿ لَمَّا اسْتَعْمَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الطَّائِفِ جَعَلَ يَعْرِضُ ... مَا أَحْسِبُهُ خَالَطَنِي بَعْدُ ﴾ ''جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے طائف کا گورنر مقرر کر کے بھیجا تو مجھے یوں لگتا کہ نماز میں کوئی چیز میرے سامنے آتی ہے جس کی وجہ سے مجھے یہ علم نہیں رہتا کہ میں نے نماز میں کیا پڑھا ہے؟ جب میں نے یہ چیز محسوس کی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف رختِ سفر باندھا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر کہا، یہ ابو العاص کا بیٹا ہے؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا، تجھے واپس کون سی چیز لائی ہے؟ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! نمازوں میں کوئی چیز میرے سامنے آجاتی ہے اور

(۱) [مسلم (۲۹۹۵) کتاب الزھد]
(۲) [فتح الباری (۱۰/ ۶۱۲)]
(۳) [فیض القدیر (۱/ ٤٠٤)]
(٤) [شرح سنن ابی داود (۲۸/ ٤٣٧)]
(٥) [بخاری (٥٦٥٢) کتاب المرضی : باب فضل من یصرع من الریح، مسلم (۲۵۷٦) احمد (۳۲٤٠)]
(٦) [فتح الباری (۱۰/ ۱۱٥)]
(۷) [مسند بزار (٥٠۷۳)]

مجھے یہ علم نہیں رہتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ شیطان ہے، ذرا قریب آؤ۔ میں آپ کے قریب ہو کر اپنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ میرے سینے پر ضرب لگائی اور (دم کر کے) میرے منہ پر تھوکا اور فرمایا﴿ أُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ ﴾ ''اے اللہ کے دشمن! نکل جا۔'' آپ نے تین بار ایسا کیا۔ پھر فرمایا کہ جاؤ اپنی ذمہ داری انجام دو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد میں مجھے یہ شکایت نہ رہی۔''(۱)

(5) حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی، جس کے ساتھ اس کا کم سن بچہ بھی تھا، اس نے عرض کیا کہ میرے اس بچے پر سات سال سے بلاء نے حملہ کر رکھا ہے، وہ اسے روزانہ دو مرتبہ پکڑ لیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس بچے کو میرے قریب کرو، اس نے بچہ قریب کیا تو ﴿ فَتَفَلَ فِيْ فِيْهِ وَقَالَ : أُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﴾ ''آپ ﷺ نے (دم کر کے) اس کے منہ میں تھوکا اور فرمایا اللہ کے دشمن نکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے اس عورت کو کہا کہ جب ہم واپس لوٹیں گے تو ہمیں اس کے متعلق بتلانا۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے تو بچے کے متعلق دریافت کیا۔ اس پر عورت نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت بخشی ہے! جب سے آپ ہم سے جدا ہوئے ہیں تب سے اب تک ہم نے اس پر کوئی چیز محسوس نہیں کی۔ (۲)

یہ تمام روایات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جنات کا انسانی جسم میں داخل ہونا ایک حقیقت ہے۔ اور پھر نبی ﷺ کا علاج کر کے انہیں بھگانا بھی مسنون عمل ہے۔ مزید اس کی تائید کے لیے کبار اہل علم کی چند آراء اور اقوال حسب ذیل ہیں، ملاحظہ فرمایئے۔

○ اهل علم کے اقوال و مشاهدات سے ثبوت:

(عمرو بن عبید رحمہ اللہ) جو شخص انسانی جسم میں جنوں کے داخل ہونے کا انکار کرتا ہے وہ دہریہ ہے۔(۳)

(ابن حزم رحمہ اللہ) جب شیطان انسان کو چھوتا ہے تو اللہ کی طرف سے اس پر دیوانگی مسلط ہو جاتی ہے۔(۴)

(امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے صاحبزادے عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں جن آسیب زدہ کے جسم میں داخل نہیں ہوتا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ((يَا بُنَيَّ يَكْذِبُوْنَ هٰذَا يَتَكَلَّمُ عَلَى لِسَانِهِ))''اے میرے بیٹے وہ جھوٹ کہتے ہیں (درحقیقت) یہ جن ہی ہوتا

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ابن ماجه، ابن ماجه (۳۵۴۸) جامع الاصول (۲٦٤/٦)]

(۲) [**صحیح** : السلسلة الصحیحة (٤٨٥) مسند احمد (۱۷۳/٤) مستدرك حاکم (٦١٧/٢)] امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ امام منذریؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید ہے۔ [الترغيب والترهيب (۱٥٨/٣)]

(۳) [كما في آكام المرجان (ص : ۱۰۹)] (٤) [الفصل في الملل والنحل (١٤/٥)]۔

ہے جو انسان کی زبان سے کلام کرتا ہے۔''(۱)

ابو الحسن علی بن احمد بن علی عسکری رحمہ اللہ کے دادا کہتے ہیں کہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مسجد میں بیٹھا تھا۔ ان کے پاس متوکل (بادشاہ) نے اپنا ایک وزیر بھیجا کہ وہ آپ کو اطلاع دے کہ اس کی بیٹی کو جنات کا اثر ہے لہٰذا آپ اس کے لیے صحت کی دعا کریں۔ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس شخص کو اپنی لکڑی کی دو کھڑائیں (جوتیاں) دیں اور فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور اس لڑکی کے سر کے پاس بیٹھو اور اس (جن) کو کہو کہ امام احمد فرما رہے ہیں تمہیں اس جن سے نکل جانا پسند ہے یا اس (احمد) سے ستر جوتے کھانا پسند ہے؟ تو وہ وزیر اس جن کے پاس گیا اور اسے یہ پیغام سنایا تو اس جن نے اسے لڑکی کی زبان سے کہا کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے، اگر امام احمد ہمیں عراق چھوڑنے کا حکم دیں تو ہم عراق ہی چھوڑ دیں گے، وہ تو اللہ کے فرمانبردار بندے ہیں اور جو اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے ساری مخلوق اس کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ پھر وہ اس لڑکی سے نکل گیا اور لڑکی تندرست ہوگئی اور اس سے اولاد بھی ہوئی۔

جب امام احمد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو وہ سرکش جن دوبارہ اس لڑکی کے پاس آ گیا تو متوکل بادشاہ نے اپنے وزیر کو امام احمد رحمہ اللہ کے شاگرد ابوبکر مروزی رحمہ اللہ کے پاس بھیجا اور سارا واقعہ سنایا تو امام مروزی رحمہ اللہ نے جوتا لیا اور لڑکی کی طرف چل دیئے تو اس سرکش جن نے لڑکی کی زبانی کہا میں اس لڑکی سے نہیں نکلوں گا، میں تیری بات نہیں مانوں گا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے ہم نے تو ان کی فرمانبرداری کی وجہ سے ان کا حکم مانا تھا۔(۲)

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ ((دُخُولُ الْجِنِّيِّ فِي بَدَنِ الْإِنْسَانِ ثَابِتٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ ...))''ائمہ اہل السنہ والجماعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن کا انسانی جسم میں داخل ہونا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾[البقرة : ۲۷۵] ''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (روزِ قیامت) اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر دیوانہ بنا دیا ہو۔'' اور صحیح بخاری میں نبی ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے کہ ''شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔''(۳)

---

(۱) [کما فی مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۲۷۷/۲۴)]

(۲) [لقط المرجان فی احکام الجان (اردو)، (ص: ۱۸۵-۱۸۶)]

(۳) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۲۷۷/۲۴)]

امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنے شیخ (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ کو دیکھا کہ وہ اپنا کوئی نمائندہ جن زدہ کے پاس بھیجتے جو اس میں موجود جن کو مخاطب کر کے کہتا کہ شیخ کا کہنا ہے کہ اس سے نکل جا، اس میں داخل ہو کر اسے تنگ کرنا تیرے لیے حلال نہیں۔ چنانچہ جن یہ پیغام سن کر ہی چلا جاتا اور مریض تندرست ہو جاتا۔ بعض اوقات شیخ جنات سے خود بھی مخاطب ہوتے تھے اور کبھی تو وہ جن ایسا شریر ہوتا کہ اسے مار پیٹ کر ہی نکالا جاتا، اس سے مریض تندرست ہو جاتا لیکن اسے مار پیٹ کا احساس بھی نہ ہوتا۔ ہم (تمام تلامذہ) اور دیگر بہت سے لوگوں نے شیخ رحمہ اللہ کے ایسے کئی واقعات دیکھے ہیں۔ شیخ رحمہ اللہ علاج کے وقت مریض کے کان میں یہ آیت اکثر پڑھا کرتے تھے:

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ [المومنون: ۱۱۵] ''کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ شیخ (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے مجھے بتایا کہ انہوں نے یہ آیت جن زدہ کے کان میں پڑھی تو جن نے بڑی اونچی آواز میں جواب دیا کہ ہاں! ہم اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ یہ سن کر شیخ نے چھڑی پکڑ کر اس کی گردن کی رگوں میں مارنا شروع کر دیا حتی کہ مار مار کر شیخ کے ہاتھ تھک گئے اور لوگوں کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں اس قدر شدید مار سے مریض ہی ہلاک نہ ہو جائے۔ اس وقت جن بولا کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ شیخ نے کہا کہ وہ تو تجھ سے محبت نہیں کرتا۔ جن نے کہا میں اسے حج کرانا چاہتا ہوں۔ شیخ نے کہا یہ تمہارے ساتھ حج بھی نہیں کرنا چاہتا۔ تب جن نے کہا کہ میں آپ کی عزت وتکریم اور بزرگی کی وجہ سے اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ شیخ نے کہا کہ نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے اسے چھوڑ۔ جن نے یہ بات مان لی اور کہا کہ میں اسے چھوڑتا ہوں اور باہر نکل گیا۔ پھر وہ مریض اٹھ کر بیٹھ گیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا اور لوگوں سے پوچھنا شروع کر دیا کہ مجھے کیا ہوا تھا، شیخ کو کیوں بلایا گیا ہے؟ میں نے تو کوئی گناہ بھی نہیں کیا پھر شیخ مجھے کیوں مارنے لگے ہیں؟ حالانکہ اسے یہ علم ہی نہیں تھا کہ اسے تو مار پڑ چکی ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے یہ بھی نقل فرمایا ہے کہ ہمارے شیخ آسیب زدگی کے علاج کے لیے آیت الکرسی کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آسیب زدہ اور اس کے معالج کو بکثرت یہ آیت پڑھنے کی تلقین کرتے تھے۔ اس آیت کے ساتھ مزید معوذتین (الفلق، الناس) سورتیں پڑھنے کا بھی حکم دیتے تھے۔ (۱)

(ابن قیم رحمہ اللہ) انہوں نے اپنی معروف کتاب ''زاد المعاد'' میں آسیب زدگی کے علاج کے عنوان سے ایک فصل قائم کی ہے اور پھر اس میں سنتِ نبوی، اطباء کی تحقیق اور حس ومشاہدہ سے استدلال کرتے ہوئے جنات کے

---

(۱) [الطب النبوی لابن القیم (ص: ۶۸۔۶۹)]

انسانوں کو چمٹنے کے متعلق گفتگو کی ہے۔(۱)

(ابن حجر رحمہ اللہ) آسیب زدہ انسان میں جن کی موجودگی کے بہت زیادہ دلائل ہیں۔(۲)

(علامہ آلوسی، امام قسطلانی رحمہما اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(سابق مفتی اعظم سعودیہ، شیخ ابن باز رحمہ اللہ) جنات کے انسانی جسم میں داخل ہونے کے متعلق اپنے ایک تفصیلی فتوے میں کتاب وسنت کے دلائل اور سلف صالحین کی آراء ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ''جنات کے انسانی جسم میں داخل ہونے کے جواز کے متعلق پیچھے ہم نے جو شرعی دلائل اور اہل السنہ والجماعہ کے اہل علم کا اجماع نقل فرمایا ہے اس سے قارئین کے سامنے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ وہ لوگ غلطی پر ہیں جو اس چیز (یعنی جنات کے انسانی جسم میں داخل ہونے) کا انکار کرتے ہیں۔(۴)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کتاب وسنت کے دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ جنات انسانوں میں داخل ہو جاتے ہیں... اور اہل السنہ کا بھی یہی موقف ہے کہ جن آسیب زدہ کے بدن میں داخل ہو جاتا ہے۔(۵)

(شیخ صالح الفوزان) انسانی جسم میں جن کے داخلے کا انکار کرنے والا کافر تو نہیں ہوتا البتہ یہ اس کی غلطی ضرور ہے اور یہ اُن تمام شرعی دلائل کو جھٹلانے کے مترادف ہے جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔(۶)

(شیخ وحید بن عبدالسلام بالی) اپنے تجربات ومشاہدات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

ایک خاتون نے بتایا کہ اسے ٹانگ میں شدید درد محسوس ہوتا ہے، میں نے کہا شاید اسے کوئی جسمانی بیماری ہوگی، لیکن چونکہ وہ بمشکل چل سکتی تھی، اس لیے میں نے اس پر دم کرنا شروع کیا۔ ابھی اس نے سورۂ فاتحہ کو ہی سنا تھا کہ اس پر مرگی کا دورہ پڑ گیا اور اس کی زبان سے جن بولنے لگ گیا اور اس نے بتایا کہ وہی ہے جس نے اس کی ٹانگ پکڑ رکھی ہے۔ سو میں نے اسے نکل جانے کا حکم دیا، وہ نکل گیا تو عورت اپنے فطری انداز سے چلنے کے قابل ہوگئی۔ والحمدللہ رب العالمین۔

ایک دوسرا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان مرض کی حالت میں میرے پاس آیا، میں نے اس پر قرآن مجید کو پڑھا تو اس کی زبان پر جن بولنے لگ گیا اور اس نے بتایا کہ فلاں جادوگر نے اس نوجوان پر جادو کرنے کے لیے میری ڈیوٹی لگائی ہے اور اس پر جو جادو کیا گیا ہے وہ اس کے گھر کی دہلیز میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے اسے اس سے نکل جانے کا حکم دیا تو وہ نکل گیا، پھر اس کے گھر والے گھر میں گئے اور گھر کی دہلیز کو کھودا تو واقعتاً وہاں

---

(۱) [زاد المعاد (۱۸۱-۱۷۷/۳)] (۲) [بذل الطاعون فی فضل الطاعون (ص : ۸۳)]

(۳) [روح المعانی (۴۹/۳) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية (۴۴۹-۴۴۸/۳)]

(۴) [مجموع الفتاوی لابن باز (۳۰۷/۳)] (۵) [فتاوی اسلامیة (۶۳۹/۴)]

(۶) [المنتقی فی فتاوی الفوزان : المجلد الاول : الجن والصراع وعلاجه]

پر کچھ کاغذات ملے جن پر کچھ حروف لکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے وہ کاغذات پانی میں بھگو دیئے، جس سے اس پر کیا گیا جادو ٹوٹ گیا۔[1]

آسیب زدگی کے چند اسباب

بالعموم جن وجوہات کی بنا پر انسان آسیب زدگی کا شکار ہوتا ہے، وہ یہ ہیں:

○ ذاتی گناہوں کی شامت:

اہل علم کا کہنا ہے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت کے کاموں سے غفلت ولا پرواہی اور شب و روز گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے آسیب زدگی کا شکار ہو جاتا ہے اور اس میں اللہ کی طرف سے سزا کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ [الشوری : ۳۰] ''اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اسی کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا (یعنی جو تم نے بداعمالیاں کیں)۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ [الزخرف : ۳۶] ''اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔''

(ابن قیم رحمہ اللہ) اکثر و بیشتر جنات ایسے لوگوں پر ہی غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں جن کی دین سے واقفیت کم ہوتی ہے اور جن کی زبانیں اور دل اللہ کی یاد، اللہ کی پناہ پکڑنے، نبوی اذکار و وظائف اور دیگر حفاظتی تدابیر سے لاتعلق ہوتے ہیں۔ گویا خبیث جنات ایسے آدمی پر ہی حملہ آور ہوتے ہیں جو (مسنون اذکار و وظائف کو ترک کر کے) غیر مسلح ہو چکا ہوتا ہے۔ بالفاظِ دیگر جن اوقات میں انسان ایسی حفاظتی تدابیر سے تہی دامن ہوتا ہے انہی اوقات میں جنات اس پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔[2]

○ عشق و حوس:

یعنی بعض اوقات جنات انسانی عورتوں پر یا چڑیلیں انسانی مردوں پر عاشق ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ان میں داخل ہو جاتی ہیں۔

○ انتقامی جذبہ:

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لاعلمی میں انسانوں کے ہاتھوں جنات کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے اور پھر وہ

---

(۱) [جادو کا علاج، اردو ترجمہ ''الصارم البتار فی التصدی للسحرة الاشرار'' (ص : ۱۲۷، ۱۲۹)]

(۲) [زاد المعاد لابن القیم (۶۹/۴)]

اس کا بدلہ لینے کے لیے انسانوں کو چمٹ جاتے ہیں۔

بلاوجہ شرارت:

اور بعض اوقات جنات محض دل لگی اور شرارت کی غرض سے ہی انسانوں کو تنگ کرتے ہیں۔ درج بالا تینوں وجوہات کے متعلق شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

''انسانوں پر جنات کی آسیب زدگی بعض اوقات عشق اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جس طرح انسانوں میں سے کوئی کسی دوسرے کا عاشق ہو جاتا ہے (اسی طرح جن بھی کسی مرد یا عورت کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے)... اکثر و بیشتر جنات کے چمٹنے کا سبب جنوں کا بدلہ لینے کا جذبہ بھی بنتا ہے۔ ایسا اس طرح ہوتا ہے کہ انہیں کسی انسان سے (لاعلمی میں) تکلیف پہنچ جاتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس نے ایسا قصداً کیا ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی جن پر پیشاب کر دیتا ہے، یا اس پر گرم پانی ڈال دیتا ہے یا کسی کو قتل کر بیٹھتا ہے۔ حالانکہ انسان کو ان چیزوں کا علم بھی نہیں ہوتا لیکن چونکہ جنوں میں جہالت کے ساتھ ساتھ ظلم کی روش بھی عام ہے اس لیے وہ اس انسان کو بہت سخت سزا دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جنوں کی طرف سے شرارت بلاوجہ ہوتی ہے جیسا کہ انسانوں میں بھی بعض بے وقوف لوگ بلاوجہ ہی دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔''[1]

جادو:

بعض اوقات آسیب زدگی کا سبب جادو بھی ہوتا ہے۔ یعنی جادوگر کسی کے کہنے پر اپنے جادوئی عملیات کے ذریعے کسی خاص شخص کو تنگ کرنے کے لیے جن بھیج دیتا ہے۔ وہ جن اس شخص میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر گاہے گاہے اسے تنگ کرتا رہتا ہے، کبھی اس پر دیوانگی کی کیفیت پیدا کر کے اور کبھی اسے مختلف قسم کے دوروں میں مبتلا کر کے۔ یہ بات مختلف اہل علم کے تجربات سے ثابت ہو چکی ہے جیسا کہ پیچھے بیان کیا گیا ہے کہ جب معالج جن کو حاضر کرتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے کہ تجھے کس نے بھیجا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے فلاں جادوگر نے بھیجا ہے۔

آسیب زدگی کے خاص حالات

اہل علم کا کہنا ہے کہ ہر وقت جن کو انسان پر غلبہ پانے یا اسے چمٹنے کی طاقت نہیں ہوتی بلکہ انسان خود بعض اوقات اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ایسے حالات پیدا کرتا ہے کہ جن کو اس پر مسلط ہونے کا موقع مل جاتا ہے۔ ایسی چند انسانی کمزوریاں اور خاص حالات حسب ذیل ہیں:

- سخت غصہ کی حالت۔
- سخت خوف کی حالت۔
- سخت غفلت کی حالت۔
- انتہائی خوشی کی حالت۔

---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۱۹/۳۹-۴۰)]

○ حرام طریقے سے شہوت رانی کی حالت۔ ○ عمداً یا لاشعوری طور پر جنات کو تکلیف پہنچانے کی حالت۔

ایک ضروری وضاحت

کچھ لوگ یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ اگر جن چمٹنے کی کوئی حقیقت ہے تو یہ کسی کافر کو کیوں نہیں چمٹتے، صرف مسلمانوں کو ہی کیوں چمٹتے ہیں؟ اہل علم اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ یہ سوال ہی بنیادی طور پر غلط ہے کیونکہ جنات کفار پر بھی مسلط ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض آیات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنات چمٹتے ہی کفار و مشرکین کو ہیں۔[1] مزید برآں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی یہ بات ذکر فرمائی ہے کہ غیر مسلم اطباء بھی شریر جنات کی وجہ سے مرگی کا اعتراف کرتے ہیں۔[2]

جنات سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر

ہمہ وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے کی کوشش کرنا

یعنی زبان کو ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رکھنا۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے الغرض ہر کام کرتے ہوئے مسنون اذکار و وظائف کو زبان پر جاری رکھنا جنات کے حملوں سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾﴾ [الاعراف: ۲۰۱] ''یقیناً جو لوگ پرہیزگار ہیں جب ان کو کوئی شیطان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے تو وہ ذکر میں لگ جاتے ہیں اور وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ''جب کوئی متقی شخص شیطانی وسوسے کو محسوس کر لیتا ہے اور وہ کسی فعل واجب کو ترک کر کے یا کسی فعل حرام کا ارتکاب کر کے گناہ کر بیٹھتا ہے تو فوراً اسے تنبیہ ہو جاتی ہے، وہ غور کرتا ہے کہ شیطان کہاں سے حملہ آور ہوا ہے اور کون سے دروازے سے داخل ہوا ہے۔ وہ ان تمام لوازم ایمان کو یاد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب قرار دیئے ہیں تو اسے بصیرت حاصل ہو جاتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے اور جو اس سے کوتاہی واقع ہوئی ہے، توبہ اور نیکیوں کی کثرت کے ذریعے سے اس کی تلافی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس وہ شیطان کو ذلیل و رسوا کر کے دھتکار دیتا ہے اور شیطان نے اس سے جو کچھ حاصل کیا ہوتا ہے، اس پر پانی پھیر دیتا ہے۔''[3]

نبی ﷺ کا بھی یہی معمول تھا کہ آپ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان

---

(۱) [النحل: ۱۰۰۔ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ]

(۲) [الطب النبوی لابن القیم (ص: ۱۹۱)] (۳) [تفسیر السعدی (اردو) (۹۶۴/۱)]

ہے کہ ﴿ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ ﴾ ''نبی ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔''(۱)

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ ہر وقت ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ باوضو، بے وضو، جنبی، کھڑے، بیٹھے، لیٹے اور چلتے ہوئے غرض ہر حالت میں ذکر میں مصروف رہتے۔(۲) اور امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے یا ہم بستری کے دوران ذکر کرنا مکروہ ہے، لہٰذا اس حدیث کو ان کے علاوہ دیگر احوال پر محمول کیا جائے گا۔(۳) حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ خواہ انسان بے وضو ہو یا حالتِ جنابت میں ذکر کر سکتا ہے۔(٤)

جنات وشیاطین سے پناہ مانگتے رہنا

قرآن کریم میں شیاطین سے اللہ کی پناہ مانگنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ بطورِ خاص اس وقت جب انسان کو شیطانی وسوسے یا جناتی حملے کا کوئی خطرہ محسوس ہو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ﴾ [حم السجدة : ٣٦] ''اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو۔''

اسی طرح ایک اور آیت میں ہے کہ ﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ﴾ [النحل : ٩٨] ''اور جب تم قرآن پڑھو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔''

شیطان مردود سے پناہ مانگنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں یہ کلمات سکھائے ہیں:

﴿ رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِينِ ﴿97﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ﴿98﴾ ﴾ [المومنون : ٩٧-٩٨] ''(اور یوں کہا کرو کہ) اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں۔''

اور کچھ کلمات ایسے ہیں جن کا مختلف احادیث میں ذکر ہے، ان کا مختصر بیان حسب ذیل ہے:

1- ﴿ أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ ﴾ ''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے، اس کی پھونک، اس کے تھوک اور اس کے چوکے سے۔''(٥)

2- ﴿ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے

---

(۱) [مسلم (٣٧٣) كتاب الحيض : باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة، بخاري تعليقا (١/٣٠٥)]

(۲) [تحفة الاحوذي (٩/٢٣٠)] (٣) [شرح مسلم للنووي (٤/٦٨)]

(٤) [فتح الباري لابن رجب (١/٤٢٦)]

(٥) [**صحيح** : صحيح ابو داود (٧٠١) كتاب الصلاة : باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم، ابو داود (٧٧٥) ترمذي (٢٤٢) ابن ماجه (٨٠٤) مسند احمد (٣/٥٠)]

پورے کلموں کے ذریعے سے ہر شیطان اور زہریلے' ہلاک کرنے والے جانور سے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں۔''(۱)

3- ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں' اس کے غضب سے' اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسے سے اور ان کے میرے پاس حاضر ہونے سے۔''(۲)

4- ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ کے ان مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں جن سے نہ تو کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی بد' اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا' پھیلایا اور جسم دیا' اور اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے' اور اس چیز کے شر سے جو اس میں چڑھتی ہے' اور اس چیز کے شر سے جسے اس نے زمین میں پھیلایا' اور اس چیز کے شر سے جو اس سے نکلتی ہے' اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے' اور رات کے وقت ہر آنے والے کے شر سے' سوائے اس کے جو خیر لے کر آئے' اے انتہائی مہربان!۔''(۳)

درج بالا مسنون کلمات یاد کرنے اور انہیں اکثر اوقات پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر یہ کلمات یاد نہ ہو سکیں تو کم از کم یہ سادہ الفاظ ہی پڑھ لینے چاہییں ﴿أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ ''میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔''

جیسا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ ہم نے آپ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ﴿أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ﴾ ''میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، میں تجھ پر اللہ کی لعنت کرتا ہوں''۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ پھیلایا گویا کہ آپ کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ سے سنا کہ آپ نے نماز ادا کرتے ہوئے کچھ کہا ہے، اس سے پہلے ہم نے اس قسم کی بات آپ سے نہیں سنی تھی اور ہم نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ آپ نے جواب دیا، اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا شعلہ لے کر آیا تا کہ اس کو میرے چہرے پر پھینکے۔ میں نے

---

(۱) [بخاری (۳۳۷۱) كتاب أحاديث الأنبياء : باب' ابو داود (۴۷۳۷) ترمذی (۲۰۶۰)]

(۲) [حسن : صحیح ابو داود (۳۲۹۴) كتاب الطب : باب كيف الرقى' ابو داود (۳۸۹۳) ترمذی (۳۵۲۸)]

(۳) [حسن : صحيح الترغيب والترهيب (۱۶۰۲) الصحيحة (۸۴۰) صحيح الجامع الصغير (۷۴) مسند احمد (۴۱۹/۳) ابن السنی (۶۳۷) مجمع الزوائد (۱۲۷/۱۰)]

تین بار کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر میں نے کہا میں تجھ پر اللہ کی نہ ختم ہونے والی لعنت کرتا ہوں، لیکن ابلیس تین بار لعنت بھیجنے کے باوجود پیچھے نہ ہوا۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پکڑوں۔ اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا (کہ اے میرے رب مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو) نہ ہوتی تو شیطان صبح بندھا ہوا ملتا اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔ (۱)

سورۂ بقرہ کی تلاوت کرتے رہنا

سورۂ بقرہ قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے اور سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی سورت ہے۔ احادیث میں اس کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے اور بعض احادیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ گھروں میں اس سورت کی تلاوت سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ تُقْرَأُ فِيهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ﴾ ''جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔'' (۲)

ایک دوسری روایت میں بھی اس طرح کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور مزید اس میں اس سورت کے پڑھنے کا حکم بھی موجود ہے جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَدْخُلُ بَيْتًا يُقْرَأُ فِيهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ﴾ ''اپنے گھروں میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کیا کرو کیونکہ شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوسکتا جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔'' (۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا لینا باعثِ برکت اور اس کا چھوڑنا باعثِ حسرت ہے اور باطل والے (یعنی جادوگر اور کاہن قسم کے لوگ) اس (کے توڑ) کی طاقت نہیں رکھتے۔'' (٤)

معلوم ہوا کہ سورۂ بقرہ کی تلاوت جنات وشیاطین سے بچاؤ کی ایک اہم تدبیر ہے لہٰذا گھروں میں اس کی تلاوت کو معمول بنانا چاہیے اور اگر مکمل نہ پڑھی جاسکے تو اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور روزانہ تلاوت کرتے رہنا چاہیے۔

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھتے رہنا

رات کے وقت سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کرنے سے بھی انسان جنات وشیاطین کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ فرمانِ نبوی ہے کہ ''جو شخص رات کے وقت سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات تلاوت کرے گا

---

(۱) [مسلم (۵۴۲) کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ: باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلاۃ]

(۲) [مسلم (۷۸۰) کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها: باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، ترمذی (۲۸۷۷)]

(۳) [حسن: السلسلۃ الصحیحۃ (۱۵۲۱) صحیح الجامع الصغیر (۱۱۷۰) مستدرک حاکم (۵٦۱/۱)]

(٤) [صحیح: صحیح الترغیب (۱٤٦۰) السلسلۃ الصحیحۃ (۳۹۹۲) مسند احمد (۲٤۹/۵) دارمی (۳۲٤/۲) شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ الموسوعۃ الحدیثیۃ (۲۲۲۰۰)]

تو یہ اسے (ہر قسم کے نقصان' جنات' شیاطین اور جادو وغیرہ سے بچاؤ کے لیے) کافی ہو جائیں گی۔''(۱)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''کافی ہو جائیں گی'' کا ایک مفہوم تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیتیں قیام اللیل سے کفایت کر جائیں گی، دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ شیطان سے بچاؤ کے لیے کافی ہو جائیں گی اور تیسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر قسم کی آفت و مصیبت سے بچاؤ کے لیے کافی ہو جائیں گی اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ تمام مفہوم ہی مراد ہوں۔(۲)

ایک دوسری روایت میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اِنَّ اللّٰـهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضَ بِاَلْفَيْ عَامٍ اَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خُتِمَ بِهِمَا سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَ لَا يُقْرَآنِ فِيْ دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب تحریر فرمائی، اس میں سے دو آیتیں نازل فرمائیں جن کے ساتھ سورۂ بقرہ کو ختم کیا گیا ہے اور جس گھر میں بھی تین رات ان دونوں آیتوں کی تلاوت کی جائے گی شیطان اس کے قریب بھی نہیں آئے گا۔''(۳)

⇦ یہ دونوں آیات بمعہ ترجمہ پیچھے ''جادو سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر'' کے عنوان کے تحت ذکر کی جا چکی ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

روزانہ سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنا

آیت الکرسی قرآن کریم کی ایک عظیم آیت ہے جو سورۂ بقرہ میں اور تیسرے پارے کی ابتداء میں واقع ہے۔ احادیث میں اس کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے حتی کہ ایک حدیث میں تو اسے قرآن کی سب سے عظیم آیت کہا گیا ہے۔(۴) جنات و شیاطین سے بچاؤ کے حوالے سے بھی یہ آیت نہایت اہم ہے۔ اس کے الفاظ (بمعہ ترجمہ) تو پیچھے ''جادو سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر'' کے عنوان کے تحت ذکر کیے جا چکے ہیں البتہ ایک حدیث یہاں ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رمضان کی زکوٰۃ (صدقۂ فطر) کی حفاظت کے لیے مقرر فرمایا تو رات کو ایک آنے والا آیا اور اس نے (اپنے کپڑے میں) کھانے کی چیزیں بھرنا شروع کر دیں تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو، میں محتاج عیالدار اور سخت حاجت مند ہوں تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔

---

(۱) [مسلم (۸۰۷) بخاری (۴۰۰۸) ابو داود (۱۳۹۷) ترمذی (۲۸۸۱)]

(۲) [حواشی علی صحیح مسلم (۴۰۲/۲)]

(۳) [**صحیح**: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۸۸۲) کتاب فضائل القرآن: باب ما جاء فی آخر سورة البقرة]

(۴) [مسلم (۸۱۰) کتاب صلاة المسافرین وقصرها: باب فضل سورة الکهف وآیة الکرسی' ابو داود (۱۴۶۰)]

صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! اپنے رات کے قیدی کا حال سناؤ؟ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! اس نے کہا کہ وہ بہت سخت حاجت مند اور عیالدار ہے تو میں نے رحم کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا، اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر بھی آئے گا۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ واقعی دوبارہ آئے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما دیا تھا کہ وہ دوبارہ آئے گا، اس لیے میں چوکنا رہا، چنانچہ وہ آیا اور اس نے (اپنے کپڑے میں) کھانے کی چیزیں ڈالنا شروع کر دیں تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا، مجھے چھوڑ دو میں بہت محتاج ہوں اور مجھ پر اہل وعیال کی ذمہ داری کا بوجھ ہے، میں آئندہ نہیں آؤں گا۔ میں نے رحم کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ! اپنے رات کے قیدی کا حال سناؤ؟ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! اس نے اپنی سخت حاجت اور اہل وعیال کی ذمہ داری کے بوجھ کا ذکر کیا تو میں نے ترس کھاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا، اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر آئے گا۔

میں نے تیسری بار اس کی گھات لگائی تو وہ پھر آیا اور اس نے (اپنے کپڑے میں) کھانے کی اشیاء ڈالنا شروع کر دیں، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا اب میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ بس یہ تیسری اور آخری دفعہ ہے، تو روز کہتا ہے کہ اب نہیں آئے گا لیکن وعدہ کرنے کے باوجود پھر آ جاتا ہے۔ اس نے کہا، مجھے چھوڑ دو میں تمہیں کچھ ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔ میں نے کہا، وہ کلمات کیا ہیں؟ کہنے لگا جب (سونے کے لیے) بستر پر آؤ تو آیت الکرسی ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ...﴾ پڑھا کرو۔ اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ ساری رات اللہ کی طرف سے ایک محافظ تمہاری حفاظت کرتا رہے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہ آ سکے گا۔ چنانچہ میں نے پھر اسے چھوڑ دیا۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنے رات کے قیدی کا حال سناؤ؟ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے کچھ ایسے کلمات سکھائے گا جن سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے گا تو (یہ سن کر) میں نے پھر اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا، وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کی، اس نے مجھ سے کہا کہ جب بستر پر آؤ تو اول سے لے کر آخر تک مکمل آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو اس سے ساری رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تمہاری حفاظت کرے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہ آ سکے گا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿اَمَا اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَ هُوَ كَذُوْبٌ﴾ ''اس نے تم سے بات سچی کی ہے، حالانکہ وہ خود جھوٹا ہے۔'' ابو ہریرہ! تمہیں یہ معلوم ہے کہ تین راتیں کس سے باتیں کرتے رہے ہو؟ عرض کی نہیں تو آپ نے فرمایا ''یہ شیطان تھا''۔ (۱)

(۱) [بخاری (۲۳۱۱)، (۳۲۷۵)، (۵۰۱۰) کتاب الوکالة: باب اذا وکل رجلا فترك الوکیل شیئا]

سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کرنا

سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس قرآن کریم کی آخری تین سورتیں ہیں۔ جنات سے بچاؤ اور روحانی علاج معالجہ کے لیے ان کی پابندی بھی بہترین عمل ہے۔ یہ تینوں سورتیں (بمعہ ترجمہ) پیچھے ''جادو سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر'' کے عنوان کے تحت گزر چکی ہیں۔ یہاں ان سے متعلقہ چند احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

(1) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ﴿كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَبِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا﴾ ''رسول اللہ ﷺ جنات سے اور انسانوں کی نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ معوذتین سورتیں (الفلق اور الناس) نازل ہوئیں، پس جب وہ نازل ہوئیں تو آپ نے ان کے ساتھ دم کرنا شروع کیا اور ان کے علاوہ تمام دموں کو چھوڑ دیا۔''(۱)

(2) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿يَا ابْنَ عَابِسٍ أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ مَا تَعَوَّذَ بِهِ الْمُتَعَوِّذُوْنَ﴾ ''اے ابن عابس! کیا میں تمہیں سب سے افضل سورتوں کے متعلق نہ بتاؤں جن کے ساتھ پناہ مانگنے والے پناہ مانگتے ہیں۔'' انہوں نے عرض کی، ضرور اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس سکھائی۔ (۲)

(3) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کو سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس سکھائی اور پھر فرمایا کہ ﴿مَا تَعَوَّذَ بِمِثْلِهِنَّ أَحَدٌ﴾ ''کسی نے ان جیسی سورتوں کے ساتھ پناہ نہیں مانگی (یعنی پناہ مانگنے کی ان جیسی اور کوئی سورتیں نہیں)۔''(۳)

(4) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف ہوتی تو معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک لیتے، جب آپ ﷺ کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ ﷺ کے ہاتھوں کو برکت کی امید سے، آپ کے جسم پر پھیرتی۔ (۴)

(5) ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ ...﴾ ''نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس (تینوں مکمل) پڑھ کر ان پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرے اور سامنے کے بدن پر ہاتھ پھیرتے۔ یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔''(۵)

---

(۱) [صحیح: هداية الرواة (۲۸۲/٤) ترمذی (۲۰۵۸) نسائی (۵٤۹٤) ابن ماجه (۳۵۱۱)]

(۲) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۱۱۰٤) نسائی (۳۱۲/۲) مسند احمد (۱۵۳/٤)]

(۳) [صحیح: صحيح الجامع الصغير (۷۹۵۰) نسائی (۵٤۳۰) كتاب الاستعاذه]

(٤) [بخاری (۵۰۱٦) كتاب فضائل القرآن: باب فضل المعوذات، مسلم (۲۱۹۲) ابن ماجه (۳۵۲۹)]

(۵) [بخاری (۵۰۱۷) كتاب فضائل القرآن: باب فضل المعوذات]

(6) ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ صبح وشام تین تین مرتبہ سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھو ﴿تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ ''یہ تمہیں ہر چیز سے کفایت کر جائیں گی۔(۱)

گھر میں داخلے کے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا

(1) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے (یعنی بِسْمِ اللّٰه پڑھتا ہے) اور کھانے کے وقت بھی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان (دوسرے اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے نہ تو (یہاں) تمہارے لیے رات کا قیام ہے اور نہ ہی رات کا کھانا۔ لیکن جب انسان گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے تم نے (یہاں) رات کا قیام پا لیا اور جب انسان کھانے کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے تم نے رات کا قیام اور رات کا کھانا (دونوں کو) پا لیا۔(۲)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ - أَوْ أَمْسَيْتُمْ - فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ ... بَابًا مُغْلَقًا﴾ ''جب رات کا اندھیرا شروع ہو یا (آپ نے فرمایا کہ) جب شام ہو جائے تو بچوں کو اپنے پاس روک لیا کرو کیونکہ شیاطین اسی وقت پھیلتے ہیں۔ البتہ جب ایک گھڑی رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر لو کیونکہ شیطان کسی بند دروازے کو نہیں کھول سکتا (جبکہ اسے اللہ کا نام لے کر بند کیا گیا ہو)۔''(۳)

(3) ایک روایت میں ہے کہ ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ ''شیطان اس کھانے کو (اپنے لیے) حلال بنا لیتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔''(۴)

گھر سے نکلتے وقت مسنون دعا پڑھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو شخص اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے ﴿يُقَالُ لَهُ كُفِيتَ وَ وُقِيتَ وَ تَنَحَّى عَنْهُ الشَّيْطَانُ﴾ ''اس کے لیے کہا جاتا ہے تجھے کفایت کی گئی اور تجھے بچا لیا گیا اور شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے۔(۵) وہ دعا یہ ہے:

---

(۱) [**صحیح**: صحیح الجامع الصغیر (٤٤٠٦) ترمذی (٣٥٧٥) کتاب الدعوات]

(۲) [مسلم (٢٠١٨) کتاب الأشربة: باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما' ابو داود (٣٧٦٥) کتاب الأطعمة: باب التسمية على الطعام' ابن ماجه (٣٨٨٧) احمد (١٥١١٠)]

(۳) [بخاری (٣٣٠٤) کتاب بدء الخلق: باب صفة ابليس، مسلم (٢٠١٢)]

(۴) [مسلم (٢٠١٧) کتاب الأشربة: باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما' ابو داود (٣٧٦٦)]

(۵) [صحیح: صحیح ترمذی' ترمذی (٣٤٢٦) کتاب الدعوات: باب ما جاء ما يقول اذا خرج من بيته]

﴿بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾ ''اللہ کے نام سے نکلتا ہوں' اللہ کی توفیق کے سوا نہ کچھ کرنے کی طاقت ہے اور نہ کسی چیز سے بچنے کی۔''

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت مسنون دعا پڑھنا

بیت الخلاء میں داخلے کے وقت ایک تو ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ پڑھ لینی چاہیے کیونکہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ سَتْرُ مَا بَیْنَ اَعْیُنِ الْجِنِّ وَ عَوْرَاتِ بَنِیْ آدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُھُمُ الْخَلَاءَ اَنْ یَقُوْلَ بِسْمِ اللّٰہِ ﴾ ''جب کوئی بیت الخلاء میں داخلے کے وقت " بِسْمِ اللّٰہِ " کہہ لیتا ہے تو اولادِ آدم کی شرمگاہوں اور جنات کی آنکھوں کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے۔''(۱)

اور دوسرے یہ کہ جنوں اور چڑیلوں سے پناہ پر مشتمل یہ دعا بھی ضرور پڑھنی چاہیے:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ﴾ ''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث چڑیلوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''(۲)

مسجد میں داخل ہوتے وقت مسنون دعا پڑھنا

مسجد میں داخلے کے وقت بھی رسول اللہ ﷺ شیطان مردود سے پناہ مانگا کرتے تھے، اس دعا کے الفاظ یہ ہیں: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِهِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ﴾ ''میں شیطان مردود سے عظمت والے اللہ کی' اس کے کریم چہرے کی اور قدیم سلطنت کی پناہ میں آتا ہوں۔''

اس دعا کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں داخلے کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے ﴿ حَفِظَ مِنِّیْ سَائِرَ الْیَوْمِ ﴾ ''یہ شخص سارا دن مجھ سے محفوظ ہو گیا۔''(۳)

ہم بستری کے وقت مسنون دعا پڑھنا

فرمانِ نبوی ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جاتے وقت یہ دعا پڑھے ﴿ فَقُضِیَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ لَمْ یَضُرَّہُ الشَّیْطَانُ ﴾ ''تو یقیناً اس جماع سے ان کے مقدر میں اولاد ہو گی تو شیطان اسے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''(۴) وہ دعا یہ ہے:

---

(۱) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۳۶۱۰) ترمذی (۶۰۶) کتاب الجمعة : باب ما ذکر من التسمیة عند دخول الخلاء ، مشکاة المصابیح (۳۵۸)]

(۲) [بخاری (۱٤۲) کتاب الصلاة : باب ما یقول عند الخلاء' الأدب المفرد (۶۹۲) مسلم (۳۷۵)]

(۳) [صحیح: صحیح ابو داود' ابو داود (٤۶۶) کتاب الصلاة : باب فیما یقوله الرجل عند دخوله المسجد]

(٤) [بخاری (۱٤۱) کتاب الوضوء : باب التسمیة علی کل حال وعند الوقاع' مسلم (۱٤۳٤)]

﴿بِسْمِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا﴾ ''اللہ کے نام کے ساتھ (ہم جماع کرتے ہیں) اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور اس اولاد کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ جو تو ہمیں عطا کرے۔''

دن میں سو مرتبہ کلمہ توحید و تہلیل پڑھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دن میں سو مرتبہ یہ کلمات کہتا ہے:
﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور ہر قسم کی تعریف اسی کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تو اسے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھ لی جاتی ہیں اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں ﴿وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ﴾ ''اور اس دن (شام تک) وہ شیطان کے شر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔''(۱)

چند مختلف مسنون وظائف

درج ذیل دو دعائیں بھی جنات سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہیں کیونکہ فرمانِ نبوی کے مطابق جو بھی صبح و شام ان دعاؤں کا التزام کرتا ہے یہ اسے ہر قسم کے شر (جنات و شیاطین کے حملوں، نقصان، آفات، مصائب اور آزمائشوں) سے کافی ہو جاتی ہیں، اس لیے ان کا بھی وِرد کرتے رہنا چاہیے۔

1- ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾(۲)

2- ﴿بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾(۳)

⇦ واضح رہے کہ شیطانی ہتھکنڈوں اور شر انگیزیوں کی تفصیل، وسوسے ڈالنے کے طریقے اور بالتفصیل اس سے نجات اور حفاظت کی تدابیر دیکھنے کے لیے اسی سیریز کی ہماری دوسری کتاب **''شیطان سے بچاؤ کی کتاب''** ملاحظہ فرمائیے۔

جنات اور آسیب زدگی کا علاج

جنات اور آسیب زدگی کا علاج کرانا چاہیے

---

(۱) [بخاری (۶۴۰۳) کتاب الدعوات: باب فضل التہلیل، مسلم (۲۶۹۱) ترمذی (۳۴۶۸)]

(۲) [مسلم (۲۷۰۸) کتاب الذکر والدعاء: باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء]

(۳) [**حسن صحیح**: صحیح ترمذی، ترمذی (۳۳۸۸) ابو داود (۵۰۸۸) ابن ماجہ (۳۸۶۹)]

آسیب زدگی کا بھی علاج کرانا چاہیے کیونکہ کتاب وسنت میں ہر بیماری کے علاج کی ترغیب دلائی گئی ہے اور یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا نازل فرمائی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی بھی کفر ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [یوسف : ۸۷] ''بلاشبہ اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی ناامید ہوتے ہیں۔''

لہٰذا آسیب زدہ کو چاہیے کہ اللہ کی رحمت سے کبھی بھی مایوس نہ ہو اور کسی نیک اور ماہر معالج سے علاج اور اللہ تعالیٰ سے دعا والتجاء کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھے۔ نیز اپنے آپ کو نفسیاتی طور پر مضبوط کرے، اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرے، اللہ تعالیٰ پر کامل توکل ویقین رکھے اور بے جا وساوس اور توہمات کو ہرگز قبول نہ کرے۔ یہ چیزیں بھی اس کے لیے علاج میں مفید ثابت ہوں گی۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ علاج کرانا توکل کے بھی منافی نہیں۔ جیسا کہ کچھ حضرات علاج معالجے کو اسی وجہ سے ناپسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ امتِ محمدیہ کے ستر (۷۰) ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اور وہ ایسے لوگ ہوں گے جو نہ بدشگونی پکڑتے ہوں گے، نہ داغ لگواتے ہوں گے اور نہ ہی دم کراتے ہوں گے بلکہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہوں گے۔(۱)

اہل علم نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسباب کو بالکل ہی ترک کر دیا جائے۔ بلکہ یہاں صرف یہ مراد ہے کہ وہ نیک لوگ اسباب کی سخت ضرورت کے باوجود بھی بدشگونی، داغ یا ہر وقت دم طلب کرنے کی جستجو میں نہیں رہتے بلکہ غیر شرعی اُمور کو اپنانے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر توکل کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ اور اگر علاج معالجہ توکل کے منافی ہوتا تو نبی ﷺ دواء لینے کی ہرگز ترغیب نہ دلاتے۔(۲) اسی طرح یہ بھی معلوم ہی ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ پر سب سے زیادہ توکل کرنے والے خود نبی کریم ﷺ ہی تھے، لہٰذا اگر اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی ہوتا تو آپ کسی بھی میدانِ جنگ میں تیروں سے بچاؤ کے لیے زرہ کبھی نہ پہنتے جبکہ یہ ثابت ہے کہ آپ نے جنگِ اُحد میں دو زرہیں زیب تن کی ہوئی تھیں۔(۳)

علاوہ ازیں امام ابن قیم اور شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ نے بھی تفصیلی بحث کر کے یہی ثابت کیا ہے کہ نقصان اور تکلیف سے بچاؤ کے لیے مختلف قسم کے اسباب کو بروئے کار لانا توکل کے منافی نہیں۔(۴) شیخ سلیمان بن عبداللہ

---

(۱) [بخاری (۵۷۵۲) کتاب الطب : باب من لم یرق ، مسلم (۲۲۰) کتاب الایمان]

(۲) [**صحیح** : الصحیحۃ (۴۳۳) صحیح ترمذی ، ترمذی (۲۰۳۸) ابن ماجہ (۳۴۳۶)]

(۳) [**حسن** : صحیح ترمذی ، ترمذی (۳۷۳۸) کتاب المناقب : باب مناقب طلحۃ بن عبید اللہ]

(۴) [زاد المعاد لابن القیم (۱۴/۴) مجموع فتاوی ابن عثیمین (۶۶/۱)]

بن محمد بن عبدالوھاب نے تو ان لوگوں کو جاہلوں میں شمار کیا ہے جو اس حدیث کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ وہ نیک لوگ بالکل ہی اسباب کو اختیار نہیں کرتے۔ (۱)

معالج کے لیے ضروری ہدایات

معالج ان تمام ہدایات کی پابندی کرے جو جادو کے علاج کے ضمن میں پیچھے ذکر کی گئی ہیں۔ مزید چند ہدایات حسب ذیل ہیں:

- علاج سے پہلے باوضو ہو جائے اور آیت الکرسی، معوذتین سورتیں اور دیگر جنات وشیاطین سے بچاؤ کے مسنون اذکار ووظائف پڑھ لے اور اگر نماز کا وقت ہو تو پہلے نماز ادا کر لے۔
- علاج سے پہلے یہ بھی بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نصرت وحمایت کی خصوصی دعا کر لی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ اس جن کو مریض سے نکالنے میں کامیاب ہو جائے۔
- جس جگہ علاج کر رہا ہے اسے پاک صاف کر لے، وہاں سے ہر غیر شرعی چیز جیسے آلات موسیقی اور جانداروں کی تصاویر وغیرہ دور کر لے۔
- اپنا جسم اور لباس بھی بہر صورت پاک رکھے۔
- علاج اسی وقت شروع کرے جب مختلف علامات (جن کا بیان آگے آ رہا ہے) کے ذریعے ثابت ہو جائے کہ واقعی مریض آسیب زدہ ہے۔ جن زدگی کے حوالے سے انکل بچو سے کام نہ لے اور نہ ہی بغیر علم کے کوئی بات کرے۔ جیسے کہ محض شک کی بنیاد پر کسی ایسے شخص کو آسیب زدہ قرار دے دینا جسے آسیب کا اثر نہیں۔ معالج کا یہ رویہ ایک تندرست انسان کو بھی نفسیاتی طور پر مریض بنا سکتا ہے اور یہ تجرباتی طور پر ثابت ہے۔
- علاج کے وقت کچھ لوگ اگر پاس موجود ہوں تو بہتر ہے کیونکہ بعض اوقات جن حاضر ہونے پر مریض قابو سے باہر ہو جاتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے پکڑنے یا اسے باندھنے کی بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اگر مریض پر ایسی حالت نہ ہو تو پھر اسے مضبوطی سے پکڑنا یا ہاتھ پاؤں باندھنا عبث ہے، لہٰذا پھر ایسا نہیں کرنا چاہیے۔
- علاج کے دوران بغیر کسی اشد ضرورت کے مریض کو مارا نہ جائے اور اگر کبھی مارنے کی ضرورت پیش آ جائے تو مریض کو اس قدر مارا پیٹا نہ جائے کہ وہ ہلاک ہی ہو جائے یا جب جن کی بجائے مریض کو تکلیف ہو رہی ہو تب بھی اسے نہ مارا جائے۔ کیونکہ ایک ماہر معالج مریض کو صرف اسی صورت میں زدوکوب کرتا ہے جب اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اس وقت مریض کو نہیں بلکہ جن کو تکلیف ہو رہی ہے۔ جیسا کہ پیچھے امام ابن

---

(۱) [تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید (ص: ۸٦)]

تیمیہ رحمہ اللہ کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے کہ جب انہوں نے مریض کو مارا تو جن نکلنے کے بعد مریض کو پتہ بھی نہیں تھا کہ اسے مار پڑی ہے۔لیکن آج کے بے دین نام نہاد عامل بعض اوقات جن نکالتے نکالتے مریض کو ہی ہلاک کر دیتے ہیں (جیسا کہ اکثر اخبارات وغیرہ میں ایسی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں)۔ایسا محض اسی وقت ہوتا ہے جب اس عمل میں مہارت نہ ہو اور محض پیسے بٹورنے کے لیے یہ عمل اختیار کیا گیا ہو۔

❁ ایک مرتبہ علاج کے فوراً بعد ہی اگر مریض ٹھیک ہو جائے تو بہتر ورنہ دیگر امراض کی طرح مسلسل کئی ہفتے یا مہینے مریض کا علاج اور دم درود کرنا چاہیے، جب تک مریض مکمل طور پر آسیب سے نجات نہ حاصل کر لے۔

مریض کے لیے ضروری ہدایات

مریض بھی ان تمام ہدایات کو پیش نظر رکھے جو جادو کے علاج کے سلسلے میں پیچھے بیان کی گئی ہیں۔

جن زدگی کی تشخیص

❍ بذریعہ اذان و مسنون وظائف:

جن زدگی کی پہچان کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ مریض کے کان میں اونچی آواز سے اذان کے کلمات پڑھنا شروع کر دیں اور مسلسل پڑھتے جائیں۔مریض اگر جن زدہ ہوگا تو ایسا کرنے سے اس پر غشی طاری ہو جائے گی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔اسی طرح بعض اوقات مسنون اذکار و وظائف (جن کا ذکر بالتفصیل پیچھے گزر چکا ہے اور بالاختصار آئندہ بھی کیا جائے گا) پڑھنے سے بھی مریض کی ایسی حالت ہو جاتی ہے۔بعض اوقات تو اذان یا اذکار سن کر جن حاضر بھی ہو جاتا ہے اور کچھ ہی دیر میں بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

اذان سن کر آسیب زدہ پر ایسی کیفیت کیوں طاری ہوتی ہے؟ اس کے متعلق یاد رہے کہ ایک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ شیطان اذان سن کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا قَضَى النِّدَاءَ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ ﴾ ''جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا ہوا بڑی تیزی کے ساتھ پیٹھ موڑ کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے تا کہ اذان کی آواز نہ سن سکے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے۔لیکن جوں ہی تکبیر شروع ہوتی ہے تو پھر بھاگ اٹھتا ہے۔''(۱)

اذان کے علاوہ دیگر مسنون وظائف پڑھ کر دم کرنے سے مریض کی ایسی کیفیت اس وجہ سے ہوتی ہے کیونکہ وہ وظائف مریض کو تیر و تلوار سے بھی زیادہ تکلیف پہنچاتے ہیں جیسا کہ ان کے متعلق تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

❍ بذریعہ علامات:

---

(۱) [بخاری (۶۰۸) کتاب الاذان : باب فضل التاذین]

آئندہ سطور میں چند ایسی علامات ذکر کی جارہی ہیں جن کے ذریعے آسیب زدگی کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اور ہر معالج کو چاہیے کہ ان علامات کے ذریعے پہلے مریض کی اچھی طرح تشخیص کرے پھر علاج شروع کرے۔

آسیب زدگی کی علامات دو طرح کی ہیں۔ حالتِ بیداری کی علامات اور حالتِ نیند کی علامات۔ ان دونوں کا بالاختصار بیان حسب ذیل ہے:

❶ حالتِ بیداری کی علامات:

- بغیر کسی طبی سبب کے جسم کے کسی حصے میں مسلسل درد رہتا ہو۔
- مختلف اوقات میں دورے پڑتے ہوں اور پاگلوں جیسی کیفیت طاری ہو جاتی ہو۔
- بعض اوقات مریض چیختا چلّاتا ہو اور کبھی کبھار جانوروں کی سی آوازیں بھی نکالتا ہو۔
- اذان یا تلاوت قرآن سن کر بے چین ہوتا ہو۔
- نہ تو صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کو پسند کرے اور نہ ہی اس کا کسی عبادت وریاضت کے کام کو دل چاہے۔
- ہمہ وقت ذہنی پریشانی، سستی وکاہلی اور شدید غفلت میں مبتلا رہتا ہو۔
- مختلف اوقات میں اسے دورے پڑتے ہوں اور پاگلوں جیسی کیفیت طاری ہو جاتی ہو۔
- بعض اوقات آنکھوں کی یہ کیفیت ہوتی ہو کہ بند آنکھیں کوشش کے باوجود نہ کھلیں، اسی طرح کھلی آنکھیں کوشش کے باوجود بند نہ ہوں۔

❷ حالتِ نیند کی علامات:

- نیند کی کمی اور بے خوابی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہو۔
- نیند میں بار بار ڈر جاتا ہو۔
- ڈراؤنے خواب دیکھتا ہو۔
- خواب میں خوفناک سائے، ڈراؤنی صورتیں یا مختلف جانور جیسے بلی، کتا، سانپ، اونٹ، شیر، لومڑی اور چوہا وغیرہ دیکھتا ہو۔
- خواب میں خود کو بلندی سے گرتے ہوئے دیکھتا ہو۔
- خواب میں اپنی انگلیوں کو کاٹتے ہوئے دیکھتا ہو۔
- خواب میں یہ دیکھتا ہو کہ کوئی گلا دبانے کی کوشش کر رہا ہے۔
- خواب میں یہ دیکھتا ہو کہ کوئی قتل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔
- خواب میں خود کو کسی قبرستان یا کسی اور وحشت ناک مقام پر دیکھتا ہو۔

❁ خواب میں خود کو بہت زیادہ ہنستے ہوئے یا بہت زیادہ روتے ہوئے دیکھتا ہو۔

⇦ یہاں یہ واضح رہے کہ یہ علامات اغلباً آسیب زدگی کے مریض میں پائی جاتی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان علامات والا مریض سو فیصد آسیب زدہ ہی ہو کیونکہ علامات کی حیثیت محض قرائن یا اشاروں کی ہوتی ہے جو کسی بھی چیز تک پہنچنے کا صرف ایک ذریعہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان علامات کے ذریعے ایک امکانی صورت تو پیدا ہو سکتی ہے لیکن حتمی ویقینی صورت نہیں۔

علاج کے مختلف مراحل اور طریقہ کار

○ مختلف مراحل:

آسیب زدگی کے علاج کے تین مراحل ہیں۔ پہلا مرحلہ علاج سے پہلے کا ہے، دوسرا دورانِ علاج کا ہے اور تیسرا علاج کے بعد کا ہے۔ پہلے مرحلے میں معالج کو چاہیے کہ مریض کے پاس جتنی بھی غیر شرعی چیزیں ہیں جیسے شرکیہ تعویذ یا کوئی کڑا، آلاتِ موسیقی یا تصاویر وغیرہ، ایسی تمام اشیاء گھر سے باہر نکال دے۔ اسی طرح اگر مرد نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی ہو تو اسے اتروا لے، عورت بے پردہ ہے تو اسے پردہ کروا لے۔ بالفاظِ دیگر جس جگہ یا جس مریض کا علاج کیا جا رہا ہے اسے تمام منکرات سے پاک کر لیا جائے اور پورا اسلامی ماحول بنانے کے بعد علاج شروع کیا جائے۔

دوسرے مرحلے میں مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر مسنون اذکار و وظائف پڑھنے چاہییں (جن کا بیان آگے آ رہا ہے)۔ اس سے جن بھاگ جائے گا اور اگر بھاگے گا نہیں تو حاضر ہو جائے گا۔ اگر جن مسلمان ہو تو اسے نصیحت کی جائے، سمجھایا جائے کہ بلاوجہ کسی دوسرے مسلمان کو تنگ کرنے کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا اور اگر جن غیر مسلم ہو تو اسے توبہ کی تلقین کی جائے اور شرارتوں سے باز رہنے کا کہا جائے، اگر وہ باز آ جائے تو ٹھیک ورنہ اسے مسنون وظائف کے ذریعے خوب پیٹا جائے اور تکلیف دی جائے حتیٰ کہ وہ مریض سے نکل کر بھاگ جائے۔

تیسرے مرحلے میں جب مریض کا علاج ہو چکا ہو اور اس سے جن کو بھگا دیا گیا ہو تو اسے چاہیے کہ اب ہر ایسے کام سے بچے جس کے باعث دوبارہ اس پر جنات کا حملہ ہو سکتا ہو، جنات وشیاطین سے بچنے کی تمام حفاظتی تدابیر کو مضبوطی سے اپنائے، مسنون اذکار و وظائف کی پابندی کرے اور ہر قسم کے حرام کام سے بچے۔

○ مریض پر دم کی کچھ تفصیل:

مریض میں موجود جن کو حاضر کرنے کے لیے اولاً تو اذان بھی پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ اذان سن کر شیطان بھاگتا ہے جیسا کہ پیچھے ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ درج ذیل وظائف طاق عدد میں مسلسل پڑھ کر مریض پر پھونکیں مارنی چاہییں (دم کرتے وقت مریض کے سر پر دایاں ہاتھ رکھ لینا چاہیے):

1- تعوذ۔
2- بسم اللہ۔
3- سورۂ فاتحہ
4- سورۂ بقرہ کی آیت 1 تا 5۔
5- سورہ بقرہ کی آیت نمبر 102۔
6- سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 163 تا 164۔
7- سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 255 (یعنی آیت الکرسی)۔
8- سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 284 تا 286۔
9- سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 18 تا 19۔
10- سورۂ اعراف کی آیت نمبر 54 تا 56۔
11- سورۂ اعراف کی آیت نمبر 117 تا 122۔
12- سورۂ یونس کی آیت نمبر 81 تا 82۔
13- سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 69۔
14- سورۂ مومنون کی آخری 4 آیات۔
15- سورۃ الصافات کی آیت نمبر 1 تا 10۔
16- سورۂ احقاف کی آیت نمبر 29 تا 32۔
17- سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر 33 تا 36۔
18- سورۃ الحشر کی آیت نمبر 21 تا 24۔
19- سورۃ الجن کی آیت نمبر 1 تا 9۔
20- سورۃ الاخلاص۔
21- سورۃ الفلق۔
22- سورۃ الناس۔

واضح رہے کہ یہ تمام آیات پیچھے ''جادو کا علاج'' کے عنوان کے تحت ذکر کی جا چکی ہیں (اس لیے وہاں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں)۔ ان آیات کے ساتھ ساتھ مریض پر درودِ ابراہیمی، حضرت جبرئیل علیہ السلام کا دم اور ہر بیماری سے شفاء کا دم بھی پڑھا جا سکتا ہے (یہ دونوں دم بھی پیچھے ''جادو کا علاج'' کے ضمن میں گزر چکے ہیں)۔ نیز اہل علم کا کہنا ہے کہ ان آیات کے علاوہ قرآن کریم کی دیگر آیات بھی پڑھی جا سکتی ہیں کیونکہ سارا قرآن ہی شفاء ہے۔ جیسا کہ سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قرآنی آیات یا کسی بھی سورت کے ذریعے جن زدگی کے مریض کا علاج کیا جا سکتا ہے کیونکہ شرعی طور پر قرآن کریم کے ساتھ دم کرنا ثابت ہے۔[1] بہرحال جب مریض پر درج بالا آیات پڑھ کر دم کیا جائے گا تو اسی سے جن بھاگ جائے گا کیونکہ اس سے اسے شدید تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر فوراً بھاگے گا نہیں تو تکلیف کی وجہ سے بول پڑے گا۔

○ جن حاضر ہونے کے بعد کیا کیا جائے؟:

اگر جن حاضر ہو جائے اور بول پڑے تو سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین رکھئے کہ جن سے ڈرنا ہرگز نہیں چاہیے کیونکہ اگر آپ خود ہی ڈر جائیں گے تو اسے بھگائیں گے کیسے؟ اور پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآنی آیات اور مسنون وظائف کی جو طاقت آپ کے پاس ہے وہ بڑے سے بڑے طاقتور جن کا مقابلہ کر سکتی ہے اور اسے بھگا سکتی ہے۔ بہرحال جن حاضر ہونے کے بعد اسے سمجھانا بجھانا چاہیے اور اس سے گفتگو کرنی چاہیے۔ جیسا کہ شیخ

(۱) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۲۶۷۶۱)]

الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ انسانوں کا جنوں کے ساتھ گفتگو کرنا ناممکن نہیں۔ جس طرح آسیب زدہ شخص ان سے گفتگو کر سکتا ہے اسی طرح کوئی دوسرا شخص بھی کر سکتا ہے۔ (۱)

جن حاضر ہونے کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ مریض اپنی دونوں آنکھیں سختی سے ایک ہی جگہ پر ٹکا دیتا ہے، یا دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ دیتا ہے، یا پورے جسم میں شدید کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے، یا شدید چیخنا چلانا شروع کر دیتا ہے، اسی طرح پورا جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے اور جب جن بولتا ہے تو مریض یقیناً نارمل حالت میں نہیں ہوتا اور معالج کو اندازہ ہو ہی جاتا ہے کہ اب جن حاضر ہو چکا ہے۔

○ جن سے گفتگو اور وعظ و نصیحت:

اولاً جن سے اس کا نام، مذہب اور داخلے کا سبب پوچھنا چاہیے۔ جن مقامی زبان میں اپنا نام اور مذہب بتا دے تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔

- اگر تو جن مسلمان ہو تو اسے نصیحت کرنی چاہیے اور اس سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ تم اس شخص کو کیوں تنگ کر رہے ہو؟
- اگر جن بتا دے کہ اس نے مجھے فلاں وقت تکلیف پہنچائی تھی (جیسا کہ پیچھے بیان کیا گیا ہے کہ بعض اوقات لاشعوری طور پر انسانوں کی طرف سے جنات کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے جیسے ان کی مجلس کی جگہ پر کسی کا پیشاب کر دینا وغیرہ) تو اس شخص کی طرف سے معذرت پیش کرنی چاہیے اور جن کو سمجھانا چاہیے کہ جس شریعت کا وہ پابند ہے اس میں کسی بھی دوسرے مسلمان کو (خواہ وہ جن ہو یا انسان) اذیت دینا جائز نہیں، بطورِ خاص جب کسی شخص سے بلا قصد دوسرے کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ سزا کا مستحق ہی نہیں ہوتا۔
- اور اگر وہ کام جس سے جن کو تکلیف ہوئی ہے، مریض نے اپنے گھر یا اپنی ملکیت کی جگہ میں کیا ہو تو جن کو یہ سمجھانا چاہیے کہ جس کا گھر ہے وہ اپنی ملکیت کی جگہ میں کوئی بھی جائز تصرف کر سکتا ہے۔
- اور اگر جن یہ سبب بتائے کہ اسے مریض سے عشق ہے تو اسے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ سمجھانا چاہیے کہ عشق بھی حرام ہے۔
- اور اگر وہ بلا وجہ محض دل لگی کے لیے یا شرارت کی غرض سے مریض کو تنگ کر رہا ہو تو اسے یہ سمجھانا چاہیے کہ اسلام کسی بھی مسلمان پر زیادتی کرنے کو جائز قرار نہیں دیتا۔
- اور اگر وہ مریض کو چمٹنے کا سبب جادو بتائے تو اسے یہ سمجھایا جائے کہ اسلام میں جادو کفر اور حرام ہے۔ پھر اس سے جادو کی جگہ دریافت کی جائے۔ عموماً جب جن پر معالج کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ جادو کی جگہ بھی بتا ہی دیتا

---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۱۹/ ٤٠)]

ہے۔لیکن اس کے بتانے پر ہی اطمینان نہ کر لیا جائے بلکہ کچھ افراد بھیج کر جن کی بتائی ہوئی جگہ پر جادو کی اشیاء دیکھ لی جائیں۔اگر جادوئی اشیاء مل جائیں تو انہیں ضائع کر دینا چاہیے۔

❁ اسے نصیحت کرتے ہوئے یہ بات بھی واضح کر دینی چاہیے کہ ان کے رہنے کا مقام غیر آباد اور ویران جگہیں ہیں، انسان یا انسانوں کے گھر نہیں (اگر تو جن واقعتاً مسلمان ہے اور اس پر وعظ ونصیحت کا اثر ہوتا ہے تو پھر وہ مریض سے نکل جائے گا۔یہاں یہ یاد رہے کہ جنات اکثر جھوٹے اور دھوکے باز ہوتے ہیں اس لیے ان کی ہر بات کو فوراً تسلیم کر لینا بھی دانائی نہیں لہٰذا اگر تو جن مسلمان ہو گا تو وہ نصیحت قبول کرے گا اور اگر نصیحت قبول نہیں کرتا اور سمجھانے سے نہیں نکلتا تو غالب گمان یہ ہے کہ وہ جھوٹا اور کافر ہے)۔

○ اگر جن کافر ہو:

اگر جن کافر ہو تو اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔لیکن اسے اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ ﴿لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ [البقرة : ٢٥٦] ''دین میں زبردستی (کسی کو داخل کرنا) نہیں۔'' اگر وہ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے تو اسے کلمہ پڑھایا جائے۔کلمہ پڑھانے کے بعد اسے دین کی ابتدائی ضروری تعلیمات کے متعلق بتایا جائے۔پھر اسے یہ سمجھایا جائے کہ اسلام میں کسی بھی مسلمان کا دوسرے مسلمان کو تنگ کرنا جائز نہیں (خواہ وہ جن ہو یا انسان) اور نہ ہی کسی پر ظلم کرنا جائز ہے اور تمہارا کسی انسان میں رہنا ہی اس پر ظلم ہے۔اس لیے اس سے نکل جاؤ۔ایسا کرنے سے یقیناً وہ اس مریض سے نکل جائے گا۔

اور اگر بالفرض وہ نہ نکلے یا اسلام ہی قبول نہ کرے یا وہ بہت زیادہ طاقت کا مالک ہو تو پھر اسے درج بالا قرآنی آیات اور مسنون اذکار پڑھ پڑھ کر تکلیف پہنچائی جائے (واضح رہے کہ یہ وظائف پڑھ کے مریض پر پھونک بھی ماری جا سکتی ہے اور پانی پر پھونک مار کر دم والا پانی مریض کو پلایا بھی جا سکتا ہے)۔بالآخر وہ تکلیف کی شدت کی وجہ سے مریض سے نکلنے پر مجبور ہو ہی جائے گا۔

○ ایک ضروری وضاحت:

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن بہت زیادہ دھوکہ باز اور چالاک ہوتا ہے۔وہ معالج کو تو نکلنے کا کہہ دیتا ہے لیکن خود انسان کے اندر ہی کہیں چھپ کر بیٹھا رہتا ہے۔اس لیے جب بھی جن نکلنے کا کہے تو اس کے بعد مزید تسلی کے لیے اوپر ذکر کردہ وظائف پڑھ کر مریض پر دوبارہ دم کریں، اگر تو جن اس میں موجود ہو گا تو مریض کو پھر کپکپی طاری ہو جائے گی اور اس کی حالت بدلنے لگے گی، لیکن اگر نکل چکا ہو گا تو مریض اطمینان میں ہی رہے گا۔

⇦ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ چونکہ شہد میں شفا رکھی گئی ہے، اسی طرح کلونجی میں بھی فرمانِ نبوی کے مطابق ہر بیماری کی شفا ہے

کی تلقین کرنا بھی مفید ہے۔

○ جن نکلنے کے بعد:

جب جن مریض سے نکل جائے تو معالج کو چاہیے کہ اس کامیابی پر اترانے یا فخر و تکبر کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور مریض کو چاہیے کہ اپنا عقیدہ درست کرے، ہر شرکیہ کام سے بچے، نماز کی پابندی کرے، ہمیشہ باوضو ہو کر سوئے، سوتے وقت سورۃ الملک، آیت الکرسی اور معوذتین سورتیں ضرور پڑھے، گھر میں اکثر اوقات سورۂ بقرہ کی تلاوت کرتا رہے، فحش فلموں اور موسیقی سے بہرصورت بچے، عورت ہو تو شرعی پردہ کا اہتمام کرے اور سابقہ اَوراق میں بیان کردہ ''جنات سے بچاؤ کی پیشگی احتیاطی تدابیر'' پر عمل کی پوری کوشش کرے۔

گھر یا دفتر وغیرہ سے جن بھگانے کا طریقہ

❶ گھر یا دفتر وغیرہ میں کثرت کے ساتھ سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جائے اور جب تلاوت کرنے والا تھک جائے تو سورۂ بقرہ پر مشتمل کیسٹ چلا دی جائے۔ کیونکہ فرمانِ نبوی ہے کہ ''جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔''(۱) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''اپنے گھروں میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کیا کرو کیونکہ شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔''(۲)

❷ گھر یا دفتر وغیرہ کو صاف ستھرا رکھا جائے۔ کیونکہ بالعموم جنات گندگی اور گندی جگہوں کو ہی پسند کرتے ہیں اور انہی مقامات پر بسیرا کرتے ہیں۔ اسی لیے اسلام نے صفائی ستھرائی کی بہت زیادہ ترغیب دلائی ہے۔ قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے ساری امت کو یہ حکم دیا گیا ہے ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ [المدثر : ٤] ''اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھو۔'' اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ [التوبة : ١٠٨] ''اللہ تعالیٰ طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔'' حتیٰ کہ ایک روایت میں تو طہارت کو آدھا ایمان کہا گیا ہے، چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ﴾ ''طہارت نصف ایمان ہے۔''(۳)

❸ گھر یا دفتر وغیرہ کو خوشبودار رکھا جائے۔ کیونکہ پاک روحیں خوشبو کو پسند کرتی ہیں اور خبیث روحیں (جنات وشیاطین وغیرہ) اسے ناپسند کرتی ہیں۔ جیسا کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ''خوشبو کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ فرشتے اسے پسند کرتے ہیں اور شیطان اس سے نفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ شیطان کی پسندیدہ چیز وہ ہے جو سخت بدبودار ہو۔''(٤) اسی لیے نبی کریم ﷺ خوشبو کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ

---

(۱) [مسلم (۷۸۰) کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا : باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ، ترمذی (۲۸۷۷)]

(۲) [حسن : السلسلۃ الصحیحۃ (۱۵۲۱) صحیح الجامع الصغیر (۱۱۷۰) مستدرک حاکم (۵۶۱/۱)]

(۳) [مسلم (۲۲۳) کتاب الطہارۃ : باب فضل الوضوء] (٤) [الطب النبوی (ص : ٤٣٧)]

﴿ حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ النِّسَاءُ وَ الطِّيبُ ﴾ ''تمہاری دنیا کی چیزوں میں عورتیں اور خوشبو مجھے زیادہ پسند ہے۔''(۱) اور ایک روایت میں تو یہ بھی ہے کہ ''جسے خوشبو (بطورِ تحفہ) پیش کی جائے وہ اسے واپس نہ کرے کیونکہ یہ عمدہ مہک والی ہے اور اٹھانے میں بھی ہلکی ہے۔''(۲)

4 اہل علم نے رہائشی مقامات سے جنات بھگانے کا یہ طریقہ بھی ذکر کیا ہے کہ اولاً گھر سے تمام غیر شرعی اشیاء (جیسے موسیقی کے آلات اور تصاویر وغیرہ) کو نکال دیا جائے۔ پھر گھر کو اچھی طرح صاف ستھرا کر کے کسی بڑے برتن میں پانی لے لیا جائے اور اس میں خوشبو ڈال دی جائے۔ پھر سورۂ بقرہ، آیت الکرسی، سورۂ فاتحہ، سورۃ الاخلاص اور معوذتین سورتیں پڑھ کے پانی میں پھونک دیا جائے، پھر پانی کو سارے گھر میں بطورِ خاص گھر کے اطراف اور کونوں میں اچھی طرح چھڑک دیا جائے۔ یقیناً اگر گھر میں جنات ہوں گے تو اس عمل سے بھاگ جائیں گے۔

جنات سے بچاؤ اور آسیب زدگی کے علاج کے چند غیر شرعی طریقے

- تعویذ باندھنا، خواہ قرآنی آیات پر ہی مشتمل کیوں نہ ہوں۔ اس حوالے سے کچھ تفصیل پیچھے ''جادو کا علاج'' کے عنوان کے تحت گزر چکی ہے۔
- کسی عامل کے دم کیے ہوئے کیل گھر کے دروازوں اور کھڑکیوں پر ٹھونکنا۔
- ہاتھوں میں کڑے، چھلے اور مخصوص قسم کے پتھروں والی انگوٹھیاں پہننا۔
- کاہنوں، نجومیوں اور قیافہ شناسوں کے پاس جانا اور ان کی ہر بات من وعن تسلیم کرنا۔
- نام نہاد عاملوں کی منگوائی ہوئی ہر چیز انہیں پہنچانا جیسے حیض آلود کپڑا، سیاہ مرغ، کالا بکرا، لومڑی کے ناخن وغیرہ۔
- آسیب زدہ کو قرآن پر بٹھا کر منتر پڑھے ہوئے پانی سے غسل کرانا۔ (العیاذ باللہ)
- جن کو سلیمان علیہ السلام یا جنوں کے سردار یا ملکہ کی قسم دے کر جانے کے لیے کہنا۔
- دوسرے جنوں اور شیطانوں کی مدد حاصل کر کے آسیب زدہ کا علاج کرنا۔
- مریض میں موجود جن کو راضی کرنے کی کوشش کرنا اور اس کے لیے اس کے تمام ناجائز و حرام مطالبات اور شرائط بھی پوری کرنا۔
- آسیب زدہ عورت کا بے پردگی کی حالت میں بغیر کسی محرم کے علاج کرنا۔

غیر شرعی طریقے اپنانے کا نقصان

1 غیر شرعی طریقے اپنانے کا ایک تو دینی نقصان ہوتا ہے کہ انسان محرمات کے ارتکاب کی وجہ سے گناہگار ہوتا

---

(۱) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۳۱۲۴) بیهقی (۷۸/۷) کنز العمال (۱۸۹۷۵)]

(۲) [مسلم (۲۲۵۳) کتاب الالفاظ من الادب: باب استعمال المسك وانه اطیب الطیب]

رہتا ہے۔ اللہ سے دور اور شیطان کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ اس کی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ''جو کسی عراف (قیافہ شناس) کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا تو چالیس روز اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی۔''(۱) اسی طرح نام نہاد عاملوں اور نجومیوں کے پاس جا کر ان کی باتیں مان کر وہ کفر کا بھی ارتکاب کر بیٹھتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ''جو شخص کسی قیافہ شناس یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ (تمام) تعلیمات کے ساتھ کفر کر دیا۔''(۲)

❷ دوسرا نقصان دنیوی ہوتا ہے کہ حرام طریقوں سے ایک طرف تو شفا بھی نصیب نہیں ہوتی جیسا کہ صحیح بخاری میں تعلیقاً روایت ہے کہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَائَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ایسی چیز میں تمہاری شفا نہیں رکھی جسے اس نے تم پر حرام کیا ہے۔''(۳) اور دوسری طرف فریبی عامل اور شعبدہ باز پیسے بھی لوٹتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات تو یہ لوگ مریض سے اس کے گھر کے حالات بھی دریافت کر لیتے ہیں اور پھر علاج کے بہانے موقع پا کر گھر کا قیمتی سامان (زیور وغیرہ) لوٹ کر بھی فرار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بے پردگی کی حالت میں عورتوں کا علاج کرتے ہوئے بعض اوقات ان کی عصمت سے بھی کھیل جاتے ہیں اور اگر ایسا نہ کریں تو کم از کم انہیں چھونا، مصافحہ کرنا، بغل گیر ہونا، بوس و کنار کرنا اور ان سے اپنے قدم دبوانا معمول کی بات ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ علاج کے بہانے گھر کی سیدھی سادھی عورتوں کو اپنے ساتھ ہی بھگا لے جاتے ہیں۔

⇦ لہٰذا دینی اور دنیوی ہر طرح کے نقصان سے بچنے کے لیے اسلام کی سیدھی اور سچی راہ کو ہی اپنانا چاہیے۔ اور مریض کا علاج صرف اور صرف شرعی طریقے کے مطابق ہی کرانا چاہیے۔ یقیناً دین اسلام پورے کا پورا مصلحت پر مبنی ہے یعنی اسلام کا ہر حکم انسانوں کی دنیوی و اُخروی بھلائی کے لیے ہے اور انہیں نقصان سے بچانے اور فائدہ پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ یہی مصلحت کا مفہوم ہے۔ چنانچہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ''شریعت کی بنیاد ہی دنیا و آخرت میں حکمتوں اور بندوں کی مصلحتوں پر ہے... ہر وہ مسئلہ جو مصلحت سے نکل کر خرابی و نقصان کی طرف چلا جائے یا حکمت سے نکل کر بے کار چیزوں میں شامل ہو جائے، اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔''(۴)

---

(۱) [مسلم: کتاب السلام، صحیح الترغیب (۳۰۴٦) صحیح الجامع الصغیر (۵۹۴۰)]

(۲) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۵۹۳۹) ابوداود (۳۹۰٤) ابن ماجه (٦۳۹) ترمذی (۱۳۵)]

(۳) [بخاری: کتاب الاشربة: باب شراب الحلواء والعسل]

(٤) [اعلام الموقعین (۳/۳)]

باب حقيقة العين وعلاجه نظر بد کی حقیقت اور اس کے علاج کا بیان

لغوی مفہوم

عربی میں نظر لگنے کے لیے اَلْعَيْن کا لفظ استعمال ہوتا ہے (اس کا معنی آنکھ بھی ہوتا ہے اور) یہ لفظ باب عَانَ يَعِيْنُ (بروزن ضرب) سے مصدر بھی ہے۔ نظر لگانے والے کو عَائِن کہتے ہیں اور جسے نظر لگتی ہے اسے مَعِيْن کہتے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم

(امام ابن اثیر رحمہ اللہ) نظر لگنے کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی کا دشمن یا حاسد اسے نظر بھر کے دیکھتا ہے تو اس میں (اس کی نظر) اثر کر جاتی ہے جس سے وہ شخص (جسے دیکھا گیا ہے) بیمار ہو جاتا ہے۔ (۱)

(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) نظر بد کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی خبیث طبیعت کا انسان کسی شخص پر اپنی حسد بھری نگاہ ڈالے اور اس سے اسے نقصان پہنچ جائے۔ (۲)

(ابن قیم رحمہ اللہ) نظر بد ایک تیر کی مانند ہے جو حسد کرنے والے یا نظر لگانے والے کی طرف سے نکلتا ہے اور جسے دیکھا گیا ہے اس کے جسم میں جا کر لگتا ہے۔ بعض اوقات یہ تیر خطا بھی ہو جاتا ہے۔ جسے نظر لگائی گئی ہے اگر وہ غیر مسلم ہو تو اسے یہ تیر ضرور نقصان پہنچاتا ہے اور اگر مسلمان ہو جو متقی و پرہیز گار، مسنون اذکار کا پابند اور ہر قسم کے شرعی عیب سے پاک ہو تو اسے یہ تیر نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ بعض اوقات تو یہ تیر پھینکنے والے پر واپس بھی لوٹ جاتا ہے۔ (۳)

(شیخ صالح الفوزان) نظر کا لگنا بعض لوگوں میں موجود حسد کی وجہ سے ہوتا ہے، جب وہ چیزوں کو دیکھتے ہیں تو ان کی نظر کے اثر سے انہیں نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ان کی نظر زہر آلود ہوتی ہے اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت اور اس کے عجائب میں سے ہے کہ وہ بعض نظروں کو زہریلی بنا دیتا ہے، جب ایسی نظر سے دیکھنے والا کسی شخص، جانور یا کسی بھی چیز کو دیکھتا ہے تو اسے اللہ کے حکم سے نقصان پہنچتا ہے۔ (۴)

حسد اور نظر بد میں فرق

① ((فَكُلُّ عَائِنٍ حَاسِدٌ وَلَيْسَ كُلُّ حَاسِدٍ عَائِناً ...)) ہر نظر لگانے والا شخص حاسد ہوتا ہے اور ہر

---

(۱) [النهاية في غريب الحديث (۳/۶۲۵)] (۲) [فتح الباری (۱۰/۲۰۰)]

(۳) [زاد المعاد لابن القيم (۴/۷۱۶)] (۴) [اعانة المستفيد شرح كتاب التوحيد (۱/۸۴)]

حاسد نظر لگانے والا نہیں ہوتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفلق میں حاسد کے شر سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے، سو کوئی بھی مسلمان جب حاسد سے پناہ طلب کرے گا تو اس میں نظر لگانے والا انسان بھی خود بخود آ جائے گا اور یہ قرآن مجید کی بلاغت، شمولیت اور جامعیت ہے۔

2. حسد، بغض اور کینے کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس میں یہ خواہش پائی جاتی ہے کہ جو نعمت دوسرے انسان کو ملی ہوئی ہے وہ اس سے چھن جائے اور حاسد کو مل جائے، جبکہ نظر بد کا سبب حیرت، پسندیدگی اور کسی چیز کو بڑا سمجھنا ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں کی تاثیر ایک ہوتی ہے اور سبب الگ الگ ہوتا ہے۔

3. حاسد کسی متوقع کام کے متعلق حسد کر سکتا ہے جبکہ نظر لگانے والا کسی موجود چیز کو ہی نظر لگا سکتا ہے۔

4. انسان اپنے آپ سے حسد نہیں کر سکتا، البتہ اپنے آپ کو نظر بد لگا سکتا ہے۔

5. حسد صرف کینہ پرور انسان ہی کرتا ہے، جبکہ نظر ایک نیک آدمی کی بھی لگ سکتی ہے جبکہ وہ کسی چیز پر حیرت کا اظہار کرے اور اس میں نعمت کے چھن جانے کا ارادہ شامل نہ ہو، جیسا کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی نظر سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو لگ گئی تھی، حالانکہ عامر بدری صحابی تھے۔ (۱)

نظر بد کا وجود

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں نظر بد کا اثبات

(1) حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں کو غلہ لینے کے لیے مصر کی جانب روانہ فرمایا تو یہ نصیحت فرمائی:

﴿يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾ [یوسف: ٦٧]

''اے میرے بیٹو! (شہر میں) ایک دروازے سے مت داخل ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا میں اللہ کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو تم سے ٹال نہیں سکتا۔ حکم صرف اللہ کا ہی چلتا ہے۔ میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے اور ہر ایک بھروسہ کرنے والے کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، محمد بن کعب، مجاہد، ضحاک، قتادہ، سدی اور دیگر کئی ایک ائمہ تفسیر رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ آپ (علیہ السلام) کا یہ اقدام انہیں نظر بد سے بچانے کے لیے

(۱) [ماخوذ از، جادو کا علاج، اردو ترجمہ ''الصارم البتار فی التصدی علی السحرۃ الاشرار'' (ص: ۱٦۷) مزید دیکھئے: زاد المعاد لابن القیم (۱٦۷/٤) بدائع الفوائد لابن القیم (٤٥۸/۲) الطب النبوی لابن القیم (ص: ۱٤٥) تفسیر محاسن التاویل للقاسمی (تحت سورۃ یوسف: آیت ٦۸) فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث الاسلامیۃ والافتاء (۲۷۱/۱)]

تھا۔اس وجہ سے کہ وہ سب کے سب بہت خوبصورت، تندرست وتوانا اور جوانانِ رعنا تھے۔آپ نے خدشہ محسوس کیا کہ کہیں لوگ انہیں نظر ہی نہ لگا دیں کیونکہ نظر برحق ہے۔نظر بد تو شہسوار کو گھوڑے سے نیچے گرا دیتی ہے۔''(۱)

امام بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اس بات سے خائف ہو گئے تھے کہ کہیں ان کے بیٹوں کو نظر بد نہ لگ جائے کیونکہ انہیں خوبصورتی، قوت وطاقت اور طویل قد وقامت عطا کی گئی تھی۔(۲)

(2) ﴿وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾﴾[القلم : ٥١۔٥٢] ''اور قریب ہے کہ کافر اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں، جب کبھی قرآن سنتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ تو ضرور دیوانہ ہے۔درحقیقت یہ (قرآن) تو تمام جہان والوں کے لیے سراسر نصیحت ہی ہے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''مراد یہ ہے کہ اگر تیرے لیے اللہ کی طرف سے حفاظت اور بچاؤ نہ ہوتا تو یہ کفار تجھے اپنی آنکھوں سے گھور گھور کر نظر ہی لگا دیتے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نظر بد کا لگ جانا اور اللہ کے حکم سے اس کی تاثیر ہونا برحق ہے۔''(۳)

اس آیت کی تفسیر میں شیخ عبدالرحمن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''آپ کے دشمنوں کی بڑی خواہش تھی کہ وہ آپ کو غصے کی نظر سے گھور کر دیکھیں، حسد، کینہ اور غیظ وغضب کی بنا پر آپ کو نظر لگا دیں۔یہ تھی اذیت فعلی میں ان کی انتہائے قدرت اور اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ وناصر تھا۔(۴)

(3) ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾[الفلق : ٥] ''اور (میں پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے۔''

اس آیت میں حاسد سے پناہ مانگی گئی ہے اور اسی میں نظر لگانے والے سے پناہ بھی شامل ہے کیونکہ ہر نظر لگانے والا حاسد ہی ہوتا ہے۔

احادیثِ نبویہ کی روشنی میں نظر بد کا اثبات

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿الْعَيْنُ حَقٌّ﴾ ''نظر بد لگنا حق ہے۔'' صحیح مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿الْعَيْنُ حَقٌّ، ولو كانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ، سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ﴾ ''نظر بد لگ جانا برحق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آتی تو وہ نظر ہوتی۔''(۵)

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۳/۳۷٤)]
(۲) [معالم التنزیل (٤/۲٥۸)]
(۳) [تفسیر ابن کثیر (٦/٤٠٤)]
(٤) [تیسیر الکریم الرحمن (۳/۲۸۲٦)]
(٥) [بخاری (٥٧٤٠) کتاب الطب : باب العین حق، مسلم (۲۱۸۸) ترمذی (۲٠٦۲) ابن حبان (٦۱٠٧)]

(2) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ الْعَيْنَ لَتُولِعُ بِالرَّجُلِ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَصْعَدَ حَالِقًا ثُمَّ يَتَرَدّٰى مِنْهُ ﴾ ''بلاشبہ نظر بد انسان پر اللہ کے حکم سے اثر انداز ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر وہ کسی اونچی جگہ پر ہو تو وہ نظر بد کی وجہ سے نیچے گر سکتا ہے۔''(۱)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَكْثَرُ مَنْ يَمُوْتُ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ قَضَاءِ اللّٰهِ وَقَدَرِهِ بِالْعَيْنِ ﴾ ''میری امت میں قضاو تقدیر الٰہی کے بعد سب سے زیادہ اموات نظر بد کی وجہ سے ہوں گی۔''(۲)

(4) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْعَيْنِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ ﴾ ''نظر بد سے اللہ کی پناہ مانگا کرو کیونکہ نظر لگ جانا برحق ہے۔''(۳)

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ الْعَيْنُ حَقٌّ تَسْتَنْزِلُ الْحَالِقَ ﴾ ''نظر بد برحق ہے اور یہ انسان کو اونچے مقام سے گرا بھی سکتی ہے۔''(٤)

(6) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نظر بد کی وجہ سے دم کرنے کا حکم دیا۔''(٥)

(7) ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ﴿ إِنَّ بَنِي جَعْفَرَ تُصِيْبُهُمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ ؟ قَالَ نَعَمْ ، فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ يَسْبِقُ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ ﴾ ''بنو جعفر کو نظر لگ گئی ہے کیا میں انہیں دم کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو وہ نظر بد ہوتی۔''(٦)

(8) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ الْعَيْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَ الْجَمَلَ الْقِدْرَ ﴾ ''نظر بد آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں داخل کر دیتی ہے (یعنی دونوں کو موت تک بھی پہنچا دیتی ہے)۔''(۷)

---

(۱) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۱٦٨١) الصحیحۃ (٨٨٩)]

(۲) [حسن : صحیح الجامع الصغیر (۱۲۰٦) الصحیحۃ (۷٤۷)]

(۳) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۹۳٨) السلسلۃ الصحیحۃ (۷۳۷)]

(٤) [صحیح : السلسلۃ الصحیحۃ (۱۲٥۰) مسند احمد (۲٨۱/٤) شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔[الموسوعۃ الحدیثیۃ (۲٤۷۷)]

(٥) [بخاری (٥۷۳٨) مسلم (۲۱۹٥) ابن ماجہ (۳٥۱۲) مسند احمد (٦۳/٦) بغوی (۳۲٤۲)]

(٦) [صحیح : السلسلۃ الصحیحۃ (۱۲٥۲) ابن ماجہ (۳٥۱۰) ترمذی (۲۰٥۹) مسند احمد (٤۳٨/٦)]

(۷) [حسن : السلسلۃ الصحیحۃ (۱۲٤۹) ابو نعیم فی الحلیۃ (۹۰/۷)]

(9) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر (نظر بد کی وجہ سے) سیاہ دھبے پڑے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا﴿ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ ﴾ ''اس پر دم کرو کیونکہ اسے نظر بد لگ گئی ہے۔'' (۱)

(10) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ﴿ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ ... ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے نظر بد کی وجہ سے دم کرنے کی اجازت دی ہے۔'' (۲)

اہل علم کے اقوال وفتاویٰ کی روشنی میں نظر بد کا اثبات

(ابن کثیر رحمہ اللہ) اللہ کے حکم سے نظر بد کا لگنا اور اس کی تاثیر برحق ہے۔ (۳)

(ابن قیم رحمہ اللہ) کچھ کم علم رکھنے والے لوگ نظر بد کو مؤثر قرار نہیں دیتے بلکہ اسے محض توہم پرستی سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسی سوچ رکھنے والے لوگ جاہل ہیں اور روحوں کی تاثیر اور صفات سے واقف نہیں، نیز ان کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اور دوسری طرف ہر امت اور قوم کے عقلمند لوگ اختلافِ مذاہب کے باوجود نظر بد کا انکار نہیں کرتے۔ (٤)

(امام رازی رحمہ اللہ) نظر بد کے برحق ہونے کی کئی وجوہ ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ بہت سے متقدم مفسرین نے اس آیت (یوسف: ٦٧) سے یہی مراد لیا ہے اور دوسری وجہ یہ کہ نبی کریم ﷺ حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو نظر بد سے بچاؤ کا دم کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل واسحاق علیہما السلام کو بھی دم کیا کرتے تھے۔ (٥)

(علامہ آلوسی رحمہ اللہ) نظر بد کے اثبات میں کوئی شبہ نہیں۔ (٦)

(شوکانی رحمہ اللہ) صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نظر بد برحق ہے اور عہد نبوی میں لوگوں کی ایک جماعت پر اس کا اثر ہوا تھا اور ان میں خود رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں۔ شریعت کی ان نصوص کے باوجود اس کا انکار کرنے والوں پر بہت ہی تعجب ہے۔ (٧)

(مازری رحمہ اللہ) حدیث کے ظاہر کو پیش نظر رکھتے ہوئے جمہور علماء نے یہی رائے اختیار کی ہے کہ نظر بد برحق ہے، البتہ چند بدعتی گروہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ (٨)

---

(۱) [بخاری (٥٧٣٩) کتاب الطب : باب رقیة العین ' مسلم (٢١٩٧) تحفة الأشراف (١٨٢٦٦)]
(۲) [مسلم (٢١٩٦) کتاب السلام : باب استحباب الرقیة من العین والحمة والنظرة ، ترمذی (٢٠٥٦)]
(۳) [تفسیر ابن کثیر (٤١٠/١٠)]
(٤) [زاد المعاد (١٦٥/٤)]
(٥) [تفسیر رازی (تحت سورة یوسف : آیت نمبر ٦٧]
(٦) [تفسیر روح المعانی (١٨/١٣)]
(٧) [تفسیر فتح القدیر (٥٢/٤)]
(٨) [کما فی تفسیر الخازن (٢٩٨/٣)]

(ابن العربی رحمہ اللہ) توحید پرست لوگوں کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ نظر بد برحق ہے۔ (۱)

(علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ) نظر بد کے ذریعے کسی چیز کو نقصان پہنچ جانا ثابت اور موجود ہے۔ (۲)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ نظر بد برحق اور ثابت ہے، شرعی طور پر بھی اور حسّی طور پر بھی۔ (۳)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) حاسد کی نظر کی تاثیر محسود میں واقع اور معروف ہے لیکن یہ اللہ کے حکم اور اس کی مرضی سے ہی مؤثر ہوتی ہے۔ (٤)

(شیخ عبدالمحسن العباد) حاسد کی نظر سے کوئی نقصان پہنچ جانا برحق ہے اور اس کی نظر سے نظر زدہ کو جو نقصان پہنچتا ہے وہ (دراصل) اللہ کے فیصلے اور تقدیر کی وجہ سے ہی ہوتا ہے اور جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کے فیصلے اور تقدیر کے مطابق ہی ہوتا ہے، جو اللہ چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو اللہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ (واضح رہے کہ) بعض اوقات نظر بد ہلاکت اور موت تک بھی پہنچا دیتی ہے۔ (۵)

(شیخ صالح الفوزان) نظر بد برحق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب کاریگری ہے کہ وہ کچھ لوگوں کی نظر میں یہ چیز رکھ دیتا ہے کہ وہ جس پر پڑتی ہے اسے نقصان پہنچاتی ہے۔ (٦)

کویتی وزارتِ اوقات کے شائع کردہ موسوعہ فقھیہ میں ہے کہ جمہور علما کا موقف یہ ہے کہ نظر بد کا لگ جانا ثابت اور موجود ہے اور نفوس میں اس کی تاثیر ہوتی ہے۔ اور نظر بد مال، انسان اور حیوانات کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ (۷)

کسی نیک اور محبت کرنے والے کی نظر بد بھی لگ سکتی ہے

جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی نظر سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو لگ گئی تھی، حالانکہ عامر بدری صحابی تھے (مکمل حدیث آئندہ عنوان ''نظر بد کا علاج'' کے تحت ملاحظہ فرمائیے)۔

اسی طرح حاسد اور کینہ پرور کے علاوہ بعض اوقات بہت زیادہ محبت کرنے والے، قریبی رشتہ دار حتی کہ والدین کی نظر بھی لگ جاتی ہے۔ اس لیے اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ جب بھی کوئی بہت خوبصورت، پیارا اور پسندیدہ لگے تو اسے برکت کی دعا دی جائے۔ جیسے ''بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ'' یا ''مَاشَاءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' وغیرہ۔ اور اگر ایسے کوئی الفاظ یاد نہ ہوں تو اپنی زبان میں ہی اسے برکت کی دعا دے دینی چاہیے۔

---

(۱) [احکام القرآن لابن العربی (٦٠/٥)]
(۲) [تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی (١٨٥/٦)]
(۳) [فتاوی اسلامیۃ (٦٣٤/٤)]
(٤) [فتاوی اللجنۃ الدائمۃ (٢٧٠/١)]
(٥) [شرح سنن ابی داود (٢٠٢/٢٠)]
(٦) [المنتقی من فتاوی الفوزان (١١/١٤)]
(٧) [الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ (٣٠/١٣)]

جنات کی نظر بد بھی انسان کو لگ سکتی ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يتعوذ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فلمّا نزلتْ أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا ﴾ ''رسول اللہ ﷺ جنات اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ 'معوذتین سورتیں' نازل ہوئیں' پس جب وہ نازل ہوئیں تو آپ نے انہیں پڑھنا شروع کر دیا اور ان کے علاوہ تمام دموں کو چھوڑ دیا۔''(۱)

(ابن قیم رحمہ اللہ) نظر بد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک نظر بد وہ ہوتی ہے جو انسان سے لگے اور دوسری وہ ہوتی ہے جو جن سے لگے۔(۲)

کسی کافر کی نظر بد بھی لگ سکتی ہے

کافر کی نظر بد بھی لگ سکتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اور قریب ہے کہ کافر اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں۔''(۳) یہاں کافروں کی تیز نگاہوں سے مراد ان کی نظر بد ہی ہے جیسا کہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے وضاحت فرمائی ہے۔(۴) علاوہ ازیں نبی ﷺ کے اس فرمان ''نظر بد برحق ہے'' کے عموم میں کافر کی نظر بد بھی شامل ہے۔

کافر کو بھی نظر بد لگ سکتی ہے

(شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ) کافر بھی دوسرے انسانوں کی طرح ہی ہے، اسے بھی نظر بد لگ سکتی ہے، یقیناً نظر بد برحق ہے۔(۵)

دوسروں کو اپنی نظر بد سے بچانے کی تدابیر

○ برکت کی دعا دینا:

(1) ایک مرتبہ ایک صحابی کی دوسرے صحابی کو نظر لگ گئی تو نبی کریم ﷺ نے نظر لگانے والے کو کہا ﴿ هَلَّا إِذَا رَأَيْتَ مَا يُعْجِبُكَ بَرَّكْتَ ﴾ ''جب تو نے ایسی چیز کو دیکھا جو تجھے اچھی لگی تو تم نے اس کے حق میں برکت کی دعا کیوں نہ کی۔''(۶)

---

(۱) [صحیح : هداية الرواة (۲۸۲/٤) ترمذی (۲۰۵۸) كتاب الطب : باب ما جاء في الرقية بالمعوذتين]

(۲) [زاد المعاد لابن القيم (۱٤۹/٤)] (۳) [القلم : ۵۱-۵۲]

(٤) [تفسير ابن كثير (٤۰٤/٦)] (۵) [فتاوى اسلامية (٦۳۵/٤)]

(٦) [صحيح : هداية الرواة (۲۸۲/٤) ' (٤٤۸۷) صحيح ابن ماجة (۲۸۲۸) احمد (٤۸٦/۳)]

(2) ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ وَ مِنْ نَفْسِهِ وَمَالِهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيُبَرِّكْهُ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ ﴾ "جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو یا اس کے نفس اور مال میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے اچھی لگے تو اسے برکت کی دعا دے کیونکہ نظرِ بد برحق ہے۔"(۱)

معلوم ہوا کہ دوسروں کو اپنی نظرِ بد سے بچانے کے لیے ہر اچھی لگنے والی چیز کے حق میں برکت کی دعا کر دینی چاہیے۔ برکت کی دعا ان الفاظ میں دی جا سکتی ہے ﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ ﴾ اور یہ الفاظ بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں ﴿ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴾ (جیسا کہ موسوعہ فقهیه میں ہے (۲))۔ شادی شدہ جوڑے کو دیکھ کر بھی انہیں ان الفاظ ﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ ﴾ میں برکت کی دعا دینا مستحب ہے کیونکہ شادی کے وقت وہ دونوں بہت خوبصورت بنے ہوتے ہیں اور خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں انہیں نظرِ بد نہ لگ جائے۔ بہرحال اگر برکت کی دعا دینے کے ایسے کوئی الفاظ یاد نہ ہوں تو اپنی مقامی زبان میں ہی برکت کی دعا دے دینی چاہیے کہ اللہ تجھے برکت دے، مزید نوازے وغیرہ وغیرہ۔

○ ما شاء الله کہنا:

قرآن کریم کی سورۂ کہف میں دو آدمیوں کا قصہ مذکور ہے۔ ان میں سے ایک کے پاس دو باغ تھے جن میں بہت زیادہ پھلدار درخت تھے مگر وہ خود ناشکرا تھا۔ دوسرا شخص اسے نصیحت کیا کرتا تھا کہ تکبر نہ کیا کرو اور اپنے باغات دیکھ کر یہ کلمات کہا کر ﴿ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ﴾۔ لیکن اس نے اپنی تکبرانہ روش جاری رکھی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر عذاب نازل کر دیا اور اس کے باغ ہلاک کر دیئے۔ (۳)

امام زرقانی رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ لَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ﴾ "تو نے اپنے باغ میں جاتے وقت یہ الفاظ کیوں نہ کہے مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں یہ اشارہ موجود ہے کہ ہر اچھی لگنے والی چیز دیکھ کر یہ ذکر کرنا چاہیے۔ امام ابن العربی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے گھر میں داخل ہونے والے ہر شخص کے لیے بھی اس ذکر کو مستحب قرار دیا ہے۔ (۴)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے آیت کے ان الفاظ ﴿ لَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ﴾ کے متعلق نقل فرمایا ہے کہ اسی واقعہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بعض ائمہ سلف نے یہ بات کہی ہے کہ جس کسی کو بھی اپنی حالت، مال یا اولاد اچھی لگے تو وہ یہ الفاظ کہے ﴿ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ﴾۔ یہ دعا اسی آیت سے

---

(۱) [صحيح: السلسلة الصحيحة (٢٥٧٢) مسند احمد (٤٤٧/٣) مستدرك حاكم (٢١٥/٤)]

(۲) [الموسوعة الفقهية الكويتية (٣١/١٣)] (۳) [الكهف: ٣٢ - ٤٤]

(۴) [شرح الزرقاني على موطا الامام مالك (٤٠٢/٤)]

ماخوذ ہے۔''(۱)

درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہر اچھی لگنے والی چیز کو دیکھ کر ''ماشاء اللہ'' کہہ دینا چاہیے۔ یہ الفاظ جہاں ایک طرف اللہ کا شکر ادا کرنے کا ذریعہ ہیں وہاں دوسروں کو نقصان سے بچانے کا بھی بہترین سبب ہیں۔

○ حسد نہ کرنا:

کیونکہ جس سے آپ حسد رکھتے ہیں اسے آپ کی نظر بد لگ سکتی ہے کیونکہ ہر نظر بد لگانے والا حاسد ہی ہوتا ہے (جیسا کہ پیچھے بھی اس کی وضاحت کی جا چکی ہے)۔ اسی لیے کتاب وسنت میں حسد سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن میں حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔(۲) جبکہ حدیث میں ہے کہ ﴿لَا تَحَاسَدُوْا﴾ ''ایک دوسرے سے حسد مت رکھو۔''(۳) اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ''کسی بھی مومن بندے کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے نہیں ہو سکتے۔''(۴)

خود کو دوسروں کی نظر بد سے بچانے کی تدابیر

○ اللہ سے اپنے لیے برکت کی دعا کرتے رہنا:

اہل علم کا کہنا ہے کہ خود کو نظر بد سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کرتے رہنا بھی مفید ہے، اسی طرح نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور ماشاء اللہ وغیرہ جیسے کلمات پڑھتے رہنا بھی نظر بد سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے۔ ایسے چند کلمات حسب ذیل ہیں:

- ﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ﴾ ''اے اللہ! ہمیں اس چیز میں برکت عطا فرما اور مزید عطا کر۔''
- ﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا﴾ ''اے اللہ! ہمارے لیے اُس چیز میں برکت عطا فرما جو تو نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔''
- ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾ ''نہ کسی شر سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی طاقت ہے مگر صرف اللہ بزرگ و برتر کی توفیق سے ہی۔''
- ﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ ''جو اللہ چاہے اور اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ کرنا ممکن نہیں۔''

○ نظر بد لگنے سے اللہ کی پناہ مانگتے رہنا:

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۱۵۸/۵)] (۲) [الفلق : ۵]

(۳) [مسلم (۲۵٦٤) کتاب البر والصلة والآداب : باب تحریم ظلم المسلم' ابو داود (٤۸۸۲)]

(٤) [حسن : الترغیب والترهیب بتحقیق محیی الدین دیب (٤۲۵۲) احمد (۳٤٠/۲) ابن حبان (٤۵۸۷) بیهقی فی شعب الایمان (٦٦٠۹)]

یعنی وہ تمام وظائف کثرت سے پڑھتے رہنا جن میں نظر بد سے اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے جیسا کہ ایک روایت میں یہ وظیفہ مذکور ہے کہ ﴿ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کے ذریعے سے ہر شیطان اور زہریلے' ہلاک کرنے والے جانور سے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں۔''(۱)

○ معوذتین سورتیں پڑھتے رہنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ ''معوذتین سورتیں (الفلق ، الناس)'' نازل ہوئیں' پس جب وہ نازل ہوئیں تو آپ نے انہیں پڑھنا شروع کر دیا اور ان کے علاوہ تمام دموں کو چھوڑ دیا۔''(۲)

یہ سورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ اخلاص کے ساتھ صبح و شام تین تین مرتبہ (۳)، ہر نماز کے بعد ایک ایک مرتبہ (۴) اور سوتے وقت تین تین مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔(۵)

○ اپنے اہم امور اور خوبیاں مخفی رکھنا:

امام ابن قیم رحمہ اللہ نظر بد سے بچاؤ کی ایک مفید تدبیر ان الفاظ میں بتاتے ہیں کہ ((سَتْرُ مَحَاسِنِ مَنْ يُخَافُ عَلَيْهِ الْعَيْنُ)) ''جسے نظر بد لگ جانے کا خدشہ ہو اس کے محاسن اور خوبیاں چھپا کر رکھنا۔''(۶)

لہٰذا یہ تدبیر بھی مناسب ہے کہ آپ اپنی خوبیوں کو دوسروں سے چھپا کر ہی رکھیں اور اپنے اہم کاموں کے متعلق بھی تب تک دوسروں کو مت بتائیں جب تک وہ مکمل نہ ہو جائیں، خواہ کوئی آپ کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ بلاشبہ رشتہ داروں میں حسد کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور حاسد کی نظر بد لگ سکتی ہے۔

○ نظر بد لگانے والے سے دور رہنا:

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) حفظِ ماتقدم کے تحت نظر لگانے والے سے بھی بچ کر رہنا چاہیے۔(۷)

موسوعہ فقھیہ میں ہے کہ امام ابن بطال رحمہ اللہ نے کچھ علماء کی یہ بات نقل فرمائی ہے کہ جب کسی کے متعلق یہ علم ہو جائے کہ اس کی نظر بد لگ جاتی ہے تو اس سے بچنا چاہیے اور دور رہنا چاہیے۔ اور امام وقت کے لیے

---

(۱) [بخاری (۳۳۷۱) کتاب أحادیث الأنبیاء : باب ' ابو داود (۴۷۳۷) ترمذی (۲۰۶۰)]

(۲) [صحیح : هدایة الرواة (۲۸۲/۴) ترمذی (۲۰۵۸) ب الطب : باب ما جاء فی الرقیة بالمعوذتین]

(۳) [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (۴۴۰۶) ترمذی (۳۵۷۵) كتاب الدعوات]

(۴) [صحیح : صحیح ابوداود (۱۳۴۸) ترمذی (۲۹۰۳) احمد (۱۵۵) حاکم (۲۵۳/۱)]

(۵) [بخاری (۵۰۱۷) کتاب فضائل القرآن : باب فضل المعوذات

(۶) [زاد المعاد (۱۵۹/۴)]　(۷) [فتاوی اسلامیہ ۶۳۴/۴)]

مناسب یہ ہے کہ اسے لوگوں میں داخل ہونے سے روکے بلکہ اسے گھر میں ہی رہنے کی تلقین کرے اور اگر وہ فقیر ہو تو اسے (گھر پر ہی) اس کی ضرورت کے مطابق (کھانے پینے کی اشیاء) مہیا کر دی جائیں کیونکہ اس کا نقصان تھوم اور پیاز کھانے والے سے بھی زیادہ ہے جسے نبی ﷺ نے مسجد میں آنے سے روک دیا تھا تاکہ وہ لوگوں کو اذیت نہ پہنچا سکے۔ اور اس کا نقصان کوڑھ کے مریض سے بھی بڑھ کر ہے جسے عمر رضی اللہ عنہ نے (مجالس میں آنے سے) روک دیا تھا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہی بات صحیح اور متعین ہے۔ (۱)

نظر بد سے بچاؤ کے چند غیر شرعی طریقے

- تعویذ لٹکانا۔
- بچوں کو سیاہ ٹیکہ لگانا۔
- بچوں کو سیاہ دھاگے یا کڑے وغیرہ پہنانا۔
- گھر کی کسی دیوار کو تھوڑا سا سیاہ کر لینا۔
- چھتوں پر ہنڈیاں رکھ لینا۔
- اپنی سواریوں اور گاڑیوں کے ساتھ جوتیاں یا سیاہ کپڑے باندھ لینا۔
- خود ساختہ نعلین شریفین کا نقش گھروں یا دکانوں وغیرہ میں سجا لینا۔
- کسی بزرگ یا ولی کی تصویر ہر وقت اپنے پاس رکھنا۔
- مخصوص قسم کے پتھروں اور نقوش والی انگوٹھیاں پہن لینا وغیرہ۔

نظر بد کا علاج

نظر بد کے علاج کے مختلف طریقے کتاب و سنت اور ائمہ سلف کے تجربات سے ثابت ہیں۔ آئندہ سطور میں ان کی کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

پہلا طریقہ (مریض کو غسل کرانا)

جس کی نظر لگی ہے اگر اس کا پتہ چل جائے تو اس سے غسل کروایا جائے اور پھر جس پانی سے اس نے غسل کیا ہے اسے نظر زدہ شخص کے جسم پر بہا دیا جائے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا ﴾ ''جب تم سے غسل طلب کیا جائے تو غسل کرو۔'' (۲)

---

(۱) [الموسوعة الفقهية الكويتية (۳۲/۱۳)]

(۲) [مسلم (۲۱۸۸) كتاب السلام: باب الطب والمرض والرقى، ترمذى (۲۰۶۲) ابن حبان (۶۱۰۷)]

ایک طویل روایت میں ہے کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سفید رنگ اور خوبصورت جسم کے مالک تھے وہ ایک مرتبہ غسل کر رہے تھے کہ ان کے قریب سے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا' انہوں نے یہ کہہ دیا' میں نے آج کے دن کی مانند کوئی دن نہیں دیکھا اور نہ ہی ایسا خوبصورت جسم ۔بس یہ سننا تھا کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ (نظر لگنے کی وجہ سے) زمین پر گر پڑے ۔انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ تم کس پر اس (کو نظر لگانے) کا الزام لگاتے ہو؟ تو لوگوں نے عامر بن ربیعہ کا نام پیش کیا۔پس آپ نے عامر کو بلا لیا اور ان پر غصے ہوئے اور فرمایا﴿ عَلام يَقتُلُ أحدُكُم أخَاهُ؟ هَلا إذا رأيتَ ما يُعجبُكَ برَّكْتَ ' ثم قَالَ' اغتسِلْ لَـهُ﴾ ''کس وجہ سے تمہارا ایک اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے؟ جب تو نے ایسی چیز کو دیکھا جو تجھے اچھی لگی تو تم نے اس کے حق میں برکت کی دعا کیوں نہ کی ۔پھر آپ نے انہیں حکم دیا کہ اس (یعنی سہل) کے لیے غسل کرو۔''

چنانچہ انہوں نے اپنا چہرہ' اپنے ہاتھ' اپنی کہنیاں' اپنے گھٹنے' اپنے قدموں کے اطراف اور اپنے ازار کے اندرونی حصے کو ایک برتن میں دھویا۔پھر ایک آدمی نے اس پانی کو پیچھے سے سہل کے سر اور کمر پر ڈالا پھر اس برتن (کے سارے پانی کو اس پر) اُنڈیل دیا گیا۔یوں سہل رضی اللہ عنہ (تندرست ہو گئے اور) لوگوں کے ساتھ واپس گئے تو انہیں کوئی تکلیف بھی نہیں تھی۔

ابن ماجہ اور موطا کی روایت میں عامر رضی اللہ عنہ کو غسل کی جگہ وضو کا حکم دینے کا ذکر ہے۔(۱) اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ﴿ كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِيْنُ ﴾ ''نظر لگانے والے کو وضو کرنے کا حکم دیا جاتا تھا پھر نظر زدہ شخص اس (وضو والے پانی) سے غسل کر لیتا تھا۔''(۲)

معلوم ہوا کہ اگر نظر بد لگانے والے کا علم ہو جائے تو اسے کسی ایسی جگہ غسل یا وضو کرانا چاہیے جہاں اس کے غسل یا وضو کا پانی جمع ہو جائے اور پھر اس جمع شدہ پانی کو مریض پر اس کے سر کے پیچھے سے بہا دینا چاہیے یا اسے اس پانی سے غسل کرا دینا چاہیے یا کم از کم چھینٹے ہی مار دینے چاہییں۔

دوسرا طریقہ (مریض کو دم کرنا)

اگر یہ علم نہ ہو سکے کہ کس کی نظر لگی ہے تو نظر بد کے مریض کو دم کرنا چاہیے۔جیسا کہ نظر بد لگ جانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دم کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ نظر بد لگ جانے پر دم کر لیا جائے۔''(۳)

---

(۱) [صحيح : هداية الرواة (۲۸۲/٤) '(٤٤٨٧) صحيح ابن ماجة (۲۸۲۸) شیخ شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[مسند احمد محقق (۱۵۹۸۰)]امام ابن حبانؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔]

(۲) [صحيح : صحيح ابو داود ، ابو داود (۳۸۸۰) كتاب الطب : باب ما جاء في العين]

(۳) [بخاری (۵۷۳۸) كتاب الطب : باب رقية العين ' مسلم (۲۱۹۵) ابن ماجة (۳۵۱۲)]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ حزم کو سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے دم کرنے کی اجازت دی اور اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ میرے بھتیجے کمزور ہیں کیا انہیں فقر و فاقے کی شکایت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ﴿ لا ، وَلٰكِنِ الْعَيْنُ تُسْرِعُ اِلَيْهِمْ ﴾ ''نہیں، بلکہ انہیں نظر بہت جلد لگ جاتی ہے۔'' اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اِرْقِيْهِمْ ﴾ ''انہیں دم کیا کرو۔''(۱)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر (نظر بد کی وجہ سے) سیاہ دھبے پڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس پر دم کرو کیونکہ اسے نظر بد لگ گئی ہے۔''(۲)

دم کے حوالے سے یہ بات یاد رہے کہ ہر طرح کے دم کی شرعاً اجازت ہے، صرف وہ دم منع ہے جو شرکیہ ہو۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم دورِ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا ﴿ اَعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقْيَةِ مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكًا ﴾ ''مجھ پر اپنے دم پیش کرو اور کوئی بھی دم درست ہے جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو۔''(۳)

تیسرا طریقہ (مریض کا معوذتین سورتیں اور پناہ مانگنے کی دعائیں پڑھنا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نظر بد سے بچاؤ کے لیے معوذتین سورتیں (الفلق اور الناس) پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔(٤) لہٰذا نظر بد کے مریض کو چاہیے کہ وہ ان سورتوں کو کثرت سے پڑھے، بطورِ خاص صبح و شام، ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت۔

معوذتین سورتوں کے علاوہ آیت الکرسی، سورۂ فاتحہ اور اللہ سے پناہ مانگنے والی دعائیں پڑھنی چاہییں۔ ان دعاؤں میں سے ایک دعا حسب ذیل حدیث میں مذکور ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بے شک تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام (اپنے بیٹوں) حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے لیے ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے:

---

(١) [مسلم (٢١٩٨) كتاب السلام : باب استحباب الرقية من العين والحمة والنظرة]

(٢) [بخارى (٥٧٣٩) كتاب الطب : باب رقية العين ' مسلم (٢١٩٧) تحفة الأشراف (١٨٢٦٦)]

(٣) [مسلم (٢٢٠٠) كتاب السلام : باب لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك]

(٤) [**صحيح** : هداية الرواة (٢٨٢/٤) ترمذى (٢٠٥٨) كتاب الطب : باب ما جاء في الرقية بالمعوذتين] .

﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کے ذریعے سے ہر شیطان اور زہریلے ہلاک کرنے والے جانور سے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں۔''(۱)

⇦ آئندہ سطور میں اللہ کی پناہ مانگنے پر مشتمل چند ایسے وظائف ذکر کیے جا رہے ہیں جو امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنے تجربات کی روشنی میں نظر بد کے توڑ کے لیے نہایت مؤثر قرار دیے ہیں۔ نظر بد کے مریض کو چاہیے کہ کثرت کے ساتھ ان وظائف کو پڑھتا رہے۔

1. ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ ''میں اللہ کے پورے کلمات کے ذریعے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو اس نے پیدا کی۔''
2. ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کے ذریعے سے ہر شیطان اور زہریلے' ہلاک کرنے والے جانور سے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں۔''
3. ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ کے ان مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں جن سے نہ تو کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی بد' اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا' پھیلایا اور جسم دیا' اور اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے' اور اس چیز کے شر سے جو اس میں چڑھتی ہے' اور اس چیز کے شر سے جسے اس نے زمین میں پھیلایا' اور اس چیز کے شر سے جو اس سے نکلتی ہے' اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے' اور رات کے وقت ہر آنے والے کے شر سے' سوائے اس کے جو خیر لے کر آئے' اے انتہائی مہربان!''

4. ﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں' اس کے غضب سے' اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسے سے اور ان کے میرے پاس حاضر ہونے سے۔''
5. ﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَأْثَمَ وَالْمَغْرَمَ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ سُبْحَانَكَ

(۱) [بخاری (۳۳۷۱) کتاب أحادیث الأنبیاء: باب' ابو داود (٤٧٣٧) ترمذی (۲۰٦۰)]

وَبِحَمْدِكَ ﴾ ''اے اللہ! میں تیرے کریم چہرے اور تیرے پورے کلمات کے ذریعے (ہر) اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی تو نے پکڑ رکھی ہے۔ اے اللہ! تو ہی گناہ اور نقصان کا ازالہ کرتا ہے۔ اے اللہ! تیرے لشکر کو شکست نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی تو اپنے وعدے کی مخالفت کرتا ہے۔ تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ۔''

6 ﴿ أَعُوذُ بِوَجْهِ اللهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَا شَيْءَ أَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَأَسْمَاءِ اللهِ الْحُسْنَى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ لَا أُطِيقُ شَرَّهُ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴾ ''میں اللہ کے عظیم چہرے کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں جس سے عظیم کوئی ذات نہیں۔ اور اس کے ان تمام کلمات کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں جن سے کوئی نیک یا بد تجاوز نہیں کر سکتا۔ اور اللہ کے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جنہیں میں جانتا ہوں اور جن کا مجھے علم نہیں، ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی، اور ہر اس شر کی برائی سے جس کے مقابلے کی مجھ میں طاقت نہیں، اور ہر برائی والے کی برائی سے جس کی پیشانی کو تو نے پکڑ رکھا ہے، یقیناً میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔''

7 ﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ مَا شَاءَ اللهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَأَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴾ ''اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، تجھ ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور تو عرش عظیم کا رب ہے۔ جو اللہ چاہے گا وہی ہوگا اور جو وہ نہیں چاہے گا نہیں ہوگا۔ نہ کسی شر سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کوئی نیکی کرنے کی طاقت ہے مگر اللہ کی توفیق سے ہی۔ مجھے علم ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یقیناً اللہ نے ہر چیز کو علم کے اعتبار سے گھیر رکھا ہے اور عدد کے اعتبار سے شمار کر رکھا ہے۔ اے اللہ! میں اپنے نفس کی شرارتوں سے، شیطان اور اس کے شرک کے شر سے اور ہر اس جانور کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس کی پیشانی تو نے تھام رکھی ہے۔ یقیناً میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔''

8 ﴿ تَحَصَّنْتُ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِلٰهِي وَإِلٰهُ كُلِّ شَيْءٍ وَاعْتَصَمْتُ بِرَبِّي وَرَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَاسْتَدْفَعْتُ الشَّرَّ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ حَسْبِيَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ حَسْبِيَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِ حَسْبِيَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوقِ حَسْبِيَ الَّذِي هُوَ حَسْبِي حَسْبِيَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ حَسْبِيَ اللهُ وَكَفَى سَمِعَ اللهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللهِ مَرْمَى حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

الْعَظِيمِ ﴾ ''میں اس اللہ کی حفاظت میں آتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ میرا اور ہر چیز کا معبود ہے۔ میں اپنے اور ہر چیز کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ میرا توکل اس زندہ ذات پر ہے جسے موت نہیں آسکتی۔ میں اللہ تعالیٰ سے ہی شر کا دفاع طلب کرتا ہوں جس کی توفیق کے بغیر نہ کسی شر سے بچنے اور نہ کوئی نیکی کرنے کی طاقت ہے۔ اللہ مجھے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔ مجھے میرا رب ہی بندوں سے کافی ہے۔ مجھے میرا خالق ہی مخلوق سے کافی ہے۔ مجھے میرا رازق ہی (ہر) رزق دیئے گئے سے کافی ہے۔ مجھے وہی ذات کافی ہے، مجھے وہی کافی ہے۔ کافی ہے مجھے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے، وہ پناہ دیتا ہے اور اسے کسی کی پناہ کی ضرورت نہیں۔ مجھے اللہ ہی کافی ہے جو کفایت کرتا ہے۔ اللہ نے اسے سن لیا جس نے اسے پکارا۔ اللہ کے سوا کوئی منزل مقصود نہیں۔ اللہ ہی مجھے کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔''(۱)

چوتھا طریقہ (چند مخصوص دم)

نظر بد کے علاج کا چوتھا طریقہ یہ ہے کہ نظر زدہ شخص کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے درج ذیل دعاؤں میں سے کسی ایک یا تمام کے ساتھ دم کیا جائے۔

(1) ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ ﴾ ''اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو ہر اُس چیز سے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے اور ہر نفس یا ہر حاسد کی نظر کی برائی سے دم کرتا ہوں' اللہ آپ کو شفاء عطا فرمائے' اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں۔''(۲)

(2) ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ ﴾ ''اللہ کے نام کے ساتھ (دم کرتا ہوں) وہ آپ کو صحت دے، ہر بیماری سے شفا بخشے اور وہ تجھے ہر حسد کرنے والے کے حسد سے بچائے جب وہ حسد کرتا ہے اور ہر نظر والے کی برائی سے محفوظ رکھے۔''(۳)

(3) ﴿ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ﴾ ''اے لوگوں کے پروردگار! بیماری کو دور کر دے' شفا عطا فرما تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے' تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے' ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔''(٤)

حاسد کی نظر بد دور کرنے کے چند طریقے

---

(۱) [زاد المعاد لابن القیم (٤/١٥٥ـ١٥٦)]

(۲) [مسلم (٢١٨٦) کتاب السلام : باب الطب والمرض والرقی ' ترمذی (٩٧٢) ابن ماجة (٣٥٢٣)]

(۳) [مسلم (٢١٨٦) کتاب السلام : باب الطب والمرض والرقی]

(٤) [مسلم (٢١٩١) کتاب السلام : باب استحباب رقیة المریض ' بخاری (٥٧٤٣) کتاب الطب]

چونکہ ہر نظر بد لگانے والا حاسد ہی ہوتا ہے اس لیے اہل علم نے نظر بد کے علاج کے طور پر ان چند اسباب کو بروئے کار لانے کی بھی تلقین کی ہے جو حاسد کی نظر بد کو دور کرنے میں مؤثر ہیں۔ان کا مختصر بیان حسب ذیل ہے:

- حاسد کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے رہنا۔
- اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اس کے اوامر ونواہی کی حفاظت کرنا کیونکہ فرمانِ نبوی ہے کہ ''تم اللہ کی (یعنی اس کے حکموں کی) حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔
- حاسد کے حسد پر صبر سے کام لینا اور اسے معاف کر دینا۔
- اللہ تعالیٰ پر کامل توکل رکھنا کیونکہ جو اللہ پر توکل رکھتا ہے اللہ اسے کافی ہو جاتا ہے۔
- حاسد سے خائف نہ ہونا اور اپنے دل پر ایسی کسی بھی فکر کا غلبہ نہ ہونے دینا۔
- مخلص ہو کر اللہ کی طرف متوجہ رہنا اور اللہ کی رضا تلاش کرتے رہنا۔
- گناہوں کی توبہ کرنا کیونکہ گناہ انسان کے دشمنوں کو اس پر مسلط کر دیتے ہیں۔
- صدقہ واحسان کرتے رہنا کیونکہ اس میں بلاؤں کو ٹالنے اور حاسد کی نظر بد دور کرنے کی عجیب تاثیر ہے۔
- حاسد کی آگ بجھاتے رہنا، اس طرح کہ جب بھی وہ برائی، سرکشی اور حسد میں بڑھے مقابلے میں اس کے ساتھ حسن سلوک، خیر خواہی اور شفقت سے پیش آنا۔
- اللہ غالب حکمت والے کی توحید کو اپنانا، جس کی مرضی کے بغیر کوئی چیز بھی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی، یہ چیز درج بالا تمام طریقوں کی جامع ہے اور اسی پر ان تمام اسباب کا دارومدار ہے۔لہٰذا (یاد رکھو!) توحید ہی اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم (اور مضبوط) قلعہ ہے جس میں جو داخل ہو گیا اس نے امن پا لیا۔ (۱)

(۱) [العلاج بالرقی من الكتاب والسنة، از سعيد بن علی القحطانی (ص: ۱۰)]

باب المسائل المتفرقة عن السحر والجنان والعين

جادو جنات اور نظر بد سے متعلقہ چند متفرق مسائل کا بیان

کیا کسی اچھے مقصد کے لیے جادو کیا جا سکتا ہے؟

مثلاً مشرک والدین کو موحد بنانے کے لیے، بیوی کو اطاعت گزار بنانے کے لیے یا اولاد کو لہو ولعب اور لغویات سے نکال کر صراط مستقیم پر لانے کے لیے وغیرہ وغیرہ۔ تو اس بارے میں یہ یاد رہے کہ پیچھے دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ جادو کرنا کرانا اور سیکھنا سکھانا مطلق طور پر کفر ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ''جس نے جادو کیا یا جس کے لیے جادو کیا گیا (وہ ہم میں سے نہیں)۔'' (۱) اور ایک دوسری روایت میں مطلق طور پر جادو کو سات ہلاک کرنے والی اشیاء میں شمار کیا گیا ہے۔ (۲)

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جادو کرنا کرانا مطلقاً حرام اور کفریہ کام ہے۔ لہٰذا جیسے کسی برے مقصد کے لیے جادو کرنا جائز نہیں اسی طرح کسی اچھے مقصد کے لیے بھی جادو کرنا ناجائز ہے۔ اچھے مقاصد حاصل کرنے کے لیے کسی اچھے راستے کو ہی اختیار کرنا چاہیے۔

جادو اور علم نجوم کی کتب پڑھنا

سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ جادو اور علم نجوم کی کتب سے بچیں اور یہ بھی واجب ہے کہ جہاں بھی ایسی کتابیں پائیں انہیں ضائع کر دیں کیونکہ یہ کتابیں ایک مسلمان کو نقصان پہنچاتی ہیں اور اسے شرک میں مبتلا کر دیتی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''جس نے علم نجوم کا کوئی شعبہ سیکھا اس نے (دراصل) جادو کا ایک شعبہ سیکھا۔'' اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو فرشتوں کے متعلق فرمایا ہے کہ ''وہ کسی کو (جادو) نہیں سکھاتے تھے مگر یہ کہتے تھے کہ یقیناً ہم آزمائش ہیں پس تم کفر نہ کرو۔'' اس سے ثابت ہوا کہ جادو سیکھنا اور اس پر عمل کرنا کفر ہے۔ لہٰذا اہل اسلام پر واجب ہے کہ ایسی تمام کتب ضائع کر دیں جو جادو یا علم نجوم کی تعلیم پر مشتمل ہیں۔ اور کسی طالب علم یا اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے لیے ان کتابوں کو پڑھنا یا جو کچھ ان میں ہے اسے سیکھنا، جائز نہیں۔ (۳)

---

(۱) [صحیح: السلسلة الصحيحة (۲۱۹۵) صحيح الترغيب (۳۰٤۱) غاية المرام (۲۸۹) رواه البزار والطبراني]

(۲) [بخاری (٦۸۵۷) كتاب الحدود : باب رمی المحصنات، مسلم (۸۹) ابو داود (۲۸۷٤)]

(۳) [فتاوی نور علی الدرب لابن باز (۱۹۲/۱)]

کیا جنات انسان کو اٹھا کر لے جا سکتے ہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جنوں نے ایک شخص کو اٹھا لیا اور وہ چار سال تک ان کے پاس رہا۔ پھر آیا تو اس نے بتایا کہ اسے مشرک جن اٹھا کر لے گئے تھے تو وہ ان کے پاس قیدی بنا رہا۔ پھر مسلمان جنوں نے ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دینے کے بعد اسے اس کے اہل وعیال کی طرف واپس لوٹایا۔ (۱)

درج بالا صحیح روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جن انسان کو اٹھا کر لے جا سکتے ہیں البتہ اہل علم کا کہنا ہے کہ ایسا بہت کم واقع ہوتا ہے۔

جنات قابو کرنے کی حقیقت

عاملوں اور کاہنوں کے متعلق بالعموم یہ مشہور ہے کہ انہوں نے جن قابو کر رکھے ہوتے ہیں۔ تو اس بارے میں یہ یاد رہے کہ یہ بات سوائے عظیم جھوٹ کے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت صرف سلیمان علیہ السلام کو ہی عطا فرمائی تھی اور جنات کو ان کے تابع کیا تھا۔ چنانچہ وہ جنات سے مختلف قسم کی خدمات لیتے تھے اور ان میں جو نافرمان ہوتے انہیں سزا دیتے اور بعض کو پابند سلاسل کر کے قید میں بھی ڈال دیتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے کہ

﴿فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾﴾ [ص : ٣٦-٣٨] ''پس ہم نے ہوا کو ان (سلیمان علیہ السلام) کے ماتحت کر دیا، وہ آپ کے حکم سے جہاں آپ چاہتے نرمی سے پہنچا دیا کرتی تھی۔ اور (طاقتور) جنات کو بھی (ان کا ماتحت کر دیا) ہر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو۔ اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے۔''

سلیمان علیہ السلام کے لیے جنات کی یہ تسخیر بھی دراصل ان کی اس دعا کا نتیجہ تھی:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ [ص : ٣٥]

''اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو، یقیناً تو ہی عطا کرنے والا ہے۔''

اس لیے سلیمان علیہ السلام کے بعد نہ تو جنات کو کسی کے تابع کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی انہیں قابو کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک جن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں تنگ کرنے آیا اور آپ نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا تو آپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آ گئی کہ ''اے میرے رب مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ دعا نہ ہوتی تو شیطان صبح بندھا ہوا ملتا اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔ (۲)

---

(۱) [صحیح : ارواء الغلیل (۱۷۰۹)، (۱۵۰/٦) بیهقی (٤٤٥/٧ـ٤٤٦)]

(۲) [مسلم (٥٤٢) کتاب المساجد ومواضع الصلاة : باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلاة]

معلوم ہوا کہ جنات نبی کریم ﷺ کے قبضہ وقابو میں بھی نہیں تھے تو کسی اور انسان کے قابو میں کہاں سے ہو سکتے ہیں؟ البتہ اتنا ضرور ہے کہ جنات بعض عاملوں اور جادوگروں کی بات مانتے ہیں (مثلاً ان کے کہنے پر کسی کو تنگ کرنا، بیمار کرنا یا قتل کرنا وغیرہ) لیکن اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے جنات کو قابو میں کیا ہوا ہے بلکہ اس وجہ سے کہ جنات ان سے راضی ہو گئے ہیں کیونکہ انہوں نے جنات کو راضی کرنے کے لیے بڑے سے بڑا گناہ اور کفر وشرک تک کا ارتکاب کیا ہوتا ہے۔ تب جا کر جنات وشیاطین ان کے تعاون پر راضی ہوتے ہیں۔ اور اگر جادوگر گناہ کرنا چھوڑ دے تو جنات بھی اس کا تعاون کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یوں درحقیقت جنات کو قابو کرنے کے بجائے جادوگر خود جنات کے قابو میں آیا ہوتا ہے کہ اپنا کام نکلوانے اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے اسے مجبوراً جنات وشیاطین کی ہر بات ماننی پڑتی۔ ہے حتی کہ شرک تک کرنا پڑتا ہے۔

کیا علی رضی اللہ عنہ نے کسی جن سے لڑائی کی تھی؟

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس بات کی کوئی اصل نہیں لہٰذا نہ تو علی رضی اللہ عنہ نے کسی جن سے لڑائی کی تھی اور نہ ہی ایسا کچھ ہوا تھا بلکہ یہ بات جھوٹی اور من گھڑت ہے جسے لوگوں نے خود ہی گھڑ لیا ہے اور ابو العباس شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کے متعلق واضح طور پر فرمایا ہے کہ یہ بات جھوٹی اور بے اصل ہے اور ایسی باطل روایتوں میں سے ہے جسے کذاب لوگوں نے گھڑ رکھا ہے۔[1]

سوتے میں ڈرنے والے کا علاج

بالعموم انسان سوتے میں یا تو اس لیے ڈرتا ہے کہ وہ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ لیتا ہے۔ یا پھر اس وجہ سے ڈرتا ہے کہ کوئی جن اسے تنگ کرنے اور اس پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اگر تو کوئی ڈراؤنا اور برا خواب دیکھ لے تو اولاً یہ یاد رکھے کہ برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور ایسا خواب کسی کو بیان بھی نہیں کرنا چاہیے۔ پھر ایسے شخص کو چاہیے کہ بائیں جانب تین مرتبہ تھوکے۔ پھر تین مرتبہ شیطان اور اس برے خواب کے شر سے پناہ مانگے اور پھر پہلو بدل کر لیٹ جائے[2] اور اگر اٹھ کر وضو کرے اور دو رکعت نفل نماز پڑھ سکے تو یہ بھی بہت بہتر ہے۔ ایسا کرنے سے ان شاء اللہ اس کی گھبراہٹ اور ڈر ختم ہو جائے گا۔[3]

اور اگر کسی کو سوتے میں جن وغیرہ تنگ کرنے کی کوشش کرے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ سوتے وقت اذکار ضرور کرے۔ جیسا کہ آیت الکرسی کے متعلق حدیث میں موجود ہے کہ جو بھی سوتے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے

---

(۱) [مجموع فتاوی ابن باز (۲۷۷/۹)]

(۲) [بخاری (۶۹۹۵) كتاب التعبير : باب من رأى النبي في المنام ، مسلم (۲۲۶۱) ابوداود (۵۰۲۱)]

(۳) [بخاری (۷۰۱۷) كتاب التعبير : باب القيد في المنام ، مسلم (۲۲۶۳) ترمذی (۲۲۷۰)]

ساری رات شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔[1] اسی طرح سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس بھی ضرور پڑھے[2] اور پھر سونے کی یہ دعا ﴿اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا﴾ "اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہی میں مرتا (یعنی سوتا) ہوں اور زندہ (یعنی بیدار) ہوتا ہوں۔"[3] پڑھ کر دائیں کروٹ پر سو جائے۔ اور اگر ان تمام تدابیر کے باوجود انسان کبھی نیند میں گھبرا جائے تو نبی کریم ﷺ نے اسے یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی ہے:

﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ﴾

"میں اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں' اس کے غضب سے' اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسے سے اور ان کے میرے پاس حاضر ہونے سے۔"(٤)

علاوہ ازیں اگر سوتے میں گھبراہٹ کی بیماری کسی جسمانی مرض کی وجہ سے ہو مثلاً سانس کی تکلیف یا جسمانی کمزوری وغیرہ تو اس کا طبی علاج معالجہ کرانا چاہیے۔

نظر بد یا جادو کی معرفت کے لیے جنات سے تعاون لینا

سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے کسی مرض یا اس کے علاج کی معرفت کے متعلق جنات کا تعاون لینے کو ناجائز اور شرک قرار دیا ہے اور بطورِ دلیل اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشادات نقل فرمائے ہیں:

(1) ﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝﴾[الجن : ٦]

"بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔"

(2) ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا﴾[الانعام : ١٢٨] "اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کرے گا، (کہے گا) اے جنات کی جماعت! تم نے انسانوں میں سے بہت سے اپنا لیے، جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آپہنچے جو تو نے ہمارے لیے معین فرمائی۔"

کمیٹی کا کہنا ہے کہ "ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرنے" سے مراد یہ ہے کہ انسانوں نے جنات کی تعظیم کی، ان کے لیے جھک گئے اور ان کی پناہ پکڑی اور بدلے میں جنات نے انسانوں کی خدمت کی اور ان کے

---

(١) [بخاری (٢٣١١)، (٣٢٧٥)، (٥٠١٠) كتاب الوكالة : باب اذا وكل رجلا فترك الوكيل شيئا]

(٢) [بخاری (٥٠١٧) كتاب فضائل القرآن : باب فضل المعوذات]

(٣) [بخاری (٦٣١٤) كتاب الدعوات : باب وضع اليد اليمنى تحت الخد الايمن، ابو داود (٥٠٤٩)]

(٤) [حسن : الصحيحة (٢٦٤) ابو داود (٣٨٩٣) كتاب الطب : باب كيف الرقى، احمد (١٨١/٢)]

مطالبات پورے کیے۔ نیز ان کا مختلف امراض اور ان کے اسباب (جن کی خبر انسانوں کے سوا صرف جنوں کو ہی ہوتی ہے) کی انسانوں کو خبر دینا بھی اسی قبیل سے ہے۔ (۱)

نظر بد دور کرنے کے لیے بیوی کی طرف سے بکری کی قربانی

سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی سے کسی نے دریافت کیا کہ ہمارے ہاں شادی کے بعد ہر سال بیوی کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کی جاتی ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے بیوی اور اولاد حسد، مصائب، امراض (اور نظر بد) وغیرہ سے محفوظ رہے گی، تو اس کا کیا حکم ہے؟

کمیٹی نے جواب دیا کہ شادی کے بعد ہر سال اس نیت سے بکری کی قربانی کرنا کہ یہ چیز انہیں حسد، امراض اور مصائب سے بچالے گی، حرام عمل اور باطل اعتقاد ہے اور اگر اس کا نام صدقہ رکھ دیا جائے تب بھی یہ جائز نہیں، نیز یہ ذرائع شرک میں سے بھی ہے لہٰذا اسے چھوڑنا، اس سے توبہ کرنا اور اکیلے اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا واجب ہے کیونکہ خیر لانے اور نقصان دور کرنے والی ذات صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے۔ (۲)

---

(۱) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۱/۹۳)]

(۲) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (۲/۳۰۶)]

باب الاحادیث الضعیفة عن السحر والجنان والعین

جادو، جنات اور نظر بد سے متعلقہ چند ضعیف احادیث کا بیان

(1) ﴿ كُلُّ دَارٍ فِيهَا دِيكٌ أَبْيَضُ لَا يَقْرَبُهَا الشَّيْطَانُ وَ لَا سَاحِرٌ ﴾ ”ہر وہ گھر جس میں سفید مرغ ہو شیطان اور جادوگر اس کے قریب نہیں آتا۔“(۱)

(2) ﴿ كَفَرَ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ جَلَّ وَعَزَّ عَشَرَةٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ : الْغَالُّ ، وَ السَّاحِرُ ، وَالدَّيُّوثُ ، وَنَاكِحُ الْمَرْاَةِ فِيْ دُبُرِهَا ، وَشَارِبُ الْخَمْرِ ، وَ مَانِعُ الزَّكَاةِ ، وَمَنْ وَجَدَ سَعَةً وَ مَاتَ وَ لَمْ يَحُجَّ ، وَالسَّاعِيْ فِي الْفِتَنِ وَ بَائِعُ السِّلَاحِ اَهْلَ الْحَرْبِ وَ مَنْ نَكَحَ ذَاتَ مَحْرَمٍ مِنْهُ ﴾ ”اس امت کے دس افراد نے اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کیا ہے؛ مال غنیمت میں خیانت کرنے والا، جادوگر، دیوث، عورت کی پشت میں ہم بستری کرنے والا، شراب خور، زکوٰۃ روکنے والا، وسعت کے باوجود حج کیے بغیر فوت ہو جانے والا، فتنوں (کو پھیلانے) میں دوڑ دھوپ کرنے والا، جنگی دشمنوں کو اسلحہ فروخت کرنے والا اور کسی محرم رشتہ دار سے نکاح کرنے والا۔“(۲)

(3) ﴿ تَعَلَّمُوا السِّحْرَ وَ لَا تَعْمَلُوْا بِهِ ﴾ ”جادو سیکھو لیکن اس پر عمل نہ کرو۔“(۳)

(4) ﴿ الْغِيْلَانُ سَحَرَةُ الْجِنِّ ﴾ ”غیلان (جنات کی ایک خاص قسم) جنوں کے جادوگر ہیں۔“(۴)

(5) ﴿ نَهٰى عَنْ ذَبَائِحِ الْجِنِّ ﴾ ”آپ ﷺ نے جنات کے ذبیحوں سے منع فرمایا ہے (یعنی گھر وغیرہ خریدنے پر وہاں جنات سے بچاؤ کے لیے پرندے ذبح کرنا)۔“(۵)

(6) ﴿ نَهٰى عَنْ نِكَاحِ الْجِنِّ ﴾ ”آپ ﷺ نے جن سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔“(۶)

---

(۱) [موضوع : السلسلة الضعيفة (۱٦۹٥)]

(۲) [موضوع : السلسلة الضعيفة (۲۰۰٥)]

(۳) [لا اصل له : شیخ ابن بازؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث باطل اور بے اصل ہے اور نہ تو جادو سیکھنا جائز ہے اور نہ ہی اس پر عمل کرنا بلکہ یہ کفریہ کام اور سراسر گمراہی ہے۔[مجموع فتاوی (۳۷۱/٦)] سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے بھی اس خبر کو من گھڑت کہا ہے۔[فتاوی اللجنة الدائمة (٥٥۱/۱)] شیخ مشہور حسن آل سلمان فرماتے ہیں کہ یہ روایت بے اصل ہے کیونکہ اس کی کوئی سند ہی نہیں بلکہ یہ تو کسی شاعر کے شعر کا ایک ٹکڑا ہے اور وہ شعر یوں ہے "العلم بالشيء خير من الجهل به وتعلموا السحر ولا تعملوا به"۔[فتاوى الشيخ مشهور بن حسن آل سلمان (٦۱/۱)]

(٤) [ضعيف : السلسلة الضعيفة (۱۸۰۹)]

(٥) [موضوع : السلسلة الضعيفة (۲٤۰) الموضوعات لابن الجوزى (۳۰۲/۲)]

(٦) [منكر : السلسلة الضعيفة (٦٥٥۹)]

(7) ﴿ شَيَاطِيْنُ الْإِنْسِ تَغْلِبُ شَيَاطِيْنَ الْجِنِّ ﴾ ''انسانی شیاطین جناتی شیاطین پر غالب ہیں۔''(۱)

(8) ﴿ الْعَيْنُ حَقٌّ وَ يَحْضُرُهَا الشَّيْطَانُ وَ حَسَدُ ابْنِ آدَمَ ﴾ ''نظر بد برحق ہے اور اس میں شیطان اور ابن آدم کا حسد موجود ہوتا ہے۔''(۲)

(9) ﴿ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً مِنْ أَهْلٍ أَوْ مَالٍ أَوْ وَلَدٍ فَيَقُوْلُ " مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" فَيَرَى فِيْهِ آفَةً دُوْنَ الْمَوْتِ ﴾ ''جس بندے پر اللہ اپنی کوئی نعمت انعام فرمائے اہل وعیال ہوں، دولتمندی ہو یا اولاد، پھر وہ یہ کلمہ کہے مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ تو اس میں کوئی آفت نہیں آئے گی سوائے موت کے۔''(۳)

(10) ﴿ مَنْ رَأَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَقَالَ : مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ لَمْ تَضُرُّهُ الْعَيْنُ ﴾ ''جو شخص کوئی چیز دیکھے اور وہ اسے اچھی لگے تو کہے " مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" تو اسے نظر بد نقصان نہیں پہنچائے گی۔''(۴)

⇦ جنات وشیاطین سے متعلقہ مزید ضعیف روایات دیکھنے کے لیے ہماری **احادیث ضعیفہ سیریز** کی پانچویں کتاب **"500 مشہور ضعیف احادیث"** ملاحظہ فرمائیے، جس میں مختلف موضوعات پر مشتمل معاشرے میں مشہور 500 ضعیف روایات بمعہ تخریج وتحقیق جمع کی گئی ہیں۔

---

(۱) [**موضوع** : الأسرار المرفوعة (ص : ۲۲۸) المصنوع (ص : ۱۱۵) كشف الخفاء (۱۷/۲)]

(۲) [**ضعيف** : ضعيف الجامع الصغير (۳۹۰۲) السلسلة الضعيفة (۲۳٦٤)]

(۳) [**ضعيف** : البداية والنهاية (۱٤۱/۲) المطالب العالية (۳۵۰/۳) امام ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں عبد الملک بن زرارہ راوی ضعیف ہے۔[مجمع الزوائد (۱۷۱۵۱)] شیخ عبدالرزاق مہدی نے بھی اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ [تحقيق على تفسير ابن كثير]

(٤) [**ضعيف** : ضعيف الجامع الصغير (۵۵۸۸) تذكرة الموضوعات (ص : ۲۰۷) ذخيرة الحفاظ (۵۳۰۵)]

سیریز تفہیمِ کتاب وسنت

زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق مکمل دینی رہنمائی پر مشتمل تحقیقی کتب

اگر آپ قرآن کریم، صحیح احادیث اور سلف صالحین کے فہم کے مطابق مکمل دینی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہماری تفہیم کتاب وسنت سیریز کی درج ذیل مستند کتب فوراً حاصل کیجیے۔

1. ایمان کی کتاب
2. توحید کی کتاب
3. سنت کی کتاب
4. طہارت کی کتاب
5. نماز کی کتاب
6. زکوٰۃ کی کتاب
7. روزوں کی کتاب
8. حج وعمرہ کی کتاب
9. جنازے کی کتاب
10. تجارت کی کتاب
11. نکاح کی کتاب
12. طلاق کی کتاب
13. اولاد اور والدین کی کتاب
14. دعاؤں کی کتاب
15. جادو، جنات سے بچاؤ کی کتاب
16. شیطان سے بچاؤ کی کتاب
17. جاری ہے۔۔۔۔۔۔

اس سیریز کی چند خصوصیات

- اپنے اپنے موضوع پر جامع کتب۔
- ابتداء میں چند ضروری اصطلاحات حدیث۔
- مسائل میں کتاب وسنت کے علاوہ ائمہ اربعہ کے موقف کی وضاحت۔
- کبار علما وفقہا کے اقوال وفتاویٰ۔
- تمام مسائل بادلائل۔
- تمام حوالہ جات کی مکمل تخریج۔
- شیخ البانی ؒ اور دیگر محققین کی تحقیقات سے استفادہ۔

☜ ان خصوصیات کی بنا پر یقیناً یہ کتب ہر لائبریری اور ہر گھر کی ضرورت ہیں لہٰذا انہیں خود بھی حاصل کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں۔

ہماری چند دیگر مطبوعات
فقہ الحدیث
فتاویٰ
نکاح
و
طلاق
قصص الانبیاء
جواہر الایمان
دعائیں
تفسیر ابن کثیر
فقہ الاسلام
100 مشہور
200 مشہور
300 مشہور
400 مشہور
500 مشہور

تفہیم کتاب وسنت

15

کتاب الوقایۃ من الجن والسحر
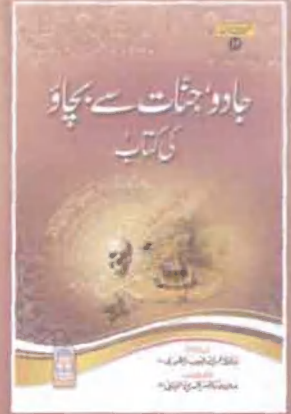
- جادو کرنا اور کالے علم کے ذریعے جنات کا تعاون حاصل کر کے لوگوں کو تکالیف پہنچانا شریعتِ اسلامیہ کی رو سے محض کبیرہ گناہ ہی نہیں بلکہ ایسا مذموم فعل ہے جو انسان کو دائرہ اسلام سے ہی خارج کر دیتا ہے اور اسے واجب القتل بنا دیتا ہے۔
- جادو کی اس قدر شدید مذمت کے باوجود آج یہ عمل بالعموم عالم اسلام اور بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں بڑی تیزی سے رواج پا رہا ہے۔ جگہ جگہ عاملوں، نجومیوں، کاہنوں اور جعلی پیروں کے اڈے بن چکے ہیں جو تھوڑے سے دنیوی نفع کے لیے لوگوں کی زندگیاں برباد کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ پھر جو لوگ جادو کا شکار ہوتے ہیں ان میں بھی اکثر دین سے غافل ہی ہوتے ہیں اسی لیے وہ بھی علاج کے لیے انہی لوگوں کی طرف رجوع کرتے ہیں جو خود بھی گمراہ ہیں اور سادہ لوح عوام کی گمراہی کا بھی سبب ہیں۔
- اس کتاب میں اسی اہم موضوع پر خامہ فرسائی کی گئی ہے اور کتاب وسنت کی روشنی میں جادو، جنات کی حقیقت کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ جادو، آسیب زدگی اور نظر بد وغیرہ کا شرعی علاج بھی تجویز کیا گیا ہے۔ نیز ان مصائب سے بچاؤ کی پیشگی حفاظتی تدابیر بھی ذکر کی گئی ہیں۔
- اس کتاب کی اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں کتاب وسنت کی تعلیمات اور ائمہ سلف کے فہم سے کہیں بھی انحراف نہیں کیا گیا، بطورِ خاص امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم رحمہ اللہ کے تجربات سے استفادہ کیا گیا ہے، تمام حوالہ جات کی تخریج وتحقیق کی گئی ہے اور عام فہم اسلوب اپنایا گیا ہے تاکہ عوام وخواص یکساں استفادہ کر سکیں۔
- ان خصوصیات کی بنا پر بلاشبہ یہ کتاب ہر فرد کی ضرورت ہے اور جادو، جنات اور نظر بد کے علاج اور ان سے بچاؤ کے لیے بہترین ہتھیار ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عامۃ الناس کے لیے نافع اور مصنف کے لیے باعث اجر بنائے۔ (آمین)

ڈاکٹر حمزہ مدنی حفظہ اللہ
مدیر التعلیم جامعہ لاہور الاسلامیہ (البیت العتیق) لاہور

تفہیم کتاب وسنت کا تحقیقی و طباعتی ادارہ
فقہ الحدیث پبلیکیشنز
لاہور ۔ پاکستان
0300-4206199
Website: fiqhulhadith.com, E-Mail: editor@fiqhulhadith.com